حکمتوں سے بھرپور اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ

خطباتِ شفیقی

(جلد اوّل)

آپ پہلی جلد میں ان عنوان پر خطاب ملاحظہ فرمائیں گے:

خطیب

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

حکمتوں سے بھرپور اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ

خطباتِ شفیقی

(جلد اوّل)

آپ پہلی جلد میں ان عنوان پر خطاب ملاحظہ فرمائیں گے:

خطباتِ شفیقی

1 ہمارا اسلام اور ہماری حالت

2 امامِ حسین رضی اللہ عنہ

3 اعلیٰ حضرت کا عشق رسول

4 محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں

5 جمیع عالم برائے مصطفیٰ ﷺ

6 شانِ مصطفیٰ ﷺ

خطباتِ شفیقی

7 مصطفیٰ ﷺ دنیا کی جان ہیں

8 امت کا معنی اور اس کا مفہوم

9 امت محمدیہ کی عمر کم کیوں رکھی گئی؟

10 اللہ پاک سے محبت کیجیے

11 ماں باپ کے حقوق

12 تفسیر سورۂ کوثر

خطیب

مولانا ابوشفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دارالسنہ دہلی

کتاب کا نام	:	خطباتِ شفیقی (جلد اوّل)
خطیب	:	مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
کمپوزنگ	:	مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
صفحات	:	477
تعداد	:	1100
سن طباعت	:	
ناشر	:	مکتبہ دار السنہ اردو مارکیٹ مٹیا محل جامع مسجد دہلی

اس کتاب کو حاصل کرنے یا چھپوانے کے لیے اس نمبر پر رابطہ کیجیے:

رابطہ نمبر: 918808693818+

فہرست

خطباتِ شفیقی

☆... جلد اول	:	12 بیانات
☆... جلد دوم	:	12 بیانات
☆... جلد سوم	:	12 بیانات
☆... جلد چہارم	:	12 بیانات
☆... جلد پنجم	:	12 بیانات

خطباتِ شفیقی کی خصوصیات

ہر کتاب کی اپنی خصوصیت ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ کتاب جانی اور پہچانی جاتی ہے ، اسی طرح خطباتِ شفیقی کی بھی درج ذیل خصوصیات ہیں:

(1)۔۔۔معاشرے کی اصلاح پر مبنی بیانات۔

(2)۔۔۔ہر بیان سے پہلے درودِ پاک کی انوکھی فضیلت۔

(3)۔۔۔ہر بیان میں کئی کئی عنوان۔

(4)۔۔۔موقع کے مناسب اشعار

(5)۔۔۔قرآنی آیات، احادیث، روایات وحکایات کے حوالہ جات۔

خطیب کا تعارف

نام و نسبت

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے ۲۰۰۴ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوْلِیْ ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش 10 جون 1986ء ہے۔

دینی ماحول سے وابستگی

موصوف نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن 2000ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر 4 سال قیام کیا پھر 2004ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور 2006ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھی، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم

گڑھ کے گاؤں سَرَیَّا میں واقع ہے)میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج،نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی۔

آغازِتدریس وتصنیف

2014ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے،اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں داخلِ نصاب علمِ صرف کی کتاب بنام "مراح الارواح"کی اردو شرح بنام"شَفِیْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح"تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس ، تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔درسِ نظامی کی تدریس کے ساتھ ساتھ امامت کورس بھی کرواتے رہے۔

خلافت واجازت

25 اپریل 2024ء کو شاگردِ حافظِ ملت،مریدِ مفتیٔ اعظم ہند،خلیفۂ برہانِ ملت،مبلغِ اسلام حضرت علامہ مولانا عبد المبین نعمانی دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلۂ قادریہ،رضویہ کی خلافت واجازت سے نوازا۔

اللہ سے دعا ہے کہ موصوف کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے موصوف کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

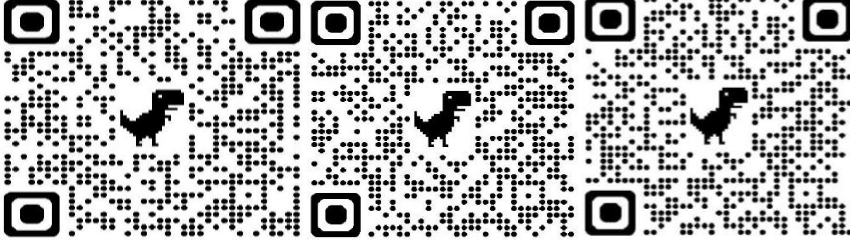
مصنف کی اصلاحی کتب

1☆...ما فعل اللہ بک
2☆...اسلام کی خوبیاں
3☆...اسرار الایمان فی حقائق الارکان
4☆...میری سنت میری امت
5☆...کیا حال ہے؟
6☆...موت کے وقت
7☆...عقائد کی حکمتیں
8☆...پانچ نمازوں کی حکمت
9☆...قرآنی سورتوں کے مضامین
10☆...سب سے پہلے سب سے آخر
11☆...خطباتِ شفیقی جلد اول
12☆...قصور کس کا؟
13☆...نصاب مسائلِ نماز
14☆...خطبات مصطفائی وخطبات شفیقی جلد اوّل
15☆...خطبات مصطفائی وخطبات شفیقی جلد دوم
16☆...خطبات مصطفائی وخطبات شفیقی جلد سوم
17☆...تدریس کے ۲۶ طریقے
18☆...رفیق التدریس
19☆...تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے
20☆...فیضانِ قرآن کورس
21☆...فیضانِ شریعت کورس
22☆...آسان فرض علوم
23☆...آسان خطباتِ محرم
24☆...تنظیمی نصاب وبیانات
25☆...اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا
26☆...آسان حنفی نماز (ہندی)

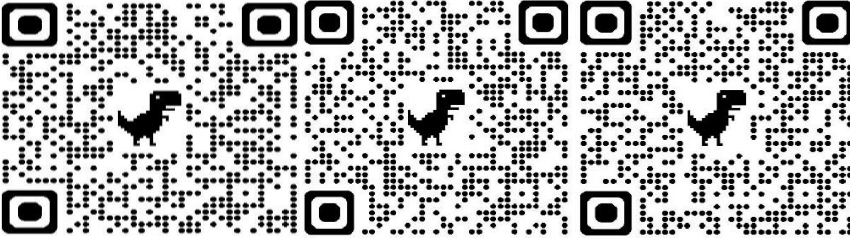
مصنف کی درسی کتب

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کی کتب ڈاؤن لوڈ کرنے کا بار کوڈ

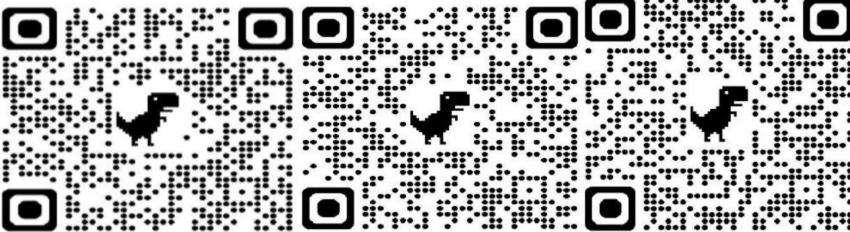
آسان خطباتِ محرم | عقائد کی حکمتیں | ۵ نمازوں کی حکمتیں



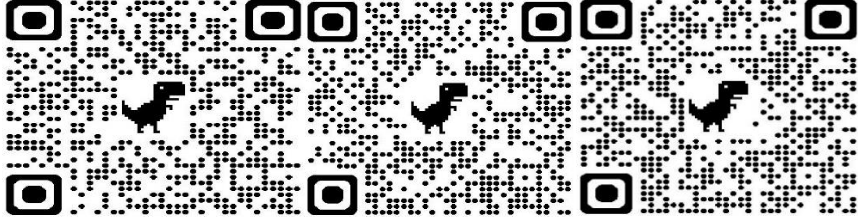
آسان فرض علوم | تدریس کے ۲۶ طریقے | رفیق التدریس



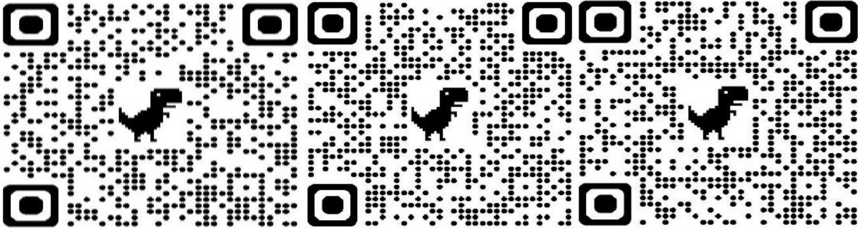
صرف کے دلچسپ سوالات | قصور کس کا؟ ہندی | شَارِقُ الْفَلَاح شَرَح نُوْرُ الْاِیْضَاح



شَفِیْقُ الْمِصْبَاح شَرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح　　تنظیمی نصاب و بیانات　　نصاب مسائلِ نماز



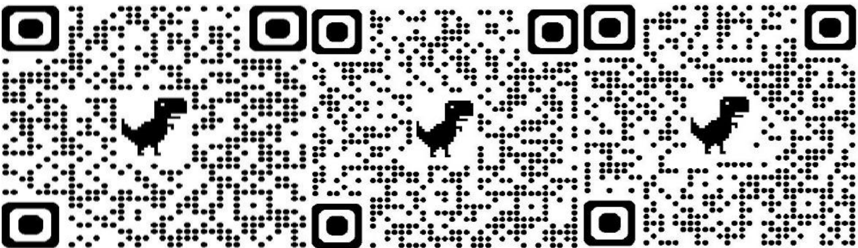
اَلْقَوْلُ الْاَظْهَر شَرح اَلْفِقْهُ الْاَكْبَر　　اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا　　فیضان قرآن کورس



امت محمدیہ کے سوالات　　چاند کی گواہی　　خطباتِ مصطفائی حصہ دوم



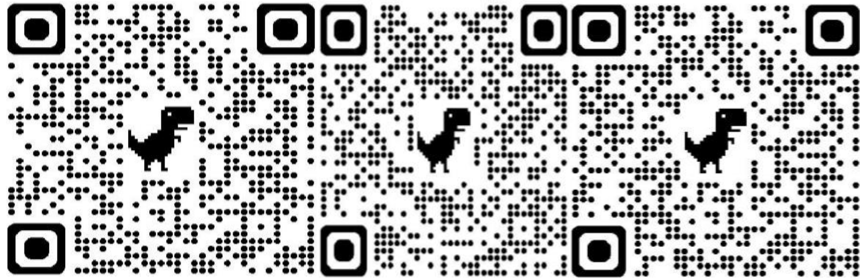
مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ ؟　　میری سنت میری امت　　شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ



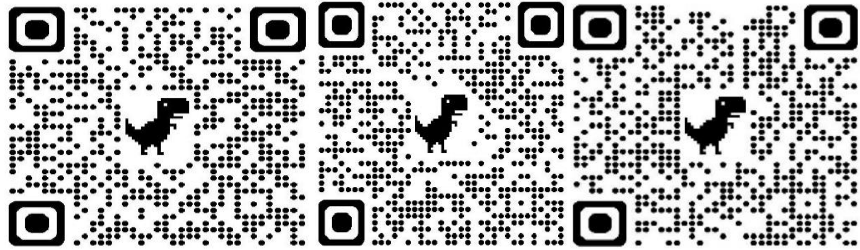
سب سے پہلے سب سے آخر | قرآنی سورتوں کے مضامین | تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے



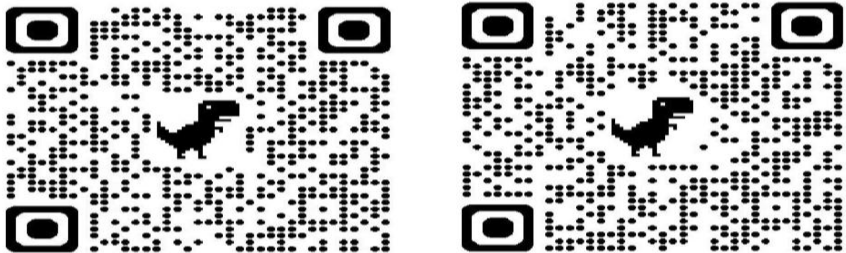
درود کی حکمتیں | کیا حال ہے؟ | فیضان شریعت کورس



موت کے وقت | محمد اور احمد کے اسرار | دینِ اسلام کی خوبیاں



اسرا الایمان فی حقائق الارکان | تمام کتب ڈاون لوڈ کرنے کا بار کوڈ



الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ　　　وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

(1) ہمارا اسلام اور ہماری حالت

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟

☆...ہمارا دین اور ہماری حالت

☆...کون سا دین مقبول ہے؟

☆...دین اور اسلام کا معنیٰ کیا ہے؟

☆...اسلام کیوں آیا؟

☆...دینِ اسلام کی کیا خوبیاں ہیں؟

☆...مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل

خطیب

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دھلی

(1) ہمارا اسلام اور ہماری حالت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم　　بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اے عاشقانِ رسول! درودِ پاک پڑھنے کی بے شمار فضائل و برکات ہیں جس کا بیان مختلف احادیث میں موجود ہے انہی میں سے درودِ پاک کی ایک فضیلت ایسی بھی ہے جس کو آپ نے بارہا سنا ہو گا، لیکن اس کے پیچھے جو راز پوشیدہ ہے اس کے بارے میں شاید ہی آپ کا خیال گیا ہو گا۔

سنن نسائی میں ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ پاک اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے اور دس دَرَجات بُلند فرماتا ہے۔ (نسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۴)

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: درودِ پاک پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ تین چیزیں عطا فرماتا ہے:

(1)۔۔۔اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا یعنی اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔

(2)۔۔۔دس گناہ جو اس نے ماضی میں کیئے، مٹا دے گا۔یعنی معاف ہو جائیں گے۔

(3)۔۔۔اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔یعنی جنت میں اس کے دس درجات بلند ہوں گے۔

اسی طرح کی ایک حدیثِ پاک اور ہے جس کو حافظ محمد شرفُ الدین عبد المُؤمِن بن خَلف دَمیاطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ" میں تخریج کی ہے:

حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مدد گار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج آپ بہت خوش نظر آرہے ہیں ؟" فرمایا: "میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھ سے عرض کیا کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ پاک اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹادے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔" (مسند احمد، حدیث ابی طلحۃ، رقم ۱۶۴۵۲، ج۵، ص۵۰۹)

دونوں حدیث میں فرق

پس اس حدیث کا مفہوم بھی وہی ہے جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تھا، فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں دس رحمتیں نازل کرنے کا تذکرہ تھا اور اس میں دس نیکیاں ملنے کا ذکر ہے، مزید بعد والی حدیث میں نیکیوں کے ملنے، گناہوں کے معاف ہونے، درجات کے بلند ہونے کے ساتھ ساتھ رحمتیں نازل کرنے کا بھی تذکرہ ہے۔

یہ راز پوشیدہ ہے

درودِ پاک کی اس فضیلت میں جو راز پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں سب سے پہلے نیکیوں کے ملنے، پھر گناہوں کے مٹائے جانے، اور آخر میں درجات کے بلند ہونے کو کیوں بیان فرمایا؟ یعنی یہ ترتیب ہی کیوں؟ اس کے برعکس یعنی الٹا کیوں نہیں؟

کہ پہلے گناہ کے مٹنے کو بیان کیا جاتا پھر نیکیوں کے ملنے اور آخر میں درجات کی بلندی کو بیان کیا جاتا، یا پہلے درجات کی بلندی، پھر گناہوں کے مٹنے اور آخر میں نیکیوں کے ملنے کا تذکرہ کیا جاتا، مگر اس ترتیب کو چھوڑ کر پہلے نیکیوں کے ملنے، پھر گناہوں کے مٹنے اور پھر آخر میں درجات کے بلند ہونے کو بیان کیا گیا۔ اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ پہلے زمانۂ حال میں ملنے اور پھر ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کی بھرپائی، اور پھر مستقبل میں درجات کی بلندی کی بات کی گئی ہے۔

سوال یہ ہے

سوال یہ ہے کہ اسلام کے جہاں ہر فرمان میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، تو اس فرمان میں کون سی حکمت پوشیدہ اور چھپی ہوئی ہے؟

یہ تھا سوال، اب اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں، کہ اس میں کیا حکمت اور کیا راز ہے؟ **اے عاشقانِ رسول!** اس میں بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے، اور یہ حکمت انسانی حالت کے مطابق، اس کی نفسیات کے مطابق، اور عقل و شعور کے مطابق و موافق ہے، اور اس حکمت سے یہ بھی پتہ چلے گا کہ ہمارے نبی ﷺ کو معاشرے کی مکمل معرفت ہے، اور ان کا ایک ایک فرمان زندگی آفریں اور مشعلِ راہ ہے۔

انسان کی حالت وعادت

اس حکمت کو سمجھنے کے لیے پہلے انسان کی حالت وعادت کو سمجھنا پڑے گا، اور وہ یہ کہ ایک شخص جو کہ بڑا امیر و کبیر تھا، جس کے پاس بے شمار دولت تھی، اور وہ بڑے عالیشان محلات اور بے شمار جائداد کا مالک تھا، جن سے عیش و تنعم خوب جھلک رہا تھا، ہر وقت دروازے پر نوکروں کا جھرمٹ رہتا تھا۔

سب کچھ جاتا رہا

مگر یکایک فنا کا بادَل گرجا، آفت و مصیبت کی آندھی چلی اور دنیا میں تادیر خوشحال رہنے کی اُمیدیں خاک میں مل کر رہ گئی، اس کے مسرتوں اور شادمانیوں سے ہنستے بستے گھر کو تباہی نے آلیا، وقت کی مار ایسی پڑی کہ اس سے یہ ساری چیزیں جاتی رہیں، اور روشنیوں سے جگ مگاتے محلات سے گھپ اندھیری جھوپڑی میں پہنچ گیا۔ کل تک اَہل وعیال کی رونقوں میں شاداں و مسرور تھا مگر آج لکڑی کی وَحشت ناک جھوپڑی اور تنہائیوں میں مغموم ورَنجور ہے، یعنی یوں کہہ لیجئے کہ کل کا کروڑپتی آج کاروڈپتی بن گیا، یہاں تک کہ ایک وقت کے کھانے کا کھانا، اور ستر چھپانے کے لیے کپڑا تک نہ رہا، بالکل کنگال وخستہ حال

ہو گیا۔ بھوک و پیاس سے بیتاب ہے، جسم برہنہ ہے۔

اب اس کو کس چیز کی فکر ہو گی؟

اب آپ بتایئے! کیا اس کو اپنے ماضی کی فکر ہو گی، مستقبل کی فکر ہو گی، نہیں نا، وہ تو سوچے گا میرا ماضی درست ہو یا نہ ہو، میرا مستقبل صحیح ہو یا نہ ہو، میرا صرف حال صحیح ہو جائے، مجھے ابھی کچھ کھانے، پینے کو مل جائے، ستر چھپانے کو کپڑا مل جائے، نہ اس کو اپنے ماضی کی فکر اور نہ مستقبل کی، اگر فکر ہے تو اپنے زمانۂ حال کے درست ہونے کی فکر ہے۔

اب ماضی کی یاد ستائے گی

اچھا! اس کے کھانے پینے اور ستر چھپانے کا انتظام ہو گیا، اس کا حال درست ہو گیا، تو اب اس کے دل میں کیا خیال ہو گا؟ اب اس کے دل میں یہ خیال ہو گا کہ میری ماضی میں ضائع ہونے والی دولت مل جائے، جو مجھے نقصان ہوا ہے اس کی بھرپائی ہو جائے، میرا کھویا ہوا وقار، اقتدار، افتخار، مل جائے، میرا ماضی درست ہو جائے۔ سب سے پہلے فکر تھی حال کی، جب حال درست ہوا، فوراً ماضی کی یاد ستانے لگی۔

اب مستقبل کی یاد ستائے گی

جناب چلو، اس کا ماضی بھی درست ہو جائے، اس کا لٹا ہوا تمام مال و دولت، عزت و وزارت، حکومت و صدارت سب واپس مل جائے، تو اب کیا ہو گا؟ اب اس کو فوراً اپنے مستقبل کی یاد ستائے گی، کہ اب میرا حال بھی درست ہو گیا، میرا ماضی بھی درست ہو گیا، اب مجھے اپنے مستقبل کو درست کرنا چاہیے۔

انسان کی حالت کے پس منظر میں حدیث

آپ دیکھیں آدمی کو پہلے حال کی فکر، پھر ماضی کی فکر اور پھر مستقبل کی فکر ہوتی ہے، یہ انسان کی فطرت ہے، اس کی عادت ہے، اب اسی قاعدہ اور قانون کو سامنے رکھ کر میرے نبی، آپ کے نبی، ہمارے نبی، اللہ کے آخری نبی، مکی مدنی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت کو ملاحظہ کیجئے: ''جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ پاک اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹادے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔''

تینوں حالتیں درست

اللہ اکبر! نیکی کے ملنے کی بات پہلے کی، اور ملنا یہ زمانۂ حال کا درست ہونا ہے، پھر ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کو مٹانے کی بات کی، اور یہ پچھلے گناہ مٹانا، زمانۂ ماضی کا درست ہونا ہے، پھر آخر میں جنت کے اندر درجات کی بلندی کی بات کی، اور جنت ابھی نہیں ملے گی بلکہ وہ تو مستقبل میں ملے گی، لہذا یہ زمانۂ مستقبل کا درست ہونا ہے۔

اللہ اکبر! قربان جاؤں میں محمد عربی ﷺ پر، جو آپ پر درود پڑھتا ہے، آپ پر درود پڑھنے کی برکت سے پڑھنے والے کے تینوں حالتیں درست ہو جاتی ہیں۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

اتنا ہی نہیں بلکہ اور کچھ

اور یہی نہیں، بلکہ آگے بھی فرمان موجود ہے، فرمایا: ''اللہ تعالی اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔'' اللہ اکبر! درودِ پاک پڑھنے والے پر اللہ پاک کی کتنی عطائیں ہیں کتنی کرم

نوازیاں ہیں۔ تبھی تو اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" میں لکھتے ہیں:

برستا نہیں دیکھ کر اَبرِ رَحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
اب آئی شفاعت کی سَاعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ رسول! اس بیان میں ہم چند ضروری چیزوں کے متعلق سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟

(2)۔۔۔ہمارا دین اور ہماری حالت

(3)۔۔۔کون سا دین مقبول ہے؟

(4)۔۔۔دین اور اسلام کا معنیٰ کیا ہے؟

(5)۔۔۔اسلام کیوں آیا؟

(6)۔۔۔دینِ اسلام کی کیا خوبیاں ہیں؟

(7)۔۔۔مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل

(1)۔۔۔اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟

اے عاشقانِ رسول! اَلْحَمْدُلِلّٰہ اِسلام(Islam)ایک امن پسند ،سچا، پیارا، کامل و اکمل، انتہائی تیزی کے ساتھ پھیلتا ہوا،عالمگیر مذہب ہے، اسلام وہ واحد مذہب ہے کہ جس کے ماننے اور چاہنے والوں کی تعداد پوری دنیا میں سب سے زیادہ ہے، اسلام اپنی لاجواب خوبیوں کے سبب ہمیشہ ہر دور میں غالب ہی رہا، کبھی مغلوب ہوا، نہ ہو گا،اور جیسے جیسے زمانہ گزرتا جارہا ہے، اسلام کی شان و عظمت میں مزید اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ آج بھی اسلام، راہِ حق سے بہک جانے والوں اور کفر کی تاریکی میں بھٹکے لوگوں کو کفر کی دلدل سے نکال کر انہیں اپنے دامنِ کرم میں لے رہا ہے۔اسلام میں دینی،دنیاوی، اُخروی، اخلاقی، ظاہری،باطنی، گھریلو، خاندانی، معاشرتی اور معاشی بلکہ ہر اعتبار سے زندگی کے تمام شعبہ جات سے وابستہ افراد کے لیے بہترین اُصول وضوابط اور شاندار ہدایات موجود ہیں۔جو اس کی حقانیت کو ثابت کرتے ہیں کہ **"اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے"**۔ اور دوسری بات یہ کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو اللہ پاک کا پسندیدہ دِین ہے، جیسا کہ پارہ 6، سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 3 میں اللہ پاک اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: آج میں نے تمہارے لیے تمہارادِین کامل کر دیااور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دِین پسند کیا۔(پ٦، المائدہ: ٣)

اے عاشقانِ رسول! ہمیں اللہ پاک کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ پاک نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں ایک ایسی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے جو اللہ پاک کو بھی پسند ہے،اور وہ

نعمت دینِ اسلام ہے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج ہم دنیا کی وقتی لذتوں میں گم ہو کر اس نعمت کی قدر کرتے نظر نہیں آرہے۔

(2)۔۔۔ہمارا دین اور ہماری حالت

اے عاشقانِ رسول! آج جب ہم دنیا کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ وہ اُمت جسے اللہ پاک نے "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں" کہہ کر تمام امت سے افضل قرار دیا، جو دنیا کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لیے بھیجی گئی تھی، اندھیرے میں زندگی گزارنے والوں کو روشنی دینے والی تھی، بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ راست پر لانے والی تھی، اسلام کے دامنِ رحمت میں داخل کرنے والی تھی، پیار و محبت، اخوت و بھائی چارگی کا درس دینے والی تھی، لیکن آج وہی امت خود دینِ اسلام سے دور ہوتی جارہی ہے۔ آج خود نیکی کے راستے سے دور ہوتی جارہی ہے۔ آج خود برائیوں میں مبتلا ہوتی جارہی ہے۔ آج خود روشنی سے کوسوں دور اندھیرے میں بھٹکتی پھر رہی ہے۔ مساجد خالی ہو رہی ہیں، قرآن مجید صرف تعویذ کے طور پر رکھا جارہا ہے، شریعت کے احکام اور پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سنتوں پر عمل کرنے کو بوجھ سمجھا جارہا ہے۔

اے عاشقانِ رسول! ہم اسی دینِ اسلام کے ماننے والے ہیں جس کے لیے ہمارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین نے بے شمار ایسی ایسی

قربانیاں دیں جن کا تذکرہ آنکھوں کو نم کر دیتا ہے۔ آپ کی ترغیب کے لیے دو دل ہلا دینے والے واقعات پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ

شِعْبِ اَبی طالِب

اعلانِ نُبوّت کے ساتویں سال جب قریش کے غیر مسلموں نے دیکھا کہ اِن کے بے پناہ ظلم و ستم کے باوُجود مُسلمانوں کی تعداد بڑھتی چلی جارہی ہے اور حمزہ و عُمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جیسے حَضَرات بھی ایمان لاچکے ہیں۔شاہِ حَبشہ نَجَّاشی نے بھی مسلمانوں کو پناہ دے دی ہے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ (حضرت سیّدُنا) محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو (مَعَاذَ اللّٰہ) عَلَی الْاِعلان شہید کر دیا جائے۔جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے چچا ابو طالِب کو پتا چلا تو انہوں نے بھی بنی ہاشم و بنی مُطَّلِب کو جمع کر کے کہا کہ (حضرت سیّدُنا) مُحمّد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت کے لیے ان کو اپنے گھاٹی میں لے چلو۔ لہٰذا دونوں خاندان حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس گھاٹی میں لے گئے۔(خصائصِ کُبریٰ ج ۱ ص ۲۴۹)

سَماجِی قَطع تعلُّق (یعنی سوشل بائیکاٹ)

جب قریش کے غیر مسلموں کو پتا چلا کہ بَنی ہَاشِم و بَنی مُطَّلِب نے (سوائے ابو لہب کے) رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے ذِمّے لے لیا ہے، تو اُنہوں نے بھی مِنٰی شریف کے قریب ایک جگہ میں جمع ہو کر عہد کیا کہ "جب تک "بنو ہاشِم" "مُحمّد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اِن کے حوالے نہیں کریں گے کوئی شخص ان سے کسی قسم کا تعلُّق نہیں رکھے گا۔نہ اِن کے پاس کوئی چیز فروخت کی جائے گی نہ ان سے رِشتہ ناطہ کیا

جائے گا اور نہ ہی اِنہیں کُھلے انداز سے پھرنے دیا جائے گا۔" کُفّارِ قریش نے اس پر سختی سے عمل کرتے ہوئے بَنوہاشِم اور بَنُو عبد المُطَّلب کا مُکمل طور پر "سماجی قَطعِ تعلُّق" (یعنی سوشل بائیکاٹ) کر دیا۔

بڑی سختی سے کرتے تھے قریش اِس گھر کی نگرانی
نہ آنے دیتے تھے غلّہ اِدھر تا حدِّ اِمکانی
کوئی غَلّے کا سوداگر اگر باہَر سے آ جاتا
تو رستے ہی میں جا کر بُو لَہَب کمبخت بہکاتا
پہاڑوں کا دَرّہ اِک قَلعہٗ مَحصُور تھا گویا
خُدا والوں کو فاقوں مارنا منظور تھا گویا
رسولُ اللہ لیکن مُطمئن تھے اور صابِر تھے
خُدا جس حال میں رکھے اِسی حالت پہ شاکر تھے

چمڑے کا ٹکڑا کھالیا

اب صورتِ حال یہ تھی کہ مکّہ مکرّمہ میں باہَر سے جو بھی غَلّہ (یعنی اناج) آتا کُفّارِ جفاکار اسے خود ہی خرید لیتے اور مُسلمانوں تک نہ پہنچنے دیتے۔ جب اس گھاٹی میں مُقیّد رہنے والوں کے بچے بھوک سے بِلبِلاتے تو کُفّارِ ناہَنجار اِن کی آوازوں پر قَہقہے لگاتے اور خُوشی مناتے تھے، خواتین کا دُودھ خشک ہو گیا تھا، سارے لوگ کئی کئی روز تک بھوکے پڑے رہتے، بعض اوقات بھوک سے بے تاب ہو کر دَرَختوں کے پتّے اُبال کر کھا کر پیٹ

بھرتے۔ حضرتِ سیّدُنا سَعد ابن ابی وَقّاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ ایک بار رات کو انہیں سُوکھے ہوئے چمڑے کا ایک ٹکڑا کہیں سے مل گیا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُسے پانی سے دھویا، آگ پر بھُونا، کُوٹ کر پانی میں گھولا اور سَتُّو کی طرح پی کر اپنے پیٹ کی آگ بجھائی۔ (اَلرَّوْضُ الْاُنُف ج۲ ص۱۶۱)

وہ بھوکی بچیوں کا رُوٹھ کر فِی الفَور مَن جانا
خدا کا نام سُن کر صَبر کی تصویر بن جانا
تڑپنا بھوک سے کچھ روز آخرِ جان کھو دینا
وہ ماؤں کا فلک کو دیکھ کر چُپ چاپ رو دینا
رِضا و صَبر سے دِن کٹ گئے اِن نیک بختوں کے
کہ کھانے کے لیے ملتے رہے پتّے درختوں کے
گزارے تین سال اِس رنگ سے ایمان والوں نے
دِکھا دی شانِ اِستِقلال اپنی آن والوں نے

اے عاشقانِ رسول! اس طرح کا معاملہ ایک دن، یا ایک ہفتے، یا ایک مہینہ، یا ایک سال نہیں تھا بلکہ یہ معاملہ تین سال تک چلا، لیکن اتنی مصیبتوں کے باوجود کسی نے اپنا دین نہیں چھوڑا، سلام ہے ان کے قوتِ برداشت کو، سلام ہے ان کی ہمت کو، آج اگر ہم میں سے کسی کو اسلام کے تعلق سے تھوڑی سی پریشانی آجائے تو گھبرا جاتے ہیں، اور یہ بات بیان کرتے ہوئے کافی افسوس ہو رہا ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے ایسے بھی لوگ دیکھیں گئے ہیں جو دنیوی کمائی کے لیے، نوکری کے لیے، کاروبار کو برقرار رکھنے کے

لیے، کسی دنیوی مفاد کے لیے اسلام کی حدوں کو توڑ کر کفر و شرک کی حدوں میں داخل ہو جاتے ہیں، بلکہ بعض بد نصیب تو اپنا نام ہی غیر مسلموں والا رکھ لیتے ہیں اور وہ یوں دائرۂ اسلام سے نکل کر کافر ہو جاتے ہیں۔ معاذ اللہ رب العالمین

طائف کی رِقّت انگیز داستان

اے عاشقانِ رسول! اسلام کی خاطر مصیبتوں کو برداشت کرنے کی کہانی بڑی لمبی ہے اسی کی ایک کڑی داستانِ طائف ہے، طائف کی رِقّت انگیز داستان بھی اشکبار آنکھوں سے پڑھیے: اعلانِ نُبُوّت کے بعد نو سال تک ہمارے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مکّہ مکرّمہ کے اندر لوگوں میں اِسلام کی تبلیغ فرماتے رہے، مگر بَہُت تھوڑے افراد نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نیکی کی دعوت قبول کی۔ کُفّارِ بد اَطوار کی طرف سے مُخالَفَت کا زور روز بروز بڑھتا جارہا تھا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان کو کُفّار بے حد ستاتے اور طرح طرح سے مذاق اُڑاتے تھے۔ لیکن جب کفار کی طرف سے ظلم و ستم کی آندھیوں نے خوب زور پکڑ لیا تو رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے طائِف کا ارادہ فرمایا، تاکہ وہاں جاکر لوگوں کو اِسلام کی دعوت عنایت فرمائیں، طائف پہنچ کر بانیِ اسلام، شَہَنْشاہِ خیرُ الْاَنام، محبوبِ ربُّ السَّلام صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پہلے پہل بَنو ثَقِیف کے تین سرداروں کو اِسلام کا پیغام پہنچایا۔

وہ ہادی جو نہ ہوسکتا تھا غَیرُاللہ سے خائِف
دِیا پیغامِ حق طائف میں، طائِف کے رئیسوں کو
چلا اِک روز مکّے سے نکل کر جانبِ طائف
دکھائی جِنسِ رُوحانی کمینوں کو خَسِیسوں کو

قلم کانپتا ہے!

مگر افسوس! ان نادانوں نے اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نیکی کی دعوت سُن کر بجائے سرِ تسلیم خم کرنے کے انتہائی سَرکَشی کا مُظاہَرہ کیا اور طرح طرح سے بکواس کرنے لگے۔ آہ! ان بداَخلاق سرداروں نے ایسے ایسے گُستاخانہ جُملے بَکے کہ اِن کو قَلَمبند کرنے سے قلم کانپتا ہے، میرے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اب بھی ہمّت نہ ہاری، دوسرے لوگوں کی طرف تشریف لائے اور انہیں دعوتِ اسلام پیش کی۔ آہ! صد آہ! اللہ کے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پیغامِ نَجات کو سننے کے لیے کوئی تیّار ہی نہ تھا، افسوس! وہ لوگ اپنے عظیم مُحسِن کو دشمن سمجھ بیٹھے اور طرح طرح سے دل آزاریوں پر اُتر آئے۔ اُن بے رحموں نے صرف اُول فُول بکنے ہی پر اِکتِفانہ کیا بلکہ اَوباش لڑکوں کو بھی پیچھے لگادیا۔ آہ! وہ ظالم نوجوان، اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جان کو آ گئے اور تالیاں بجاتے، طرح طرح سے پھبتیاں کستے پیچھا کرنے لگے، یکایک اِن ظالموں نے پتّھر اُٹھا لیے اور دیکھتے ہی دیکھتے اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے جسمِ مبارک پر پتّھراؤ شُروع کر دیا۔

نہ جانے چشمِ فلک نے یہ خُونی منظر کیسے دیکھا ہو گا؟ آہ! جسمِ نازنین پتھّروں سے زَخمی ہو گیا اور اِس قَدَر خون شریف بہا کہ نَعلَینِ مُبارَک خون سے بھر گئیں۔ جب آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے قرار ہو کر بیٹھ جاتے تو کُفّارِ جفاکار بازو تھام کر اُٹھا دیتے۔ جب پھر چلنے لگتے تو دوبارہ پتھّر برساتے اور ساتھ ساتھ ہنستے جاتے۔

بڑھے اَنبوہ در اَنبوہ پتھر لے کے دیوانے
لگے مینہ پتھروں کا رحمتِ عالم پہ برسانے
وہ اَبرِ لُطف جس کے سائے کو گلشن ترستے تھے
یہاں طائف میں اُس کے جسم پر پتھّر برستے تھے
جگہ دیتے تھے جِن کو حامِلانِ عرش آنکھوں پر
وہ نَعلینِ مُبارک ہائے خُوں سے بھر گئیں یکسر
حُضُور اِس جَور سے جب چُور ہو کر بیٹھ جاتے تھے
شَقی آتے تھے بازو تھام کر اُوپر اُٹھاتے تھے

ہائے! مسلمانوں کا بگڑا ہوا کردار!

اے پیارے مصطفٰے صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دیوانگی میں جھومنے والے عاشقانِ رسول! ہم اسی دین کے ماننے والے ہیں جس کو ہم تک پہنچانے کے لیے ہمارے اسلاف نے اپنی زندگیاں ختم کر دیں، غیروں کے ظلم و ستم سہے، اپنا گھر بار چھوڑا، بال بچے چھوڑے، اپنا علاقہ اور وطن چھوڑا، اور ایسی ایسی قربانیاں دیں جن کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا، لیکن آہ! وہ اسلام جو اپنے وطن سے بڑی شان و شوکت سے نکلا تھا آج وہ پردیس میں

غریب الغرباء ہے، مُسلمانوں کی خَستہ حالی آپ کے سامنے ہے، کیا بے عَملی کے سَیلاب اور مسجدوں کی ویرانی دیکھ کر آپ کا دل نہیں جلتا؟ آہ! مغربِی فیشن کی یلغار، فِرنگی تہذیب کی طُومار، قدم قدم پر بے حیائیوں اور گناہوں کی بھَرمار، ہائے! مسلمانوں کا بگڑا ہوا کردار! یہ سب باتیں مُسلمانوں کی خیر خواہی اور آخِرت کی بہتری کے طلب گار مسلمان کے لیے بے حد غم کا باعث ہیں۔

آہ! اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

اے عاشقانِ رسول! ہمارے بزرگانِ دین میں آخِر وہ کون سا جذبہ تھا جس نے ہر مرد و عورت بلکہ بچّے بچّے کو اسلام کا شیدائی بنادیا تھا؟۔ اس کا یہی جواب ہے کہ:

وہ کامِلُ الایمان مومِن تھے، وہ جوشِ ایمانی کے جذبے سے سرشار تھے۔ اور آہ! آج کا مسلمان اکثر کمزوریٔ ایمان کا شکار ہے۔ اُن کے پیشِ نظر ہر دم اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رضا ہوا کرتی تھی۔ مگر ہائے افسوس! آج کے مسلمانوں کی اکثریت کی اب اس طرف کوئی توجُّہ نہیں۔ وہ اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَحَبَّت سے سرشار تھے۔ اور وائے بدنصیبی! آج کے مسلمانوں کی بھاری اکثریت دنیا کی مَحَبَّت میں مُستغرق (مُس۔ تغ۔ رَق) ہے۔ وہ اعلیٰ کردار کے مالک ہوا کرتے تھے۔ مگر آج کے اکثر مسلمان فقط گُفتار (یعنی باتوں) کے غازی بن کر رہ گئے ہیں۔ آہ! صد ہزار آہ! ہم نے دنیا کی مَحَبَّت میں ڈوب کر، رِضائے الٰہی کے کاموں سے دور ہو کر، اپنی زندگیوں کو گناہوں سے آلود کر کے، اپنے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیاری پیاری

سنّتوں کے سانچے میں خود کو ڈھالنے کے بجائے غیروں کے فیشن کو اپنا کر اپنی حالت خود آپ بِگاڑ ڈالی ہے۔ پارہ 13 سُوْرَۃُ الرَّعْد کی گیارہویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔

ترجَمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل دیں۔ (پ۱۳، الرعد،۱۱)

افسوس! صد ہزار افسوس! بے عملی کے سبب ہم ذلّت ورُسوائی کے عمیق گڑھے میں نہایت ہی تیزی کے ساتھ گرتے چلے جارہے ہیں۔ ایک وقت وہ تھا جب غیر مسلم مسلمان کے نام سے کانپ جایا کرتے تھے اور آج مسلمان غیر مسلموں سے خوفزدہ ہے۔

اے عاشقانِ رسول! اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں بے عملی کیسے آئی؟ حالانکہ پہلے کے مسلمان تو ایسے نہیں تھے، پھر اب کے مسلمان ایسے کیوں؟ آخر یہ کیسے ہوا؟ کون سے وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے ہم بلندی سے پستی کی جانب آ گئے؟

اس سوال کا ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ کہ ہم نے اللہ کے دین کو پسِ پشت ڈال دیا۔ یعنی دنیا کو اپنے آگے اور دین کو پیچھے کر دیا ہے۔ اب ہر ایک کو اپنی دنیوی ترقی کا غم ہی ستا رہا ہے، دینِ اسلام کی ترقی، قبر و آخرت کی ترقی کی فکر ختم ہو گئی ہے۔

دینِ اسلام کی اہمیت

اے عاشقانِ رسول! حالانکہ دینِ اسلام صرف ایک مذہب نہیں، بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ یہ انسان کی زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی دیتا ہے: عبادات سے لے کر

معاملات تک، اخلاق سے لے کر سیاست تک۔ اور خوشی کی بات یہ کہ ہمارے اللہ پاک کو بھی جو دین پیارا اور پسندیدہ ہے وہ اسلام ہے چنانچہ قرآن پاک میں اللہ پاک نے فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ (پ۳، سورۃ آل عمران:۱۹)

اور اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اسلام انسان کو اس کی فطرت کے عین مطابق زندگی گزارنے کا راستہ دکھاتا ہے، جہاں دنیا کی بھلائی بھی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی۔

ایمان والوں کو بشارتیں

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک نے ایمان والوں کو ایمان لانے پر کئی بشارتیں بھی دی ہیں ان ہی میں سے چند یہ ہیں:

(1)۔۔۔ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ (پارہ ۱۱ یونس ۲)

ترجمۂ کنزالعرفان: ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔

مفسرین کرام نے قَدَمَ صِدْقٍ کے معنی بیان فرمائے ہیں، بہترین مقام، جنت میں بلند مرتبہ، نیک اعمال، نیک اعمال کا اَجر اور نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت۔ (تفسیر صراط الجنان، یونس، تحت الآیۃ ۲)

(2)۔۔۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ (پارہ ۱۱ یونس ۹)

ترجمۂ کنز العرفان: بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب ان کی رہنمائی فرمائے گا۔

سُبْحَانَ الله! کتنی پیاری فضیلت ہے کہ مومنین کی جنت کی طرف رہنمائی اللہ پاک کی جانب سے ہو گی۔(تفسیر صراط الجنان، یونس، تحت الآیۃ۹)

(3)۔۔۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا۔

ترجمۂ کنز العرفان: بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ہم ان کا اجر ضائع نہیں کرتے جو اچھے عمل کرنے والے ہوں۔(پارہ۱۵ الکھف ۳۰)

(4)۔۔۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا۔

ترجمۂ کنز العرفان: بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے ان کی مہمانی کیلئے فردوس کے باغات ہیں۔(پارہ۱۶ الکھف ۱۰۷)

(5)۔۔۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔

ترجمۂ کنز العرفان: بیشک وہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے عنقریب رحمٰن ان کے لیے محبت پیدا کر دے گا۔(پارہ۱۶ مریم ۹۶)

تفسیر صراط الجنان میں ہے: ارشاد فرمایا کہ بیشک وہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے عنقریب اللہ پاک انہیں اپنا محبوب بنالے گا اور اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔(تفسیر صراط الجنان، مریم، تحت الآیۃ:۹۶)

(6)۔۔۔ اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ۔ (پارہ ۱۷ الحج ۲۳)

ترجمۂ کنز العرفان: بیشک اللہ ایمان والوں کو اور نیک اعمال کرنے والوں کو ان باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ انہیں ان باغوں میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور جنتوں میں ان کا لباس ریشم ہو گا۔

(7)۔۔۔ اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ۔ (پارہ ۱۷ الحج ۳۸)

ترجمۂ کنز العرفان: بیشک اللہ مسلمانوں سے بلائیں دور کرتا ہے۔

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کا سبب اگرچہ خاص ہے لیکن اعتبار الفاظ کے عموم کا ہے، اس لئے مسلمان اگرچہ بلاؤں اور مصیبتوں وغیرہ سے آزمائے جائیں بالآخر عزت، نصرت اور بڑی کامیابی مسلمانوں کے لئے ہے اور یہ مصیبتیں ان کے گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا ذریعہ ہیں۔

(صاوی، الحج، تحت الآیۃ: ۳۸، ۴/ ۱۳۴۱-۱۳۴۰)

(8)۔۔۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ۔ (پارہ ۲۴ حم السجدۃ ۸)

ترجمۂ کنز العرفان: بیشک ایمان لانے والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں کیلئے بے انتہا ثواب ہے۔

(9)۔۔۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۔ (پارہ ۳۰ البینۃ، ۷)

ترجمۂ کنز العرفان: بیشک جو ایمان لائے اورانہوں نے اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔

(10)۔۔۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا۔ (پارہ ۲۲ الاحزاب ۴۷)

ترجمہ کنزالعرفان: اور ایمان والوں کو خوشخبری دیدو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

اے عاشقانِ رسول! دیکھا آپ نے اللہ پاک نے ایمان والوں کو کیسی کیسی نعمتوں، سعادتوں، برکتوں، رحمتوں سے سرفراز فرمایا ہے اور قبر و آخرت اور جنت میں مزید سرفراز فرمائے گا۔ اور اللہ پاک ہمیں زندگی میں ایمان پر استقامت اور مرتے وقت ایمان پر خاتمہ نصیب فرما کر ان بشارتوں سے مشرف فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نیز اللہ پاک نے قرآنِ پاک میں دینِ اسلام قبول کرنے کے بعد چھوڑنے والوں کے لیے وعید بھی بیان فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴿۵۴﴾ (پ۶، المائدہ، ۵۴)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا، تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

اللہ پاک بے نیاز ہے کسی کے اسلام قبول کرنے اور نہ کرنے کا محتاج نہیں، جو اسلام کو قبول کرے گا اللہ پاک اسے دنیا و آخرت میں اپنی نعمتوں سے نوازے گا اور جو اس کے دین سے منہ پھیرے گا اسے دنیا و آخرت میں رسوا کرے گا۔ یقیناً دینِ اسلام ہماری ضرورت ہے، اس کے احکامات پر عمل کرنا ہمارے لیے فائدہ مند ہے، دنیا و آخرت کی کامیابی کا سبب ہے۔ اللہ پاک سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دینِ اسلام میں ثابت قدمی عطا فرمائے۔

دین پر عمل کرنے کی حکمتیں

اے عاشقانِ رسول! شاید ہم دینِ اسلام کو گہرائی سے سمجھ نہیں پائے اسی وجہ سے ہمیں اس دین کی قدر نہیں۔ یقیناً اگر ہم دین اسلام کو اچھے انداز سے سمجھنے میں کامیاب ہو جائیں تو کبھی بھی اس کو چھوڑنے کے لیے تیار نہ ہوں۔ جیسا کہ پہلے ہوتا تھا کہ اگر کسی غیر مسلم کو دینِ اسلام کی خوبیوں کے بارے میں پتا چلتا تھا تو وہ فوراً اسلام قبول کر لیتا تھا اور کبھی بھی اسلام کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتا تھا اگرچہ اسے اپنی جان دینی پڑے۔

اے عاشقانِ رسول! اپنے ذہن میں یہ بات نقش کر لیں کہ دینِ اسلام، خدا کا پسندیدہ دین ہے، اِسے قبول کئے بغیر کوئی نیکی اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔ ایمان و اسلام کے بغیر مرنے والا ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا جبکہ مؤمن ہمیشہ جنّت میں رہے گا۔

اگر اسلام قبول نہیں کیا تو کوئی نیکی قبول نہیں

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾

ترجمۂ کنزالعرفان: اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا تو وہ اُس سے ہر گز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔ (پ۳، آل عمرٰن:۸۵)

مسلم شریف میں ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ابنِ جُدعان (نامی شخص) زمانۂ جاہلیت میں صلہ رحمی کرنے والا، مساکین کو کھلانے پلانے والا تھا، تو کیا یہ اچھے کام اُسے نفع دیں گے؟ آپ نے فرمایا: یہ چیزیں اُسے نفع نہیں دیں گی، کیونکہ اُس نے اللہ تعالیٰ سے کبھی دعا نہیں کی تھی کہ اے پروردگار قیامت کے دن میری مغفرت فرما۔ (یعنی ایمان نہیں لایا تھا۔) (مسلم، ج۱، ص۱۹۶)

اس حدیث کے تحت امام نووی نے قاضی عیاض رحمۃُ اللہِ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ اِس بات پر اجماع منعقد ہے کہ کافروں کو اُن کے عمل کسی طرح کا کوئی نفع نہیں دیں گے۔ (المنھاج مع المسلم، ۸/۳)

اور جو ایمان نہ لایا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا جیسا کہ اللہ پاک فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾

ترجمۂ کنزُالعرفان: اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتوں کو جھٹلائیں گے، وہ دوزخ والے ہوں گے، وہ ہمیشہ اِس میں رہیں گے۔ (پ۱، البقرۃ:۳۹)

امام ابو منصور عبد القاہر بغدادی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: اہلِ سنّت اور اُمّت کے بہترین لوگوں کا جنت و جہنم کی ہمیشگی، اہلِ جنّت کی ہمیشگی اور کافروں کے ہمیشہ حالتِ عذاب میں رہنے پر اجماع ہے۔ (اصول الدین، ص ۲۶۳)

دینِ پر عمل کرنے کی عقلی حکمتیں

اے عاشقانِ رسول! دینِ اسلام پر عمل کرنے میں بے شمار عقلی اور اخلاقی حکمتیں بھی پوشیدہ ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

(1)۔۔۔انفرادی سکون: نماز، روزہ، زکات جیسے اعمال انسان کے دل کو سکون دیتے ہیں۔ آج جب کہ دنیا ذہنی دباؤ، ڈپریشن اور بے چینی کا شکار ہے، اسلام دلوں کا علاج پیش کرتا ہے۔

جیسا کہ قرآنِ پاک میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِؕ-اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾

(پ۱۳، الرعد، ۲۸)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں، سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

(2)۔۔۔اجتماعی بھلائی: اسلام عدل، بھائی چارے، ہمدردی اور مساوات کا درس دیتا ہے۔ جب ایک معاشرہ اسلامی اصولوں پر چلتا ہے تو وہاں ظلم، کرپشن اور بدامنی کا خاتمہ ہوتا ہے۔

(3)۔۔۔روحانی ترقی: عبادات انسان کو اللہ سے جوڑتی ہیں، گناہوں سے پاک کرتی ہیں، اور بلند مرتبہ عطا کرتی ہیں۔

دین اسلام صرف قبر یا آخرت کے لیے نہیں، بلکہ دنیا کی خوشحالی کے لیے بھی ہے۔ ایک مسلمان جب دین پر عمل کرتا ہے تو وہ دنیا میں باعزت، مطمئن اور کامیاب ہوتا ہے اور آخرت میں جنت کا وارث بنتا ہے۔

دین کی ضرورت

اے عاشقانِ رسول! یقیناً دینِ اسلام ایک زندگی اور اور اس کو چھوڑنا موت ہے۔ کہ جس نے بھی دینِ اسلام سے بے وفائی کی اور اس دین کو چھوڑا وہ اس دنیا میں ذلیل خوار ہوا اور قبر و آخرت میں تباہ و برباد ہوا۔ کیا آپ نے کبھی اس پر سوچا ہے کہ جب کوئی دینِ اسلام کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کی زندگی انتشار اور ذلت کا شکار کیوں ہو جاتی ہیں؟ اگر نہیں سوچا تو سنیئے قرآن مجید میں اس سبب کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا ۔(پ۱۶،طٰہٰ:۱۲۴)

ترجمہ کنز الایمان: اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا، تو بے شک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے

اتنا ہی نہیں بلکہ اسی آیت میں آگے ارشاد ہوا:

وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى(۱۲۴)

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔(پ۱۶،طٰہٰ:۱۲۴)

اللہ اکبر! اے عاشقانِ رسول! ہم اللہ پاک سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارا جینا مرنا اسلام میں ہی ہو۔ آمین۔ سچ تو یہی ہے کہ دین کی ضرورت ہمیں ہے نہ کہ ہماری دین کو، دین کو اپنانا ہماری بقاء، کامیابی، عزت اور سکون کی ضمانت ہے۔

اے مسلمانو! بیدار ہو جاؤ

اے عاشقانِ رسول! دنیا کی عارضی چمک دمک ہمیں دھوکہ نہ دے۔ اصل کامیابی اللہ کی رضا اور جنت کی دائمی نعمتیں ہیں۔ کیا ہمیں نظر نہیں آتا کہ ہم دین سے دور ہو کر دنیا کی ذلت میں گر چکے ہیں؟ کیا ہم بھول گئے کہ عزت صرف دینِ اسلام میں ہے؟

ہم جب بھی دین سے دور ہوئے دنیا ہم سے دور ہو گئی۔ ہم نے نمازوں کو چھوڑا، برکتیں ہم سے چھن گئیں۔ ہم نے قرآن کو چھوڑا، ہدایت چھن گئی۔ ہم نے سنتِ نبوی چھوڑ دی، کامیابی ہم سے دور ہو گئی۔

اے عاشقانِ رسول! آج بھی اللہ کی رحمت کے دروازے کھلے ہیں۔ اب بھی وقت ہے۔ نمازوں کو اپنی پہچان بنا لیجیے۔ قرآن کو اپنا رہبر بنا لیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اپنی زندگی کا زیور بنا لیجیے۔ یاد رکھیئے! جو اللہ کے دین کو تھامے گا، اللہ اسے دنیا و آخرت میں سربلندی دے گا۔ اور جو دین سے غافل ہو گا، دنیا بھی چھن جائے گی اور آخرت بھی تباہ و برباد ہو جائے گی۔

(3)۔۔۔کون سا دین مقبول ہے؟

اے عاشقانِ رسول! جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ یقیناً اللہ پاک کی بارگاہ میں دین "دینِ اسلام" ہی مقبول ہے۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ پاک دینِ اسلام کے علاوہ دوسرا دین اپنانے والوں سے ان کا دین قبول نہیں فرماتا۔

وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (۸۵) (پ۳، آل عمران، ۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں (یعنی نقصان اٹھانے والوں میں) سے ہے۔

اے عاشقانِ رسول! اس آیت سے بخوبی پتا چلتا ہے کہ اللہ پاک تک پہنچنے کے لیے، اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور اس کے نعمت والے گھر جنت میں جانے کے لیے دینِ اسلام کو قبول کرنا اور اس کے احکامات کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے کیونکہ اب دنیا میں قیامت تک اللہ کا دین صرف اور صرف دینِ اسلام ہی ہے۔

(4)۔۔۔دین اور اسلام کا معنی کیا ہے؟

اے عاشقانِ رسول! آپ نے سنا کہ اللہ پاک کو صرف دینِ اسلام پسند ہے، اب میں آپ کو بتاتا چلوں کہ دین کا کیا معنیٰ ہے؟ چنانچہ:

سوال: دین کا کیا معنیٰ ہے؟

جواب: امام راغب اصفہانی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: ’’اَلدِّیْنُ یُقَالُ لِلطَّاعَةِ وَ الْجَزَاءِ‘‘ دین اطاعت کرنے اور جزا یعنی بدلہ دینے کو کہتے ہیں۔

پس دین کو دین اس لیے کہتے ہیں کہ دین کا ماننے والا اپنے دین کی اطاعت اور فرماں برداری کرتا ہے اور اس کے اس فرماں برداری کرنے پر اس کو اس کا دین بدلہ دیتا ہے۔

اور اللہ پاک نے دینِ اسلام کے ماننے والوں کو کیسا بدلہ دیا کہ مسلمانوں کو تمام امتوں سے افضل کیا، قیامت میں اپنے عرش کا سایہ دے گا اور اپنی نعمتوں والے گھر جنت میں رہنے کا ٹھکانہ بھی دے گا۔

اسلام کا معنی

سوال: اسلام کا کیا معنی ہے؟

جواب: امامِ غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اسلام کا معنی بیان کرتے ہوئے احیاء العلوم جلد اول میں لکھتے ہیں: اسلام کا معنی: ماننا اور دل سے قبول کرنا اور اس کی اطاعت پر سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔ نیز سرکشی، انکار اور مخالفت کو چھوڑ دینے کا نام اسلام ہے۔

(احیاء العلوم مترجم، ج۱، ص۳۶۵)

اے عاشقانِ رسول! دین اور اسلام کا معنی جاننے کے بعد اب یہ سوال بھی سنتے چلیں کہ:

دینِ محمد ﷺ کا نام اسلام

سوال: اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی ﷺ کے دین کا نام دینِ اسلام کیوں رکھا گیا؟

جواب: اے عاشقانِ رسول! یقیناً یہ سوال قابلِ غور ہے کہ دنیا میں حضرتِ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسی علیہ السلام تک ایک دین نہیں بلکہ سیکڑوں دین ہوئے مگر کسی بھی دین کا نام اسلام نہیں ہوا۔ بلکہ پچھلے دینوں کا نام ان کے نبی کے نام پر ہوتا تھا مثلاً: موسی علیہ السلام کے دین کا نام دینِ موسوی تو حضرتِ عیسی علیہ السلام کے دین کا نام دینِ عیسوی، حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے دین کا نام دینِ ابراہیمی تھا۔ لہذا اسی طریقے پر عمل کرتے ہوئے محمدِ عربی ﷺ کے دین کا نام دینِ محمدی ہونا چاہیئے تھا مگر کیا وجہ ہے کہ محمدِ عربی ﷺ کے دین کا نام دینِ اسلام رکھا گیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ پاک اپنے آخری نبی، محمد عربی ﷺ سے بہت محبت فرماتا ہے اسی وجہ سے تمام نبیوں اور رسولوں میں آپ کو افضل بنایا، آپ کو سید الانبیاء، سید المرسلین، اور رحمۃ للعالمین بنایا یہاں تک کہ سارے نبیوں اور رسولوں میں سے آپ کو اپنا محبوب بنایا، کیونکہ اللہ تبارک و تعالی کو سارے عالم میں سب سے پیارا اور سب سے محبوب ہمارے نبی ﷺ ہیں، کہ انھی کے لیے سارے عالم کو وجود بخشا، اگر رسول اللہ ﷺ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو رب تبارک و تعالی دنیا کو نہ بناتا۔ اس مضمون پر حدیثِ قدسی بھی

ہے، مگر قربان جائیں شاعروں کی شاعرانہ تخیلات پر، ظہوری صاحب نے اسی بات کو ایک اچھوتے انداز میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فلک خوبصورت سجایا نہ ہوتا۔ کسی چیز کا بھی یاں سایہ نہ ہوتا
نہیں عرش و کرسی نہ چاند اور تارے۔ شب و روز ہوتے نہ ہوتے نظارے
نہ جن و بشر اور نہ کوئی پرندہ۔ حیاتی مماتی نہ مردہ نہ زندہ
نہ حوروں نہ آدم نہ حوا کی باتیں۔ نہ یعقوب یوسف زلیخا کی باتیں
نہ تخت اور تاجوں کے سلطان ہوتے۔ محلوں کے والی نہ دربان ہوتے
نہ ملتی کسی کو یہاں زندگانی۔ ہوا یہ نہ ہوتی نہ ہوتا یہ پانی
نبی نہ ولی غوث ابدال ہوتے۔ نہ ہوتے مہینے نہ یہ سال ہوتے
ثنا خواں نہ ہوتے نہ یہ خوش بیانی۔ نہ میلاد ہوتے نہ یہ نعت خوانی
نہ عرشی نہ فرشی نہ خاکی نہ نوری۔ زمانے میں کچھ بھی نہ ہوتا ظہوری
نہ قرآں حدیث و حوالہ نہ ہوتا۔ جو پیدا میرا شاہِ والا نہ ہوتا

اور اللہ پاک کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اس نے ہمیں وہ نبی عطا فرمایا جو خود اس کا محبوب ہے، تبھی تو شاعر وارفتگی کے عالم میں کہتا ہے:

ہم اپنا انداز زمانے سے جدا رکھتے ہیں

کیوں؟

کیونکہ ہم محبوب بھی محبوبِ خدا رکھتے ہیں

اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کو وہ مرتبہ دیا کہ آج تک نہ کسی کو ملا اور نہ آئندہ کسی کو ملے گا، امامِ عشق و محبت، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ العزت تبھی تو لکھتے ہیں:

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا، تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں، ترا محرم راز ہے رُوحِ امیں
تُو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا، ترا مِثل نہیں ہے خدا کی قسم

اللہ پاک کی اپنے محبوب ﷺ سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب کے کئی نام اپنے نام پر رکھے مثلاً: اللہ کریم ہے، محبوب بھی کریم ہیں، اللہ رحیم ہے، محبوب بھی رحیم ہیں، اللہ عالم ہے، محبوب بھی عالم ہیں، اللہ اوّل ہے، محبوب بھی اوّل ہیں، اللہ آخر ہے، محبوب بھی آخر ہیں، اللہ ولی ہے، محبوب بھی ولی ہیں۔

اللہ پاک نے اپنے نبی کے نام اپنے نام پر رکھے۔ کیوں؟ محبت کی وجہ سے اور اسی محبت کی وجہ سے اپنے نبی کے دین کا نام بھی اللہ پاک نے اپنے نام پر رکھا۔ پس اللہ سلام ہے ، اور اپنے نبی کے دین کا نام اسلام رکھا، اور اس دین کو ماننے والوں کا نام مسلمین رکھا۔ اس کے بارے میں ایک روایت بھی سنیئے، چنانچہ:

اللہ تعالی نے اس امت کا نام اپنے ناموں پر رکھا

امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا لینے کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا: قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔

یہودی بولا: اللہ کی قسم! اللہ نے انہیں تمام بشر سے افضل نہ کیا، امیر المؤمنین نے اسے تمانچہ مارا، وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں شکایت کرنے آیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالی

علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! تم اس تمانچہ کے بدلے اسے راضی کر دو (یعنی ذمی ہے) اور ہاں! اے یہودی! آدم علیہ السلام صفی اللہ، ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ، نوح علیہ السلام نجی اللہ، موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ، عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں "وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰه" اور میں اللہ کا پیارا ہوں، ہاں! اے یہودی! اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے، اللہ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ مؤمن ہے اور میری امت کو مؤمنین کا لقب دیا، ہاں! اے یہودی! تم زمانہ میں پہلے ہو "وَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" اور ہم زمانے میں بعد اور روز قیامت میں سب سے پہلے ہیں، ہاں! ہاں! جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک میں اس میں جلوہ افروز نہ ہو جاؤں اور حرام ہے امتوں پر جب تک میری امت نہ داخل ہو۔ (المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، حدیث ۱۱۸۵۱، ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ، کراچی، ۵۱۱/۱۱)

اسی مضمون کو سنیوں کے امام، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ المنان اپنے شاعرانہ انداز میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

جائیں نہ جب تک غلام، خُلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا، تم پہ کروروں درود

اور اعلیٰ حضرت کے بھائی جان، مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن، اپنے نعتیہ دیوان "ذوقِ نعت" میں اسی مضمون کو کچھ یوں بیان کیا ہے:

نہ پہنچیں گے جب تک گنہگار اُن کے
نہ جائے گی جنت میں اُمت کسی کی

اے عاشقانِ رسول! ہم اور آپ ناز کریں، فخر کریں کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے ہمیں یہ عزت اور عظمت دی ہے، اس کا شکر ادا کریں کہ ہمیں اس نے اپنے محبوب ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا ہے۔

(5)۔۔۔اسلام کیوں آیا؟

اے عاشقانِ رسول! اسی طرح ایک اور سوال ذہن میں آتا ہے کہ:

سوال: دینِ اسلام آنے سے پہلے دنیا میں کئی دین موجود تھے، لہٰذا ان کے ہوتے ہوئے دینِ اسلام کی ضرورت کیوں پڑی؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً دینِ اسلام آنے سے پہلے دنیا میں کئی دین موجود تھے، کئی اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے، مگر ان تمام دینوں میں درج ذیل چیزیں نہ تھیں اور نہ ہیں:

(1)۔۔۔ اللہ رب العالمین جو سب کا خالقِ حقیقی ہے اس کی معرفت اور عبادت کا صحیح طریقہ نہ تھا، بعض لوگ انبیائے کرام علیہم السلام کو خدا کا بیٹا کہتے، بعض بتوں کو اپنا معبود مانتے، تو بعض چاند و سورج، آگ و درخت کو اپنا معبود سمجھتے، بعض فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے۔ اللہ کو ماننے کا جیسا حق ہے ویسا نہیں مانتے تھے بلکہ کسی نہ کسی کو شریک ٹھہراتے تھے۔

(2)۔۔۔ ان تمام ادیان میں لوگوں کی جانیں محفوظ نہ تھیں، جس نے جس کو چاہا قتل کر دیا، جس کی بنا پر اخوت و بھائی چارگی کی جگہ ظلم و بربریت نے لے رکھی تھی معاشرے کا سکون پامال تھا۔

(3)۔۔۔ ان تمام ادیان میں کسی کا مال محفوظ نہ تھا، آئے دن چوری وڈکیتیوں کا بازار گرم رہتا، طاقتور کمزور کے مال پر قبضہ کرلیتا۔

(4)۔۔۔ لوگوں کے نسب کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا، بدکاری کو کوئی عیب نہ سمجھا جاتا جس کی وجہ سے ولد الزنا کی کثرت تھی۔

(5)۔۔۔ اپنے آپ کو عقلمند کہلانے کے باوجود عقل کا صحیح استعمال نہ تھا کہ حرام وناجائز چیزوں کا استعمال عام تھا، شراب جوا، رشوت و سود جس کی عقل مذمت کرتی ہے، دیندار ہونے کے باوجود ان سب میں ملوث تھے۔

اسلام کی ضرورت

مذکورہ چیزوں کے پیشِ نظر ایک ایسے دین کی ضرورت تھی جو معاشرے سے تمام برائیوں کا خاتمہ کر کے ایک خالقِ حقیقی کی عبادت کا درس دے لہذا اللہ پاک نے کرم فرمایا اور انسانوں کو دینِ اسلام دے کر احسان فرمایا۔ میرے آقا، اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنان فتاوی رضویہ، جلد 21 کے صفحہ نمبر 205 میں دینِ اسلام کے آنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: دینِ اسلام کے آنے سے درج ذیل پانچ چیزوں کی حفاظت ہوگئی:

(1)۔۔۔دین کی حفاظت کے لیے آیا: تاکہ انسان کو حق و باطل میں تمیز ہو سکے۔
پس دینِ اسلام صرف ایک خدا کی عبادت کا درس دیتا ہے۔

(2)۔۔۔جان کی حفاظت کے لیے آیا: اسی لیے اسلام نے قتلِ ناحق کو حرام قرار دیا ہے۔

(3)۔۔۔مال کی حفاظت کے لیے آیا: اسی لیے اسلام نے چوری، ڈاکہ زنی اور غصب وغیرہ کو حرام قرار دیا۔

(4)۔۔۔نسب کی حفاظت کے لیے آیا: اسی لیے اسلام نے زنا (یعنی بدکاری) کو حرام قرار دیا۔

(5)۔۔۔عقل کی حفاظت کے لیے آیا: اسی لیے اسلام نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا جن چیزوں سے عقل زائل ہوتی ہے مثلاً: نشہ والی چیزیں۔

(فتاوی رضویہ جلد۔۲۱۔ص۲۰۵۔ مطبوعہ پوربندر گجرات بتغیر)

اے عاشقانِ رسول! یقیناً بے شمار دینوں کے ہوتے ہوئے دنیا میں دینِ اسلام کی ضرورت تھی اسی لیے اللہ پاک نے اپنے آخری نبی ﷺ کو اپنا آخری دین دے کر دنیا میں بھیجا۔

(6)۔۔۔دینِ اسلام کی کیا خوبیاں ہیں؟

اب یہاں پر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ دینِ اسلام کی خوبیاں کیا کیا ہیں؟ جن کی وجہ سے دینِ اسلام تمام دین سے افضل و اعلیٰ ہو گیا۔ اور ان خوبیوں کی وجہ سے دینِ اسلام کا حق ہونا ثابت ہو جائے۔

اے عاشقانِ رسول! اس سوال کا جواب کان لگا کر سنیئے، کیونکہ بعض مسلمان بھی دوسرے دینوں کی تعریف کرتے نہیں تھکتے، اور بعض معاذ اللہ اپنے دین کو چھوڑ کر دوسرے دین کو قبول کر لیتے ہیں۔

اللہ پاک نے اس دین کو بہت ساری خوبیوں سے نوازا ہے جن میں سے بعض ظاہری ہیں اور بعض باطنی، ظاہری خوبیوں میں سے چند یہ ہیں:

اسلام کی پہلی خوبی

(1)۔۔۔اسلام کی پہلی خوبی یہ ہے کہ اسلام ایک ایسے خدا کی عبادت کرنے کو کہتا ہے جس کے قبضہ و قدرت میں ساری کائنات ہے، ہر باطل دین کا خدا کسی نہ کسی طرح دوسرے کا محتاج اور مجبور نظر آتا ہے مگر دینِ اسلام کا خدا نہ کسی کا محتاج اور نہ مجبور۔

اسلام کی دوسری خوبی

(2)۔۔۔اسلام کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اسلام کی عبادات اور احکام میں بے شمار دینی فائدوں کے ساتھ ساتھ دنیوی فائدے بھی ہیں، اور یہ خوبی دنیا کے کسی باطل دین میں نہیں۔ آج سائنس بھی اقرار کرتی ہے کہ اسلام کی عبادات اور احکامات میں بے شمار فائدے ہیں مثال کے طور پر صرف وضو کو لے لیجئے:

سائنس کہتی ہے:

(1)۔۔۔”اگر گردن کی پُشت اور اَطراف پر روزانہ پانی کے چند قطرے لگادیئے جائیں تو رِیڑھ کی ہڈّی اور حرام مَغز کی خرابی سے پیدا ہونے والے اَمراض سے تَحَفُّظ حاصِل ہو جاتا ہے۔“

(2)۔۔۔ایک ڈاکٹر کہتا ہے: میں نے ڈِپریشن کے چند مریضوں کے روزانہ پانچ بار مُنہ دُھلائے کچھ عرصے بعد ان کی بیماری کم ہو گئی۔

(3)۔۔۔ایک ڈاکٹر اپنے مَقالے میں اِعتِراف کرتا ہے کہ: مسلمانوں میں مایوسی کا مَرَض کم پایا جاتا ہے کیوں کہ وہ دن میں کئی مرتبہ ہاتھ، منہ اور پاؤں دھوتے (یعنی وُضُو کرتے) ہیں۔

(4)۔۔۔ایک ہارٹ اِسپشلسٹ کا بڑے وُثوق (یعنی اعتماد) کے ساتھ کہنا ہے: ہائی بلڈ پریشر کے مریض کو وُضُو کرواؤ پھر اس کا بلڈ پریشر چیک کرو لازِماً کم ہو گا۔ ایک مسلمان ماہِر نفسیات کا قول ہے: ”نفسیاتی اَمراض کا بہترین عِلاج وُضو ہے۔“ مغربی ماہِرین نفسیاتی مریضوں کو وُضو کی طرح روزانہ کئی بار بدن پر پانی لگواتے ہیں۔

(5)۔۔۔وُضو میں جو ترتیب وار اَعضاء دھوئے جاتے ہیں یہ بھی حِکمت سے خالی نہیں۔ پہلے ہاتھ پانی میں ڈالنے سے جسم کا اَعصابی نِظام مُطَّلع ہو جاتا ہے اور پھر آہِستہ آہِستہ چہرے اور دِماغ کی رگوں کی طرف اِس کے اثرات پہنچتے ہیں۔ وُضُو میں پہلے ہاتھ دھونے پھر کُلّی کرنے پھر ناک میں پانی ڈالنے پھر چہرہ اور دیگر اَعضاء دھونے کی ترتیب فالج کی روک تھام کے لیے مفید ہے۔ اگر چہرہ دھونے اور مَسْح کرنے سے آغاز کیا جائے تو بدن کئی بیماریوں میں مُبتَلا ہو سکتا ہے!

(6)۔۔۔"امریکن کونسل فار بیوٹی "کی سرکردہ ممبر "بیَچر" نامی عورت نے کیا خوب اِنکشاف کیا ہے کہتی ہے: "مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیاوی لوشن کی حاجت نہیں وُضُو سے اِنکا چہرہ دُھل کر کئی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔"

(7)۔۔۔ڈاکٹر پروفیسر جارج اَیل کہتا ہے: "منہ دھونے سے داڑھی میں اُلجھے ہوئے جراثیم بہ جاتے ہیں، جڑ تک پانی پہنچنے سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں، داڑھی کے خلال سے جُوؤں کا خطرہ دُور ہوتا ہے، داڑھی میں پانی کی تری کے ٹھہراؤ سے گردن کے پَٹھّوں، تھائی رائیڈ گلینڈ اور گلے کے اَمراض سے حِفاظت ہوتی ہے۔"

پاگلوں کا ڈاکٹر

(8)۔۔۔ایک صاحِب کا بیان ہے: میں فرانس میں ایک جگہ وُضُو کر رہا تھا، ایک شخص کھڑا بڑے غور سے مجھے دیکھتا رہا! جب میں فارِغ ہوا تو اُس نے مجھ سے پوچھا: آپ کون اور کہاں کے وَطَنی ہیں؟ میں نے جواب دیا: میں فلاں اسلامی ملک کا مسلمان ہوں۔ پوچھا: آپ کے ملک میں کتنے پاگل خانے ہیں؟ اِس عجیب و غریب سُوال پر میں چَونکا مگر میں نے کہہ دیا: دو چار ہوں گے۔ پوچھا: ابھی تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا: وُضُو۔ کہنے لگا: کیا روزانہ کرتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، بلکہ پانچ وَقت۔ وہ بڑا حیران ہوا اور بولا: میں Mental Hospital میں سرجن ہوں اور پاگل پن کے اَسباب کی تحقیق میرا مَشغَلہ ہے، میری تحقیق یہ ہے کہ دِماغ سے سارے بدن میں سِگنَل جاتے ہیں اور اَعضاء کام کرتے ہیں، ہمارا دماغ ہر وَقت Fluid (مائع) کے اندر Float کر رہا ہے۔ اس لیے ہم بھاگ دوڑ کرتے ہیں اور دماغ

کو کچھ نہیں ہوتا اگر وہ کوئی Rigid(سخت) شے ہوتی تو اب تک ٹوٹ چکی ہوتی۔ دِماغ سے چند باریک رگیں (Conductor)(مُوصِل یعنی پہنچانے والی) بن کر ہماری گردن کی پُشت سے سارے جسم کو جاتی ہیں۔ اگر بال بَہُت بڑھا دیئے جائیں اور گردن کی پُشْتُ کو خشک رکھا جائے تو اِن رگوں یعنی(Conductor) میں خشکی پیدا ہو جانے کا خطرہ کھڑا ہو جاتا ہے اور بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ اِنسان کا دِماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور وہ پاگل ہو جاتا ہے لہٰذا میں نے سوچا کہ گردن کی پُشْت کو دن میں دوچار بار ضَرور تَر کیا جائے۔ ابھی میں نے دیکھا کہ ہاتھ منہ دھونے کے ساتھ ساتھ گردن کے پیچھے بھی آپ نے کچھ کیا ہے، واقعی آپ لوگ پاگل نہیں ہوسکتے۔ مزید یہ کہ مَسْح کرنے سے لُو لگنے اور گردن توڑ بخار سے بھی بچت ہوتی ہے۔

اے عاشقانِ رسول! یہ باتیں سن کر آپ کو خوشی محسوس ہو رہی ہو گی کہ واہ کتنا خوب ہمارا دینِ اسلام ہے اس کے عبادات کی تعریفیں غیر بھی کر رہے ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ دنیا کے تمام باطل دین خود انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں جبکہ دینِ اسلام ساری کائنات کے خدا کا بنایا ہوا ہے۔

یہ تو صرف وضو کی خوبیاں اور حکمتیں ہیں اسی طرح آپ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو لے لیجئے، ان کے بھی دینی فائدوں کے ساتھ ساتھ دنیوی فائدے ہیں۔ اسی طرح ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہر ہر سنّت میں ہزاروں ہزار فائدے چھپے ہوئے ہیں جن میں سے کچھ تو سائنس نے ابھی بیان کئے ہیں اور بہت بیان کرنے کو باقی ہیں۔

اسلام کی تیسری خوبی

(3)۔۔۔اسلام کی تیسری خوبی یہ ہے کہ بلاشبہ اسلام نے ہر خیر و بھلائی کا حکم دیا اور ہر برائی اور شر سے روکا ہے۔

اسلام نے اچھے آداب اوراخلاق حسنہ کا حکم دیا ہے مثلا: صدق وسچائی، حلم وبردباری، رقت ونرمی، عاجزی وانکساری، تواضع، شرم وحیاء، عہد ووفاداری، وقار و حلم، بہادری و شجاعت، صبر و تحمل، محبت و الفت، عدل و انصاف، رحم ومہربانی، رضامندی و قناعت، عفت و عصمت، احسان، درگزرو معافی، امانت و دیانت، نیکی کا شکریہ اداکرنا، اور غصے کو پی جانا۔ ہر ایک کے حقوق کی ادائیگی کرنے اور اس کی حق تلفی سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

اوراسلام نے اللہ تعالی کے ساتھ شرک اور غیر اللہ کی عبادت کرنے سے لے کر ہر برائی سے منع کیا ہے، مثلاً: چوری، جوا، شراب نوشی، جھوٹ، غیبت، چغلی، وعدہ خلافی، گالی گلوچ، فحش و عریانی، سود، رشوت، دھوکہ، بدنگاہی کرنا، کسی اجنبی عورت کو دیکھنا، ماں باپ کی نافرمانی، قتل وغارت گری وغیرہ۔ بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ دنیا کی کوئی ایسی برائی نہیں جس سے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو منع نہ فرمایا ہو۔ بلکہ کرنا تو دور کی بات برائی کے قریب جانے سے منع کیا ہے، چنانچہ پارہ 8، سورۂ انعام کی آیت نمبر 151 میں ارشاد ہوا:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔ (پ۸، الانعام، ۱۵۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی۔

اسلام کی چوتھی خوبی

(4)۔۔۔اسلام کی چوتھی خوبی یہ ہے کہ اسلام کے پاس ایسی کتاب ہے جس کے جیسی کوئی کتاب نہیں، اور وہ قرآنِ پاک ہے مثلاً:

(1)۔۔۔قرآنِ پاک جیسی کوئی کتاب بنا نہیں سکتا۔

(2)۔۔۔قرآنِ پاک کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

(3)۔۔۔قرآنِ پاک کو کوئی ختم نہیں کر سکتا۔

(4)۔۔۔قرآنِ پاک کو اللہ پاک نے یہ عظمت دی ہے کہ اس کو دیکھنا عبادت، اس کو چھونا عبادت، اس کو پڑھنا عبادت، اس کو سننا عبادت، جس مقصد کے لیے پڑھو وہ مقصد پورا ہو۔

قرآن کی عظمت

(1)۔۔۔دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جس میں ہر چیز کا بیان موجود ہو۔

(2)۔۔۔دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جو ہر حال میں پڑھی جاتی ہو۔

(3)۔۔۔دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جو ہر ایک لیے فائدہ مند ہو۔

(4)۔۔۔دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جس کو ہر کوئی پڑھتا ہو۔

صرف قرآن ہی وہ کتاب ہے جس کو اللہ پاک نے ہر قسم کی خوبیوں سے مالا مال کیا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ اللہ پاک کا مقدس کلام ہے۔

(1)۔۔۔ قرآنِ پاک ہی وہ کتاب ہے جس میں ہر خشک و تر، بحر و بر، گل و ثمر کا بیان ہے۔

(2)۔۔۔ قرآنِ پاک ہی وہ کتاب ہے جس کو ہر حال میں پڑھا جاتا ہے چاہے وہ خوشی کا ماحول ہو یا غمی کا۔

(3)۔۔۔ قرآنِ پاک ہی وہ کتاب ہے جو ہر ایک کے لیے فائدہ مند ہے۔

(4)۔۔۔ قرآنِ پاک ہی وہ کتاب ہے جس کو ہر کوئی پڑھتا ہے، کیونکہ دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے:

جس کو بچہ بھی پڑھتا ہو، جس کو جوان بھی پڑھتا ہو، جس کو بوڑھا بھی پڑھتا ہو، جس کو مرد بھی پڑھتا ہو، جس کو عورت بھی پڑھتی ہو، جس کو سیٹھ بھی پڑھتا ہو، جس کو نوکر بھی پڑھتا ہو، جس کو امیر بھی پڑھتا ہو، جس کو غریب بھی پڑھتا ہو، جس کو دین دار بھی پڑھتا ہو، جس کو دنیادار بھی پڑھتا ہو، جس کو ڈاکٹر بھی پڑھتا ہو، جس کو انجینئر بھی پڑھتا ہو، جس کو ملازم بھی پڑھتا ہو، جس کو وزیر بھی پڑھتا ہو، جس کو بادشاہ بھی پڑھتا ہو، جس کو ولی بھی پڑھتا ہو، جس کو غوث بھی پڑھتا ہو، جس کو ابدال بھی پڑھتا ہو، جس کو قطب بھی پڑھتا ہو، جس کو صحابی بھی پڑھتا ہو، جس کو نبی بھی پڑھتا ہو۔

دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جس کو عربی جاننے والا بھی پڑھتا ہو، جس کو فارسی جاننے والا بھی پڑھتا ہو، جس کو اردو جاننے والا بھی پڑھتا ہو، جس کو ہندی جاننے والا بھی پڑھتا ہو، جس کو انگلش جاننے والا بھی پڑھتا ہو، جس کو مراٹھی جاننے والا بھی پڑھتا ہو، جس کو گجراتی جاننے والا بھی پڑھتا ہو، جس کو بنگلہ جاننے والا بھی پڑھتا ہو۔

دنیا میں آپ کو کوئی ایسی کتاب نہیں ملے گی جس کو ہر کوئی پڑھتا ہو، ہر زبان جاننے والا پڑھتا ہو۔ یہ اعجاز صرف اور صرف قرآن کو حاصل ہے کہ ہر کوئی پڑھ رہا ہے۔

بچے بھی پڑھ رہے ہیں، جوان بھی پڑھ رہے ہیں، بوڑھے بھی پڑھ رہے ہیں، مرد بھی پڑھ رہے ہیں، عورتیں بھی پڑھ رہی ہیں، امیر بھی پڑھ رہے ہیں، غریب بھی پڑھ رہے ہیں، دینی لائن والے بھی پڑھ رہے ہیں، دنیوی لائن والے بھی پڑھ رہے ہیں، ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے پڑھ رہے ہیں۔

عربی جاننے والا بھی پڑھ رہا ہے، فارسی جاننے والا بھی پڑھ رہا ہے، اردو جاننے والا بھی پڑھ رہا ہے، ہندی جاننے والا بھی پڑھ رہا ہے، مراٹھی جاننے والا بھی پڑھ رہا ہے، گجراتی جاننے والا بھی پڑھ رہا ہے، بنگلہ جاننے والا بھی پڑھ رہا ہے، انگلش جاننے والا بھی پڑھ رہا ہے، چینی جاننے والا بھی پڑھ رہا ہے۔

اپنی مادری زبان میں لکھی ہوئی کتاب پڑھ پاتا ہو یا نہ پڑھ پاتا ہو مگر قرآن ضرور پڑھ رہا ہے۔

دو عجیب باتیں

پھر ایک عجیب بات اور، کہ دنیا کی کوئی سی بھی کتاب ہو آدمی ایک بار پڑھ کر اکتا جاتا ہے دوبارہ پڑھنے کو کہو، تو پڑھنے کے لیے تیار نہیں ہوتا مگر قربان جایئے اللہ پاک کے کلام پر، قرآنِ پاک کو ایک بار پڑھ کر پھر دوبارہ پڑھا جا رہا ہے، کوئی اکتاہٹ، کوئی ملال نہیں، بلکہ اپنا شرف سمجھا جا رہا ہے کہ مجھے دوبارہ پڑھنے کی سعادت مل رہی ہے۔

اور دوسری عجیب بات، دنیا کی کوئی سی بھی کتاب پڑھتے وقت آدمی ہلتا نہیں، جھومتا نہیں، مگر عجیب بات ہے کہ جب قرآن پڑھنے لگتا ہے تو ہلنے لگتا ہے، جھومنے لگتا ہے۔ آخر قرآنِ پاک میں کیا بات ہے کہ پڑھنے والا ہلنے لگتا ہے؟

بزرگانِ دین فرماتے ہیں: در اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی قرآن پڑھتا ہے تو اللہ پاک کی رحمتوں کا نزول اس کے دل پر ہوتا ہے جس کا ظہور بدن کے ہلنے سے ہوتا۔ اللہ اکبر! کیا شان ہے قرآنِ پاک کی، اللہ پاک ہم سب کو قرآنِ پاک کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

اسلام کی پانچویں خوبی

اے عاشقانِ رسول! اسلام کی پانچویں خوبی یہ ہے کہ اسلام میں مکمل ضابطۂ حیات موجود ہے، کہ بچے کے پیدا ہونے سے لے کر اس کے مرنے تک تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

اے عاشقانِ رسول! یہ ہے ہمارا اسلام، سب سے اعلیٰ، سب سے افضل ہمارا اسلام، لیکن آج ہم اپنے اسلام اور اس کی تعلیم سے بہت دور جا چکے ہیں، چھوٹے سے چھوٹے فنکشن سے لے کر بڑے بڑے پروگرام تک، شادی کی خوشی سے لے کر فوتگی کی غمی تک، ہمارا کوئی کام اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہوتا۔

آہ! اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

اے خاصۂ خاصانِ رُسُل وَقتِ دُعا ہے
اُمّت پہ تِری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پَردَیس میں وہ آج غریبُ الغُربا ہے
وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے فَرُوزاں
اب اس کی مجالس میں نہ بَتی نہ دِیا ہے
ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مُدّت سے اسے دَورِ زماں میٹ رہا ہے
فریاد ہے! اے کشتیٔ امّت کے نگہباں!
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
کر حق سے دعا اُمّتِ مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت اِس کا جہاز آکے گھرا ہے
اُمّت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دِلدادہ ترا ایک سے ایک ان میں سِوا ہے
کل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا
اب تک تو ترے نام پہ ایک ایک فِدا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں بالآخر ہیں تمھارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبولِ خدا ہے

اے عاشقانِ رسول! آ جائیں اب عمل کی جانب، آ جائیں اپنے رب کی رحمت کی جانب، چھوڑ دیں سارے گناہوں کے کام، چھوڑ دیں اپنے رب کی نافرمانیاں، چھوڑ دیں شیطان کی پیروی، پتا نہیں کب کس کی زندگی کا چراغ گل ہو جائے، پتا نہیں کب کس کو موت آ جائے، اگر بغیر توبہ کئے موت آ گئی تو ہلاکت ہی ہلاکت ہو گی۔ یقیناً اللہ پاک کا عذاب نہایت سخت ہے اور اس نے مجرمین و ظالمین کے لیے جہنم بھی تیار کر رکھی ہے جس کا تذکرہ ہی ڈرا دینے کے لیے کافی ہے چنانچہ:

عذابِ جہنم کا تذکرہ

طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرتِ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام ایسے وقت میں تشریف لائے کہ اس وقت میں اس سے پہلے نہیں آتے تھے، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کھڑے ہوگئے اور فرمایا: جبریل! کیا بات ہے؟ میں تم کو متغیر دیکھ رہا ہوں؟ جبریل نے عرض کی: میں اس وقت آپ کے پاس آیا ہوں جبکہ اللہ تَعَالٰی نے جہنم کو دہکا دینے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: جبریل! مجھے اس آگ یا جہنم کے بارے میں بتلاؤ! جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی کہ اللہ تَعَالٰی نے "جہنم" کو حکم دیا اور اس میں ایک ہزار سال تک آگ دہکائی گئی یہاں تک کہ وہ سفید ہو گئی، پھر اسے ہزار سال تک دہکایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہو گئی، پھر اسے حکمِ خداوندی سے ہزار سال تک اور بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ بالکل

سیاہ (یعنی کالی) ہو گئی، اب وہ سیاہ اور تاریک ہے، نہ اس میں چنگاری روشن ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا بھڑکنا ختم ہوتا ہے اور نہ اس کے شعلے بجھتے ہیں۔

اس ذات کی قسم! جس نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اگر سوئی کے ناکے کے برابر بھی جہنم کو کھول دیا جائے تو تمام اہلِ زمین فنا ہو جائیں، اور قسم ہے! اس ذات کی جس نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ بھیجا، اگر جہنم کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے تو زمین کی تمام مخلوق اس کی بدصورتی اور بدبو کی وجہ سے ہلاک ہو جائے، اور قسم ہے! اس ذات کی جس نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اگر جہنم کی زنجیروں کا ایک حلقہ "جس کا اللہ تَعَالٰی نے قرآنِ کریم میں ذکر کیا ہے" دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور وہ حلقہ " تَحْتُ الثَّرٰی" میں جا ٹھہرے، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ سن کر فرمایا: بس جبریل بس! اتنا تذکرہ ہی کافی ہے، میرے لیے یہ بات انتہائی پریشان کن ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ تب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جبریل کو دیکھا! وہ رو رہے ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جبریل! تم کیوں روتے ہو حالانکہ تمہارا تو اللہ کے ہاں بہت بڑا مقام ہے۔ جبریل نے کہا: میں کیوں نہ روؤں؟ میں ہی رونے کا زیادہ حقدار ہوں، کیا خبر علم خدا میں میرا اس مقام کے علاوہ کوئی اور مقام ہو! کیا خبر کہیں مجھے اِبلیس کی طرح نہ آزمایا جائے! وہ بھی تو فرشتوں میں رہتا تھا! اور کیا خبر مجھے ہاروت و ماروت کی طرح آزمائش میں نہ ڈال دیا جائے! تب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور جبریل عَلَیْہِ السَّلَام دونوں اَشکبار ہو گئے اور یہ اَشکباری

برابر جاری رہی یہاں تک کہ آواز آئی:

”اے جبریل! اے محمد! اللہ تَعَالٰی نے تم دونوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ کرلیا ہے“پس اس کے بعد جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آسمانوں کی طرف پرواز کر گئے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا گزر انصار کی ایک جماعت سے ہوا جو ہنس رہے تھے اور فضول باتوں میں مصروف تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم ہنستے ہو! حالانکہ تمہارے پیچھے جہنم ہے، جسے میں جانتا ہوں، اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے، تم کھانا پینا چھوڑ دیتے اور پہاڑوں کی طرف نکل جاتے اور انتہائی مصائب برداشت کر کے اللہ کی عبادت کرتے۔

اس وقت اللہ تَعَالٰی کی طرف سے ندا آئی کہ اے محمد! (صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم) میرے بندوں کو نااُمید نہ کرو، آپ خوشخبری دینے والے بنا کر بھیجے گئے ہیں، لوگوں کو مصائب میں ڈالنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے، پس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ راہِ راست پر گامزن رہو اور رحمت خداوندی سے اُمید رکھو۔ (المعجم الاوسط، ۲/۷۸، الحدیث ۲۵۸۳)

مسند احمد کی روایت ہے: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جبریل سے کہا: میں نے کبھی بھی میکائیل کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، اس کی کیا وجہ ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ جب سے جہنم کو پیدا کیا گیا ہے میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام کبھی نہیں مسکرائے۔

(مسند احمد، مسند انس بن مالك بن النضر، ۴/۴۴۷، الحدیث ۱۳۳۴۲)

اے عاشقانِ رسول! یہ ان حضرات کا حال ہے جو بخشے بخشائے ہیں اور ان کے صدقے نہ جانے کتنوں کی بخشش ہو گی، اور ایک ہمارا حال ہے کہ رات دن گناہ کرنے کے

باوجود نہ خوفِ خدا سے رونا ہے اور نہ اپنے کئے پر پچھتانا ہے، لہذا آیئے توبہ کیجیے کہ ان شاء اللہ آج سے نیک بنوں گا، نیکوں کی صحبت اختیار کروں گا، آج سے نمازیں نہیں چھوڑوں گا، آج سے محبوب ﷺ کی سنتوں پر علم کروں گا۔ گناہوں والے سارے کام چھوڑ دوں گا۔

(7)۔۔۔مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک نے ہمیں بغیر قربانی پیش کیے، گھر بیٹھے، مفت میں ایمان کی عظیم دولت سے مالا مال فرمایا ہے، اس پر ہمیں اللہ پاک کا شکر ادا کرنا چاہیے اور ہمیشہ ایمان پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ یقیناً قبر و آخرت کی تمام راحت صرف اور صرف اسی کے لیے ہیں جو دنیا سے اپنا ایمان سلامت لے جانے میں کامیاب ہو گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' جس نے کلمۂ طیبہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "بے شک اللہ پاک کے عرش کے سامنے نور کا ایک ستون ہے، جب بندہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے، اللہ تبارک وتعالی اسے فرماتا ہے، "ٹھہر جا۔" وہ عرض کرتا ہے، "میں کیسے ٹھہروں حالانکہ تونے اس کلمہ پڑھنے والے کی مغفرت نہیں فرمائی۔" تو اللہ رب العزت فرماتا ہے، "بے شک میں نے اس کی مغفرت فرمادی تو پھر وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب ماجاء فی فضل لا الہ الا اللہ، رقم ۱۶۸۰۴، ج ۱۰، ص ۸۸)

اور قرآنِ پاک کے پارہ 18، سورۂ مؤمنین کی آیت نمبر ایک میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱" **ترجمۂ کنزالایمان:** بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے۔ اور فلاح دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی کو کہتے ہیں لہذا اللہ پاک کے اس فرمان سے پتا چلا کہ مؤمن دنیا اور آخرت دونوں جہان میں کامیاب ہے۔

اے عاشقانِ رسول! میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی زِیْدَ مَجْدُہٗ وَ شَرْفُهٗ وَ عِلْمُهٗ وَ عَمَلُهٗ وَ عُمَرُہٗ اپنی مایہ ناز کتاب "کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب" میں لکھتے ہیں: اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہم مسلمان ہیں مگر ہم میں سے کسی کے پاس اِس بات کی کوئی ضَمانت نہیں کہ وہ مرتے دم تک مسلمان ہی رہے گا۔ جس طرح بے شُمار کُفّار خوش قسمتی سے مسلمان ہو جاتے ہیں اُسی طرح مُتَعَدِّد بدنصیب مسلمانوں کا مَعاذَاللہ ایمان سے پھر کر کفر میں چلا جانا بھی ثابت ہے۔ اور جو ایمان سے پھر کر یعنی مُرتَد ہو کر مرے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہے گا۔ چُنانچِہ پارہ 2 سُوْرَۃُ الْبَقَرَہ آیت نمبر 217 میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۱۷ (پ۲ البقرۃ ۲۱۷)

تَرجَمہ کنزالایمان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے، پھر کافر ہو کر مرے، تو ان لوگوں کا کِیا اکارَت گیا دنیا میں اور آخِرت میں، اور وہ دوزخ والے ہیں، انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

ایماں پہ ربِّ رحمت، دیدے تو استقامت
دیتا ہوں واسِطہ میں تجھ کو تِرے نبی کا

نہ جانے ہمارا خاتِمہ کیسا ہو!

ایک طویل حدیثِ پاک میں اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اولادِ آدم مختلف طبقات پر پیدا کی گئی، ان میں سے بعض مومن پیدا ہوئے، حالتِ ایمان پر زندہ رہے اور مومن ہی مریں گے، بعض کافر پیدا ہوئے، حالتِ کفر پر زندہ رہے اور کافِر ہی مریں گے، جبکہ بعض مومِن پیدا ہوئے، مومِنانہ زندگی گزاری اور حالتِ کفر پر رخصت ہوئے، بعض کافِر پیدا ہوئے، کافِر زندہ رہے اور مومِن ہو کر مریں گے۔ (سُنَنُ التِّرمذی ج۴ ص۸۱ حدیث ۲۱۹۸)

شیطان عزیزوں کے روپ میں ایمان چھیننے آئے گا

اے عاشقانِ رسول! دنیا میں آکر ہم مسلمان تو ہو گئے مگر اب دنیا سے ایمان کو سلامت لے جانے کیلئے سخت دشوار گزار گھاٹیوں سے گزرنا ہو گا اور پھر بھی کچھ نہیں معلوم کہ خاتِمہ کیسا ہو گا! آہ! آہ! آہ! موت کے وَقت ایمان چھیننے کیلئے شیطان طرح طرح کے ہتھ کنڈے استِعمال کرتا ہے حتّٰی کہ ماں باپ کا رُوپ دھار کر بھی ایمان پر ڈاکے ڈالتا ہے اور یہود و نصاریٰ کو دُرُست ثابِت کرنے کی مذمُوم سعی کرتا ہے۔ یقینا وہ ایسا نازُک موقع ہوتا کہ بس جس پر اللہ پاک کا خاص کرم واِحسان ہوتا ہے وُہی کامیاب و کامران ہوتا ہے اور اسی کا ایمان سلامت رہتا ہے۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰناشاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 9 صَفْحَہ 83 پر فرماتے ہیں کہ امام اِبنُ الحاج مکّی (اُلمکی) قُدِّسَ سِرُّہٗ "مُدخَل" میں فرماتے ہیں کہ دمِ نَزع دو شیطان، آدمی کے دونوں پہلو پر آکر بیٹھتے ہیں ایک اُس کے باپ کی شکل بن کر، دوسرا ماں کی۔ ایک کہتا ہے: وہ شخص یہودی ہو کر مرا تُو (بھی) یہودی ہو جا کہ یہود وہاں بڑے چَین سے ہیں۔ دوسرا کہتا ہے: وہ شخص نصرانی (یعنی کرسچین ہو کر دنیا سے) گیا تُو (بھی) نصرانی (کرسچین) ہو جا کہ نصارٰی (کرسچین) وہاں بڑے آرام سے ہیں۔ (المدخَل لابن الحاج ج۳ ص ص ۱۸۱)

اے عاشقانِ رسول! واقعی مُعامَلہ بڑا نازُک ہے، اسی لیے ایمان کے برباد ہو جانے کے خوف سے خائفین کے دل ٹکرے ٹکرے ہو جاتے ہیں۔

فکرِ مَعاش بد بلا ہَولِ مَعاد جانگُزا
لاکھوں بلا میں پھنسنے کو روح بدن میں آئی کیوں

قابلِ رشک وُہی ہے جو قَبر کے اندر مومِن ہے

اے عاشقانِ رسول! دنیا میں جیتے جی مومِن ہونا یقیناباعثِ سعادت ہے مگر یہ سعادت حقیقت میں اُسی صورت میں سعادت ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وَقت ایمان سلامت رہے۔ خدا کی قسم! قابِلِ رشک وُہی ہے جو قَبُر کے اندر بھی مومِن ہے۔ جی ہاں جو دُنیا سے ایمان سلامت لے جانے میں کامیاب ہوا وُہی حقیقی معنوں میں کامیاب اور جو جنّت کو پالے وُہی بامُراد ہے۔ چُنانچِہ پارہ ۴ سورہ اٰلِ عمران آیت نمبر ۱۸۵ میں ارشاد ہوتا ہے:

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جو آگ سے بچا کر جنّت میں داخِل کیا گیا وہ مُراد کو پہونچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔

بُری صحبت ایمان کیلئے خطرناک ہے

اے عاشقانِ رسول! ایمان کو اپنا سب سے قیمتی سرمایہ جانیے، اور اس کی سلامتی کی فکر ہمیشہ کیجیے اور جن چیزوں سے یہ نعمت چھن جاتی ہے اس چیزوں سے دور رہنے کی کوشش کیجیے۔ یقیناً غیر مسلموں اور برے دوست سے دوری بنایئے کہ بُری صُحبت ایمان کیلئے بَہُت خطرناک ہے۔ افسوس! صد کروڑ افسوس! اس کے باوُجُود ہم غیر مسلموں اور بُرے دوستوں سے باز نہیں آتے، آہ! بُری صحبت کی نُحُوست ایسی چھائی ہے کہ لمحہ بھر کیلئے بھی تنہائی میں یادِ الٰہی کرنے کو جی نہیں چاہتا۔

یاد رکھئے! بُرا دوست ایمان کیلئے باعثِ نقصان ثابت ہو سکتا ہے۔ ہمارے پیارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اُسے یہ دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔"

(مُسند امام احمد ج۳ ص۱۶۹۔۱۶۸ حدیث ۸۰۳۴)

مُفسّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی کسی سے دوستانہ کرنے سے پہلے اسے جانچ لو کہ اللہ و

رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا مطیع (یعنی فرماں بردار) ہے یا نہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور سچوں کے ساتھ ہو۔ (پ۱۱، التوبۃ:۱۱۹)

صُوفیاء فرماتے ہیں کہ انسانی طبیعت میں اخذ یعنی لے لینے کی خاصیَّت ہے۔ حَریص کی صحبت سے حرص، زاہد کی صُحبت سے زُہد و تقوٰی ملے گا۔ (مرآۃ المناجیح ج۶ ص۵۹۹)

ایمان کی حفاظت کیلئے الگ تھلگ رہنے والا

اے عاشقانِ رسول! ہمیں اپنے ایمان کی فکر کس طرح کرنی چاہیے اس کو اس بات سے سمجھنے کی کوشش کیجیے کہ ایک شخص سب سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ حضرت سیِّدُنا ابودَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس تشریف لا کر جب اِس کا سبب دریافت کیا تو اُس نے کہا: "میرے دل میں یہ خوف بیٹھ گیا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو میرا ایمان چِھن جائے اور مجھے اِس کی خبر تک نہ ہو۔" (قُوتُ القُلوب ج۱ ص۴۶۸ مُلَخَّصاً)

اللہُ اکبر! ایمان کے چِھن جانے کا کیسا خوف، اللہ پاک ان کے صدقے ہمیں بھی اپنے ایمان کی فکر نصیب فرمائے۔ آمین

ایمان لوٹنے کیلئے چِھینا جھپٹی!

اے عاشقانِ رسول! آہ! نہ جانے ہمارا کیا بنے گا! موت لمحہ بہ لمحہ قریب آ رہی ہے، قَبْر کی منزل کی جانب برابر آگے کُوچ جاری ہے۔ تصوُّر کیجئے کہ ہم گویا بڑی احتیاط کے

ساتھ ایمان کو بحفاظت سینے سے چِمٹائے ہوئے ہیں، ایک طرف نفسِ اَمّارہ ایمان پر جَھپَٹ رہا ہے، تو دوسری طرف شیطان پَینترے بدل بدل کروار کر رہا ہے، تیسری طرف بدمذہب ایمان پر کَمند ڈالنے میں مصروف ہیں تو چوتھی طرف سے دنیا کی بے جا مَحَبَّت ایمان کے دَرپَے ہے! یعنی یوں سمجھئے کہ کوئی ہاتھ مَروڑ رہا ہے، کوئی ٹانگ کھینچ رہا ہے، کوئی مُکّے رسید کر رہا ہے، کوئی لاتیں اُچھال رہا ہے، ہر ایک پورا زور لگا رہا ہے کہ کسی طرح ہم سے ایمان چھین لے۔ آہ! اِس حالت میں ایمان کی دولت کو سلامت لے کر قَبْر میں کیسے داخِل ہوں!

محبوبِ خدا سر پہ اَجَل آ کے کھڑی ہے
شیطان سے عطّاؔر کا ایمان بچا لو

سَلْبِ ایمان کی فکر میں شب بھر گِریہ وزاری

اے عاشقانِ رسول! اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلام ایمان چِھن جانے کے خوف سے لَرزاں وتَرساں رہا کرتے تھے چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا یوسُف بن اَسباط رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں ایک دَفعہ (دَف۔عَہ) حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے پاس حاضِر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ساری رات روتے رہے۔ میں نے دریافت کیا: کیا آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ گناہوں کے خوف سے رو رہے ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا کہ گناہ تو اللہ پاک کی بار گاہ میں اِس تنکے سے بھی کم حیثیَّت رکھتے ہیں، مجھے تو اس بات کا خوف ہے کہ کہیں ایمان کی دولت نہ چِھن جائے۔

(منہاج العابدین ص ۱۶۹)

مسلماں ہے عطّارؔ تیری عطا سے
ہو ایمان پر خاتِمہ یا الٰہی

صُبح مُومِن تو شام کو کافِر

اے عاشقانِ رسول! آجکل کا دور بڑا نازک دور ہے، فتنوں سے بھرا دور ہے، اس دور کی پیشن گوئی کرتے ہوئے ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ہمیں پہلے ہی آگاہ فرمادیا ہے چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے، اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ مُعظَّم ہے: "ان فتنوں سے پہلے نیک اعمال کے سلسلے میں جلدی کرو! جو تاریک رات کے حِصّوں کی طرح ہوں گے۔ ایک آدمی صُبح کو مومِن ہو گا اور شام کو کافِر ہو گا اور شام کو مومِن ہو گا اور صُبح کافِر ہو گا۔ نیز اپنے دین کو دُنیاوی سازو سامان کے بدلے فروخت کر دے گا۔" (صحیح مُسلِم حدیث ۱۱۸ ص ۷۳)

ہیں غُلام آپ کے جتنے کرو دُور اُن سے فتنے
بُری موت سے بچانا مدنی مدینے والے

اے عاشقانِ رسول! اپنے ایمان کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے اور کفر سے بچتے رہیئے یقیناً اسلام روشنی ہے اور کفر اندھیرا، اسلام پاکی ہے اور کفر ناپاکی، اور ایک عقلمند انسان روشنی کی طرف جاتا اور اندھیرے سے دور بھاگتا ہے، پاکی اختیار کرتا اور ناپاکی سے بچتا ہے، لہٰذا اسی طرح ہمیں بھی کفر کی ناپاکی سے بچ کر اپنے آپ کو پاک، صاف ستھرا رکھنا

ہے اور کفر کو اس طرح ناپسند کرنا ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیثِ پاک میں ہے حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "تین خصلتیں جس شخص میں ہوں گی وہ اسلام کی حلاوت پائے گا: (1) اللہ پاک اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں (2) کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ پاک کے لئے کرے اور (3) اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفر میں لوٹنے کو اس طرح ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۱۶۵، ص ۶۸۷)

اے عاشقانِ رسول! کفر ایسا گناہ ہے جس کو اللہ پاک کبھی نہیں معاف فرماتا چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا (۴۸) (پ۵، النساء، ۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا۔

اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں لکھا ہے: معنی یہ ہیں کہ جو کفر پر مَرے اس کی بخشش نہیں اس کے لئے ہمیشگی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی گنہگار مرتکبِ کبائر ہو اور بے توبہ بھی مر جائے تو اُس کے لئے خلود نہیں اِس کی مغفرت

اللہ کی مشیّت میں ہے، چاہے معاف فرمائے یا اُس کے گناہوں پر عذاب کرے پھر اپنی رحمت سے جنّت میں داخل فرمائے۔

آخری گزارش

اے عاشقانِ رسول! آپ سے آخری گزارش ہے کہ چاہے کتنی ہی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے، کتنی ہی تکلیفیں برداشت کرنی پڑے، مصائب و آلام جھیلنے پڑے، غربت کی زندگی گزارنا پڑے، سب کچھ کر لیجیے گا لیکن ایمان کا سودا کسی قیمت پر نہ کیجیۓ گا، ہمیشہ ایمان پر ثابت قدم رہیۓ گا، کیونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہو گا جیسے مُٹھی میں انگارا لینا، یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا، کہ کاش! میں اِس قبر میں ہوتا۔

(بہار شریعت، جلد،۱ص۱۱۸)

لہذا کوئی کتنی ہی لالچ دے، مال و دولت، حکومت و صدارت، خوبصورت عورت، یا کسی بھی چیز کی سہولت و آفر دے ہر گز ہر گز دنیوی چیزوں کے بدلے ایمان کا سودا مت کیجیۓ گا، یہ زندگی چار دن کی ہے، ایک دن سب کو موت آنی ہے، خوش نصیب وہ ہے جو اپنا ایمان سلامت لے کر جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اللہ پاک ہماری حفاظت فرمائے، اور عافیت والی سعادت والی، ایمان والی زندگی اور ایمان پر موت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

تمت بالخیر

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

(2)امامِ حسین رضی اللہ عنہ

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆...درود شریف کی فضیلت
- ☆...امام حسین کا تعارف و القاب
- ☆...امامِ حسین کے بچپن کے واقعات
- ☆...امامِ حسین کے بارے میں احادیث
- ☆...امامِ حسین سے محبت کرنے کا اجر
- ☆...امامِ حسین کی عبادات
- ☆...امامِ حسین کی سخاوت
- ☆...امامِ حسین کی کرامات
- ☆...امام حسین کی ازواج و اولاد
- ☆...کربلا کا درس
- ☆...یزید کا برا کردار
- ☆... ظلم کی مذمت

خطیب

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دھلی

(2)امامِ حسین رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اے عاشقانِ رسول!اس پر فتن دور میں طرح طرح کی مصیبتوں، آزمائشوں، تکلیفوں نے ڈھیرا جمایا ہوا ہے جس کی وجہ سے ہر کوئی پریشان ہے،اور ایک ہی طرف ہر ایک کا دھیان ہے کہ میں جو چاہوں وہ ہو جائے،جو دعا کروں قبول ہو جائے،جو اپنے رب سے مانگوں مل جائے۔ مگر ایسا ہوتا نہیں۔غریب چاہتا ہے میں امیر ہو جاؤں۔ امیر امیر ہونے کے باوجود چاہتا ہے میں دنیا کا سب سے بڑا امیر بن جاؤں۔بیمار چاہتا ہے میں صحت مند ہو جاؤں۔ صحت مند چاہتا ہے میں ہمیشہ صحت مند بنا رہوں۔ماں باپ چاہتے ہیں ہمارے بچے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں۔بچے چاہتے ہیں ہمارے ماں باپ ہماری ہر خواہش پوری کریں۔شوہر چاہتا ہے میری بیوی میری فرماں بردار رہے۔بیوی چاہتی ہے میرا شوہر میرے حکم کے مطابق چلے۔ہر کسی کی کوئی نہ کوئی خواہش،کوئی نہ کوئی آرزو ہوتی ہے۔اور بندہ اس کے لیے دعا بھی کرتا رہتا ہے مگر اس کی خواہش،اس کی آرزو پوری ہو کوئی ضروری نہیں۔

مگر آپ سے کوئی اللہ پاک کا ولی کہہ دے: ”مانگ کیا مانگتا ہے؟“ تو آپ سچ بتایئے ! آپ کا دل امید سے بھرے گا یا نہیں ؟ کہ یار اللہ پاک کے ایک ولی نے کہا ہے، نیک بندے نے کہا ہے، جس کو اللہ پاک کی بارگاہ میں ایک مقام و مرتبہ حاصل ہے، یقیناً اب میں جو مانگوں گا مجھے ملے گا۔ کیوں؟ کیونکہ:

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

جب ولی کی نگاہ سے لوگوں کی تقدیر بدل جاتی ہے تو ان فرمان کا کیا عالم ہو گا ؟ ولیوں کی شان بہت عالیشان ہے کیونکہ ان کی شان خود ربِّ رحمان نے قرآن میں بیان فرمائی ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ (پ۱۱، یونس، ۶۲)

ترجمۂ کنزالایمان: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

آیئے اسی ضمن میں ایک ولیٔ کامل کی زبان کی تاثیر سنیئے چنانچہ:

مُشکل کُشا کا دیدار

امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ زِیْدَ مَجْدُہٗ وَشَرْفُہٗ وَعِلْمُہٗ وَعَمَلُہٗ اپنے رسالے ”بریلی سے مدینہ“ کے صفحہ نمبر ۸ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت نقل فرماتے ہیں کہ: **بعض** اِسلامی بھائیوں کو بابُ المدینہ کے ایک مُعَمَّر کاتِب عبدالْمَاجِد بن عبدالمالِک پیلی بھیتی نے یہ ایمان افروز واقِعہ سُنایا: میری عُمر اُس وَقت تیرہ برس تھی، میری سوتیلی والِدہ کا ذِہنی توازُن خراب ہو گیا

تھا، اُن کو زَنجیروں میں جکڑ کر چھت پر رکھا جاتا تھا، بَہُت علاج کروایا مگر اِفاقہ نہ ہوا۔ کسی کے مشورہ پر میں اور میرے والِد صاحِب والِدہ کو زنجیروں میں جکڑ کر جُوں تُوں پیلی بھیت سے **بریلی شریف** لائے، والِدۂ محترمہ مسلسل گالیاں بکے جارہی تھیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمٰن کو دیکھتے ہی گرج کر کہا: تم کون ہو؟ یہاں کیوں آئے ہو؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے اِنتہائی نرمی سے فرمایا: محترمہ! آپ کی بہتری کے لیے حاضِر ہوا ہوں۔ والِدہ بدستور گرج کر بولیں۔ بڑے آئے بہتری کرنے والے! جو چاہتی ہوں وہ بہتری کردوگے؟ فرمایا: اِنْ شَآءَ اللہ۔ والِدہ نے کہا: ”مولا علی مُشکِل کُشا کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا دیدار کروادو! “ یہ سنتے ہی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے اپنے شانۂ مبارَک سے چادر شریف اُتار کر اپنے چہرۂ مُبارک پر ڈالی اور مَعاً (یعنی فوراً) ہٹالی۔ اب ہماری نظروں کے سامنے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نہیں بلکہ مولا علی مُشکِل کُشا کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم اپنا چِہرہ چمکاتے کھڑے تھے۔ ہماری بوڑھی والدہ نِہایت سنجیدگی کے ساتھ جلووں میں گم تھیں، میں نے اور والِدِ محترم نے بھی خُوب جی بھر کر جاگتی آنکھوں سے مولا علی مُشکِل کُشا کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی زیارت کی۔ پھر مولا علی مُشکِل کُشا کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے اپنی چادر مُبارک اپنے چِہرے پر ڈال کر ہٹائی تو اب اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ ہمارے سامنے مُتَبَسِّم (یعنی مُسکراتے) کھڑے تھے۔ پھر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے ایک شیشی میں دوا عطا فرمائی اورارشاد فرمایا: دو خُوراک دوا ہے، ایک خُوراک مریضہ کو دینا اگر ضَرورت محسوس نہ

ہو تو دوسری خُوراک ہر گز مت دینا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ! ہماری والِدہ صِرف ایک خُوراک (یعنی Dose) میں تندرُست ہو گئیں جب تک زندہ رہیں کوئی دِماغی خرابی نہ ہوئی۔
(بریلی سے مدینہ ص ۸۔۹)

قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کَج
یہ ساری گُتھی اِک تِری سیدھی نظر کی ہے

اللہ پاک نے اپنے اولیاء کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جس کو جو چاہیں عطا کریں، جس کی چاہیں جھولی بھریں، جس کی چاہیں مرادیں پوری کریں۔ اور لوگ اسی وجہ سے اولیاءُ اللہ کی بارگاہ میں جاتے بھی ہیں اور اپنی مرادیں پاتے بھی ہیں۔ اگر ایسانہ ہوتا تو سیکڑوں سال سے میرے خواجہ کے دربار میں مانگنے والوں کی بھیڑ نہ لگی رہتی۔ اعلی حضرت کے بھائی جان، مولانا حسن رضا خان، اپنے نعتیہ دیوان میں لکھتے ہیں:

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

اے عاشقانِ اولیاء! ایک ہے خود ان سے مانگنا اور ایک ہے خود ان کا فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ بندہ خود مانگے اور اسے مل جائے ضروری نہیں مگر اللہ کا ولی خود اس سے کہے مانگ کیا مانگتا ہے؟ تو اب ضرور اسے ملے گا۔ کیوں؟ کیونکہ اللہ پاک کے ولی نے کہا ہے۔

اب ذرا آپ مجھے یہ بتایئے کہ جب ولیوں کا یہ مقام و مرتبہ ہے کہ جو چاہیں جسے چاہیں عطا کریں تو نبی کا عالم کیا ہو گا؟ جب ولی کہے کہ مانگ تجھے ملے گا، تو مل جائے۔ تو اگر نبی

کہے کہ مانگ تجھے ملے گا، تو کیا نہیں ملے گا؟ یقیناً ملے گا کیونکہ نبی کا مرتبہ ولی سے بڑا ہوتا ہے۔ اور اگر نبیوں کے نبی، اللہ پاک کے آخری نبی فرمادیں تو کیا خیال ہے؟ اللہ اکبر! جو محبوبِ خدا ہیں، حبیبِ کبریاء ہیں، شہنشاہِ جود و سخا ہیں۔ اعلی حضرت جن کی شانِ رفعت نشان کے بارے میں لکھتے ہیں:

واہ کیا جود و کرم ہے شَہِ بَطْحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

فرش والے تِری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خُسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھَریرا تیرا

آسماں خوان زمیں خوان زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

میں تو مالِک ہی کہوں گا کہ ہو مالِک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

لیکن اب یہاں پر ایک سوال ہوتا ہے کہ اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تو اب مزارِ پاک میں تشریف لے گئے، دنیا سے پردہ فرماگئے، اب ہمیں نظر نہیں آتے، اب ہمیں کون کہے کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ **اے نبی کے عاشقوں!** پریشان مت ہو، تمہارے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے تم کو ایک ایسا وظیفہ عطا کیا ہے اگر اس وظیفے کو کروگے تو جو مانگوگے پاؤگے، جو دعا کروگے قبول ہوگی۔ اور وہ وظیفہ یہ ہے:

جامع الترمذی میں ہے حضرتِ سَیِّدُنا فُضَالہ بن عُبَید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ الْمُبلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم (مسجد میں) تشریف فرماتھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے نماز پڑھی اور پھر ان کَلِمات سے دُعا مانگی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ، یعنی اے اللہ ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رَحم فرما۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اِرْشاد فرمایا: عَجِلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اے نمازی تُونے جلدی کی۔ اِذَاصَلَّیْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللہَ بِمَا ھُوَاَھْلُہٗ، وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہٗ، جب تُو نماز پڑھ کر بیٹھے تو (پہلے) اللہ تعالی کی ایسی حَمْد کر جو اس کے لائق ہے، پھر مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھ اور اس کے بعد دُعا مانگ۔

راوی کا بَیان ہے کہ اس کے بعد ایک اور شَخْص نے نماز پڑھی، پھر (فارِغ ہو کر) اللہ تعالی کی حَمْد بَیان کی اور حُضُور ﷺ پر دُرُودِ پاک پڑھا، تو سرکارِ مدینہ ﷺ نے اِرْشاد فرمایا: اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ، اے نمازی! تُو دُعا مانگ، قبول کی جائے گی۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی جامع الدعوات۔الخ، ۵/۲۹۰، حدیث:۳۴۸۷)

اے عاشقانِ رسول! بَیان کردہ رِوایت سے معلوم ہوا کہ اگر دُعا مانگنے والا قَبُولِیَّت کا طالِب ہے تو اُسے چاہیے کہ دُعا کے شروع میں حمدِ الٰہی بجالائے اور سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم پر دُرُودِ پاک پڑھے پھر دعا مانگے، اس کی دعا قبول ہو گی کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ، اے نمازی! تُو دُعا مانگ، قبول کی جائے گی۔

بچیں بے کار باتوں سے پڑھیں اے کاش کثرت سے

تِرے مَحْبُوب پر ہر دم دُرُودِ پاک ہم مولیٰ

اے عاشقانِ رسول! اس حدیثِ پاک سے ایک اور بات معلوم ہوئی کہ جو نمازی نماز کے بعد اللہ پاک کی حمد بیان کرے مثال کے طور پر ۳۳ بار "سُبْحٰنَ اللّٰه"، ۳۳ بار "اَلْحَمْدُ لِلّٰه"، ۳۴بار "اَللّٰهُ اَکْبَرْ"، پھر کم سے کم ۱۲ بار "صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد" پڑھے اور دعا مانگے تو اس کی جانب خود بخود اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم متوجہ ہوتے ہیں اور جس کی طرف اللہ کے آخری نبی متوجہ ہو جائیں تو اس کا دونوں جہان میں بیڑا پار ہے۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری "سامانِ بخشش" میں لکھتے ہیں:

جو آپ ہوں مرے پلے پہ پھر مجھے کیا ڈر

جدھر نگاہِ کرم ہو خدا ادھر ہو جائے

لہٰذا نیت کیجیے کہ ان شاء اللہ اب ہر نماز کے بعد اللہ پاک کی حمد و ثنا اور نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم پر درود پڑھ کر دعا مانگیں گے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ اہلبیت! ذکرِ شہدائے کربلا جاری و ساری ہے، اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم الحرام کی پر بہار رونقیں، رحمتیں سعادتیں ہیں اور آج ہم راکبِ دوشِ مصطفیٰ، جگر گوشۂ مرتضیٰ، دِل بندِ فاطمہ، سلطانِ کربلا، سید الشہدا، امامِ عالی مقام، امامِ عرش مقام،

امامِ ہمام، امامِ تشنہ کام، حضرتِ سیّدُنا **امامِ حسین** رضی اللہِ عَنہ کی مبارک سیرت کے چند اہم چیزیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے:

(1)۔۔۔امامِ حسین کا تعارف و القاب

(2)۔۔۔امامِ حسین کے بچپن کے واقعات

(3)۔۔۔امامِ حسین کے بارے میں احادیث

(4)۔۔۔امامِ حسین سے محبت کرنے کا اجر

(5)۔۔۔امامِ حسین کی عبادات

(6)۔۔۔امامِ حسین کی سخاوت

(7)۔۔۔امامِ حسین کی کرامات

(8)۔۔۔امامِ حسین کی ازواج و اولاد

(9)۔۔۔کربلا کا درس

(10)۔۔۔یزید کا برا کردار

(1)۔۔۔امامِ حسین کا تعارف و القاب

اے عاشقانِ اہلبیت! حَسَنَیْنِ کَرِیْمَیْن میں سے چھوٹے حضرت سیّدُنا امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ ہیں حضرتِ سَیّدُنا امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی وِلادَت ۵ شعبان ۴ھ کو مدینۂ مُنورہ میں ہوئی۔ آپ کا نام نبیِ کریم، رؤف رحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "حُسین" اور "شبیر" رکھا۔ حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی کُنیت "ابو عبد اللہ" اور لَقب "سِبْطُ رَسُوْلِ اللہِ (یعنی رَسُوْلُ

اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نَواسے)‘‘ اور ’’رَیْحَانَۃُ الرَّسُوْل‘‘ (یعنی رسول صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پھول) ہے۔ حضرتِ امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ جنّتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔
(سیر اعلام النبلاء، الحسین الشہید...الخ، ۴/ ۴۰۲۔ ۴۰۴ ملتقطا)

نبیِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے کان میں اذان دی۔ (کنز العمال، حصہ:۱۶، ۸/ ۲۵۲، حدیث:۴۵۹۹۳)

کیا بات رضاؔ اُس چمنستانِ کرم کی
زَہرا ہے کلی جس میں حُسین اور حسن پھول

حضرتِ سیِّدُنا **امامِ حسین** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سراپا کرامت تھے حتّٰی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی **وِلادتِ باسعادت بھی باکرامت** ہے۔ حضرت سیِّدی عارِف بِاللہ نورُالدّین عبدُ الرّحمٰن جامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی ’’شَواھِدُ النُّبُوَّۃ‘‘ میں فرماتے ہیں: منقول ہے کہ امامِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی مُدّتِ حَمل چھ ماہ ہے۔ **حضرتِ سیِّدُنا یحیٰی** عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُوَالسَّلام **اور امامِ عالی مقام امامِ حُسین** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ **کے علاوہ کوئی ایسا بچّہ زندہ نہ رہا جس کی مُدّتِ حَمل چھ ماہ ہوئی ہو۔** (شَواھِدُ النُّبُوَّۃ ص ۲۲۸)

مرحبا سرورِ عالم کے پسر آئے ہیں
سیِّدہ فاطِمہ کے لختِ جگر آئے ہیں
واہ قسمت! کہ چَراغِ حَرَمین آئے ہیں
اے مسلمانو! مبارَک کہ حُسین آئے ہیں

(2)۔۔۔امامِ حسین کے بچپن کے واقعات

بچپن ہی میں شہادت کی شہرت

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللّٰہ عنہ کے بچپن ہی میں آپ کی شہادت کی خبر پھیل گئی تھی، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا جبریل امین علیہ السّلام رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ امام حسین رضی اللّٰہ عنہ بھی حاضر بارگاہ ہوگئے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک گود میں بیٹھ گئے۔ جبریل امین علیہ السّلام نے عرض کی: "آپ کی اُمّت آپ کے اس بیٹے کو شہید کردے گی۔" جبریل امین علیہ السّلام نے بارگاہ رسالت میں مقامِ شہادت کا نام بتا کر مٹی بھی پیش کی۔

(معجم کبیر، ۳/۱۰۸، حدیث:۲۸۱۷ماخوذاً)

پیدائش کے بعد نبی پاک کی کرم نوازیاں

امام حسین رضی اللّٰہ عنہ کی ایک خاص فضیلت یہ بھی ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللّٰہ عنہ کو ان پر قربان فرمایا چنانچہ مروی ہے کہ ایک روز حضور پرنُور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دائیں زانو مبارک پر امام حسین اور بائیں پر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللّٰہ عنہ بیٹھے تھے، حضرت جبریل علیہ السّلام نے حاضر ہوکر عرض کی: ان دونوں کو اللہ پاک حضور کے پاس (اکٹھا) نہ رکھے گا ایک کو اختیار فرمالیجئے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے امام حسین رضی اللّٰہ عنہ کی جدائی گوارا نہ فرمائی،

تین دن کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہُ عنہ کا وصال ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب آپ کو آتا دیکھتے تو بوسہ دیتے، سینے سے لگا لیتے اور فرماتے: "فَدَیْتُ مَنْ فَدَیْتُهُ بِابْنِی اِبْرَاهِیمَ "یعنی میں اس پر قربان کہ جس پر میں نے اپنا بیٹا ابراہیم قربان کیا۔ (تاریخ بغداد، ۲/۲۰۰)

رنگ و جسامت میں نبیِّ پاک سے مشابہت

آپ رضی اللہُ عنہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مشابہ تھے جیسا کہ حضرت علیُّ المرتضیٰ، شیرِ خدا کرّمَ اللہُ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: جس کی یہ خواہش ہو کہ وہ ایسی ہستی کو دیکھے جو چہرے سے گردن تک سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سب سے زیادہ مُشابہ ہو وہ حَسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے اور جس کی یہ خواہش ہو کہ ایسی ہستی کو دیکھے جو گردن سے ٹخنے تک رنگ و جسامت میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سب سے زِیادہ مُشابہ ہو وہ حُسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے۔

(معجم کبیر، ۳/۹۵، حدیث:۲۷۶۸)

(3)---امامِ حسین کے بارے میں احادیث

اے عاشقانِ امامِ حسین! ہمارے امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت بہت بلند و بالا ہے چنانچہ اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چند ارشادات سنیئے اور محبتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ میں اضافہ کیجیے:

(۱)۔۔۔ **حسین** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مجھ سے ہے اور میں حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوں، اللہ پاک اُس سے مَحَبَّت فرماتا ہے جو حسین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے مَحَبَّت کرے۔(ترمذی ج۵ ص۴۲۹ حدیث ۳۸۰۰)

(۲)۔۔۔ حسن و حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے جس نے محبت کی اس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔

(المستدرك ج۴ ص۱۵٦ حدیث ۴۸۳۰)

(۳)۔۔۔ حسن و حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

(بخاری ج۲ ص۵۴۷ حدیث ۳۷۵۳)

(۴)۔۔۔ حسن و حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(ترمذی ج۵ ص۴۲٦ حدیث ۳۷۹۳)

(4)۔۔۔امامِ حسین سے محبت کرنے کا اجر

اے عاشقانِ امامِ حسین! ابھی آپ نے سنا کہ ہمارے پیارے نبی، اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: حسن و حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے جس نے محبت کی اس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔

(المستدرك ج۴ ص۱۵٦ حدیث ۴۸۳۰)

یقیناً امامِ حسین سے محبت کا اجر بہت بڑا ہے اور یہ عمل اللہ پاک کو محبوب و پسندیدہ ہے چنانچہ اس ضمن میں ایک واقعہ سنئے:

محبتِ امامِ حسین کا اجر

حضرت سَیِّدنا علامہ عبدُالرَّحمٰن ابنِ جوزی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ عَمْرو بن لیث کے سامنے اس کی تمام فوج کو جمع کیا گیا، عَمْرو بن لیث نے جب اپنی فوج کی یہ کثرت دیکھی تو رو پڑا اور دل ہی دل میں کہنے لگا، اے کاش! امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شہادت کے وقت میں وہاں موجود ہوتا اور میرے پاس اتنی فوج ہوتی تو میں اپنی جان، شان و شوکت اور ساری فوج کو ان پر قربان کردیتا۔ اس زمانے کے کسی ولی کو خواب میں، حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی، تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عَمْرو بن لیث سے کہہ دو کہ اس کے دل میں جو خیال آیا ہے ہمیں اس کی خبر ہے اور ہم نے اس کے ارادے کو قبول کرلیا ہے، اللہ کریم تمہیں اس ارادے اور اس خیال پر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ جب خواب دیکھنے والے نے عَمْرو بن لیث کو یہ خوش خبری سنائی تو وہ خوشی سے جھوم اُٹھا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

(بستان الواعظین، مجلس فی فضل یوم عاشوراء وما جاء فیہ، ص ۲۴۰ ملتقطا)

اے عاشقانِ امامِ حسین! سُنا آپ نے کہ جو خوش نصیب اپنی شہرت اور مقام و مرتبے کی پروا کئے بغیر محض دل میں رِضائے الٰہی اور خوشنودیِ مُصْطَفٰے کے حُصول اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نسبت و شرافت کی بناپر امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے عقیدت و محبت کا اظہار کرے، اپنے دل میں ان کی خدمت کرنے کی تمنا بسائے تو اس خوش قسمت پر پیارے آقا، محبوبِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ضرور کرم ہوتا ہے جیسا کہ بیان کردہ واقعہ

میں اپنے ایک غلام کے خواب میں تشریف لا کر عمرو بن لیث کے لیے خوشخبری ارشاد فرمائی اوراس کے دل میں آنے والے خیال(Opinion) کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمایا۔ آیئے! سنتے ہیں کہ عَمْرو بن لیث کو محبتِ امامِ حُسین کی وجہ سے اور کیا مقام ومرتبہ ملا، چنانچہ:

محبتِ امامِ حُسین کی وجہ سے مغفرت ہوگئی

خُراسان کے حاکم عَمْر وبن لیث کوانتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ پاک نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے کہا: اللہ کریم نے مجھے بخش دیا، پوچھا کس سبب سے؟ اس نے کہا: ایک مرتبہ میں پہاڑ سے اپنے لشکر کی کثرت دیکھ کر خوش ہو رہا تھا تو میں نے تمنا کی کاش! میں اُس وقت میدانِ کربلا میں ہوتا، جب یزیدی لشکر امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور دیگر اہلِ بیت پر ظلم وستم کر رہے تھے تو میں آپ کی کچھ خدمت کر سکتا۔ تو ربِّ کریم نے اِسی نیت کے سبب میری مغفرت فرمادی۔

(مدارج النبوت، باب نہم ذکر حقوق آنحضرت، ۱/۳۰۵ ملخصا)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یہ حقیقت ہے جو شخص اپنے دل میں محبتِ اہلِ بیت اور سَیِّدُنا امامِ حُسین کی محبت کو بسالیتا ہے وہ دنیا وآخرت کی برکتوں سے حصہ پالیتا ہے کیونکہ اہلِ بیتِ اطہار سے محبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے محبت کرنا اہلِ بیتِ اطہار کی محبت دنیا وآخرت کی بے شمار بھلائیوں کا سرچشمہ ہے۔ یہاں تک کہ اہلِ بیتِ اطہار کی محبت شفاعتِ مُصْطَفٰے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے، جیسا کہ مُصْطَفٰے جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان

ہے:جو شخص وَسیلہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ میری بارگاہ میں اس کی کوئی خدمت ہو، جس کے سبب میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں، اُسے چاہیے کہ میرے اہلِ بیت کی خدمت کرے اور اُنہیں خُوش کرے۔(برکاتِ آلِ رسول، ص۱۱۰)

اے عاشقانِ اہلبیت! ہمیں بھی چاہیے کہ اہلِ بیتِ اطہار اور بالخصوص سَیّدنا امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی غُلامی کا پٹا اپنے گلے میں ڈال کر ان کی سیرتِ طیبہ کے روشن پہلوؤں پر عمل کریں، اِن مقدّس ہستیوں کا نہایت اَدب واِحترام بجالائیں، ان کی خُوشی کو اپنی خُوشی اور ان کے غم کو اپنا غم سمجھیں، ان سے دِل وجان سے محبت کریں، کیونکہ آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ حضراتِ حسنینِ کریمین سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، چنانچہ

حضراتِ حسنینِ کریمین سے محبت

حضرتِ سَیّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: میں رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضراتِ حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ عَنْہُما آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گود میں کھیل رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ اِن سے محبت کرتے ہیں؟ نانائے حسنین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں ان سے محبت کیوں نہ کروں، حالانکہ یہ میرے دو پھول ہیں جن کی مہک میں سونگھتا ہوں۔

(معجم کبیر، ۴/ ۱۵۵، حدیث:۳۹۹۰)

کس زباں سے ہوں بیاں عزو شانِ اہلِ بیت
مدح گوئے مُصطفٰے ہے مدح خوانِ اہلِ بیت

مُصطفٰے عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں
ہے بلند اِقبال تیرا دُودمانِ اہلِ بیت

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ربِّ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نے امامِ عالی مقام، امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو بہت سی خصوصیات اور شان و عظمت سے نوازا تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی عبادت وریاضت، تقویٰ وپرہیز گاری بھی آپ کی سیرت کا ایک روشن باب ہے۔

(5)۔۔۔امامِ حُسین کی عبادت

امامِ عالی مقام، امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی سیرتِ طیبہ کے روشن پہلوؤں سے معلوم ہوا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ہر وصف میں اپنی مثال آپ تھے، لیکن یہ اوصاف آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو اپنے ہی گھر سے تربیت میں ملے تھے کیونکہ بچے کی تربیت کا سب سے پہلا مکتب (اسکول) اس کا گھر ہوتا ہے، بچے کے سب سے پہلے اُستاد والدین ہوتے ہیں اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا گھرانہ وحی والہام کا مرکز اور علم وعرفان کا چشمہ تھا، آپ کا گھرانہ رشکِ کائنات اور مرکزِ تجلیات تھا، آپ کا گھرانہ عبادت وریاضت اور سخاوت کا مرکز تھا، آپ کا گھرانہ زُہد وتقویٰ اور پرہیز گاری کا سرچشمہ تھا، آپ کا گھرانہ غریبوں کی حاجت روائی اور غم کے ماروں کا سہارا تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو تو بچپن میں تعلیم و تربیت کا ایسا بابرکت نورانی وروحانی ماحول میسر آیا کہ دوعالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گود سے تربیت ملی، حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا خاص فیضان

ملا،یہی وجہ تھی کہ حضرتِ امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ علم و فضل میں یکتا تھے،حضرتِ امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ایثار و توکل کے پیکر تھے،حضرتِ امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شجاعت و بہادری میں بے مثال تھے،حضرتِ امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ تقویٰ و پرہیز گاری کے مالک تھے،حضرتِ امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صدقہ و خیرات کے بے مثال نمونے تھے،حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ہر حال میں صبر و شکر کے عادی تھے،حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے،حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عبادت و ریاضت کے پیکر تھے،حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نفل عبادت اور کثرت سے تلاوتِ قرآن کے شوقین تھے،یہاں تک کہ بہت سی روایتوں میں آپ کی عبادت و ریاضت،نفل نمازوں اور بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا تذکرہ ملتا ہے،آیئے!آپ کی عبادت کے متعلق (۲)روایات سنتے ہیں:چنانچہ

نماز و روزے کے پابند

۱:۔علامہ ابنِ اثیر جزری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:كَانَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاضِلاً كَثِيْرَ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَالْحَجِّ وَالصَّدَقَةِ وَاَفْعَالِ الْخَيْرِ جَمِيْعِهَا یعنی حضرت سَیِّدُنا امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کثرت سے نماز پڑھتے،روزہ رکھتے،حج کرتے،صدقہ و خیرات کرتے اور تمام بھلائی کے کاموں میں حصہ لیتے تھے۔(اسد الغابۃ،رقم:۱۱۷۳،الحسین بن علی،۲/۲۸)

۲:۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے بیٹے حضرتِ سَیِّدنا امام زین العابدین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے فرمایا:میرے والدِ گرامی حضرت سیّدنا امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ دن اور رات میں ہزار

(۱۰۰۰) رکعت نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔(عقد الفرید،باب من کلام الزھاد و أخبار العباد،۳/۱۱۴مختصرا)

اے عاشقانِ امامِ حسین! سُنا آپ نے کہ حضرتِ امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عبادت کا کس قدر ذوق و شوق رکھتے تھے، ہم غور کریں کیا ہم فرض نماز بھی پڑھتے ہیں؟ حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرض روزوں کے علاوہ نفل روزے بھی کثرت سے رکھتے تھے، ہم غور کریں کیا ہم فرض روزے بھی رکھتے ہیں؟ حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کثیر نوافل ادا کرتے تھے، حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کثرت سے صدقہ و خیرات کرتے تھے، ہم غور کریں کیا ہم زکوٰۃ بھی اس کے شرعی اُصولوں کے مطابق دیتے ہیں؟ حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نیک اعمال بجالاتے تھے، ہم غور کریں کیا ہم اللہ پاک کو راضی کرنے والے کاموں پر عمل کر کے زندگی گزار رہے ہیں یا نہیں؟ حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ حج کی آدائیگی کے شوقین تھے، ہم غور کریں کیا ہم نے استطاعت کے باوجود شرعی اصولوں کے مطابق فرض حج بھی کیا ہے کہ نہیں؟ اَلْغَرَض! حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اپنی زندگی کے شب و روز ربِّ کریم کی اطاعت و فرمانبرداری اور عبادت و ریاضت میں گزارتے اور کوئی لمحہ (Moment) فضولیات میں بسر نہ کرتے بلکہ ہر وقت دل یادِ خداوندی میں مصروف رہتا تو زبان ذکرِ خُدا سے معمور رہتی، گویا کہ آپ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، ہر حالت میں اور ہر وقت ربِّ کریم کا ذِکر کرتے اور خصوصاً نماز کی ادائیگی کا بے حد خیال فرماتے اور بڑے ذوق و شوق سے نماز ادا فرماتے، کیونکہ نماز کی تعلیم تو بچپن ہی میں نبیِ کریم، رؤف رحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حاصل ہوئی تھی، یہ مدنی تربیت کا ہی فیضان تھا کہ آپ فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نوافل کی بھی بہت زیادہ کثرت فرماتے تھے۔

سُبْحٰنَ اللہ! قُربان جائیے! نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی عبادت و ریاضت کے ذوق و شوق پر کہ جنّتی نوجوانوں کے سردار ہیں، حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بلند مرتبہ صحابی ہیں، حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اہلِ بیتِ مُصطفٰی میں شامل ہیں، حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَمیرُالمؤمنین حَضرتِ سَیّدُنا مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے شہزادے ہیں، حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حضرت بی بی فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے جگر کے ٹکڑے ہیں، حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ دوجہاں کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نواسے ہیں، حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اہلِ بیتِ مصطفٰی میں سے ہیں اور اہلِ بیتِ کرام کی شان یہ ہے کہ آقا کریم، رسولِ عظیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے اپنی جان سے بڑھ کر نہ چاہے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے بڑھ کر محبوب نہ ہو اور میری اولاد اس کو اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو اور میرے اہلِ بیت اسے اپنے گھر والوں سے بڑھ کر پیارے اور محبوب نہ ہو جائیں۔ (شعب الایمان، باب فی حب النبی، ۲/۱۸۹، حدیث:۱۵۰۵)

حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صحابۂ کرام میں شامل ہیں اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی شان یہ ہے کہ مدینے کے تاجدار، بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تمہارا پہاڑ بھر سونا خیرات کرنا میرے کسی صحابی کے سَوا سیر جَو خیرات کرنے بلکہ اُس کے آدھے کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔"

(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا، ۲/۵۲۲، حدیث:۳۶۷۳)

ان تمام فضائل کے باوجود حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا حال یہ ہے کہ فرائض

کے ساتھ ساتھ نفل عبادت کی کثرت فرمارہے ہیں۔

اے عاشقانِ صحابہ واولیاء!ہمارے بُزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم اجمعین کثرت سے ربِّ کریم کی عبادت اور نفل نمازوں کی کثرت کرتے تھے جبکہ دوسری طرف ہماری فرض نمازوں کے معاملے میں سستیاں مُسلسل بڑھتی جارہی ہیں،کانوں میں اَذان کی آواز آتی ہے مگر ہم اپنے کام کاج کی مصروفیات کا بہانہ بناکر یاپھر سُستی کی وجہ سے نماز قضا کرڈالنے میں شرم محسوس نہیں کرتے،جبکہ گُناہ کرنے کیلیے ہماری سُستی فوراً چُستی میں بدل جاتی ہے۔بعض تو ایسے بھی من چلے اور منہ پھٹ ہوتے ہیں کہ جب اُن کو دِین کادرد رکھنے والا کوئی اسلامی بھائی سمجھاتے ہوئے نیکی کی دعوت دے اور نماز پڑھنے یا قضا نمازیں ادا کرنے کی ترغیب دِلائے تو کہتے ہیں ’’اِنْ شَآءَاللہ اگلے جمعہ سے دوبارہ نمازیں پڑھناشُروع کریں گے یارَمضان سے باقاعدہ نمازوں کااہتمام کریں گے‘‘یوں کسی قسم کی شرم و جِھجک کئے بِغیر بڑی دلیری کے ساتھ مَعَاذَ اللہ اس بات کا گویااقرار کررہے ہوتے ہیں کہ ہم نمازیں تَرک کرنے کایہ کبیرہ گُناہ جُمُعہ کے دن تک یارمضانُ المبارک تک مُسلسل جاری رکھیں گے۔شاید یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے گھروں میں اتفاق نہیں،آئے دن لڑائی جھگڑے معمول بن گئے ہیں،ہر ایک رِزق میں بے برکتی کی وجہ سے پریشان(Worried)ہے،ہرایک دوسرے سے ناراض نظر آتاہے،کہیں والدین اپنی نافرمان اولاد سے بیزار ہیں،تو کہیں بھائی بھائی کے درمیان ناچاقیاں پیداہورہی ہیں۔

بچوں کی اچھی تربیت کریں

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! شاید اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم اللہ پاک اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین پر عمل چھوڑ کر دن رات ان کی نافرمانی والے کاموں میں مشغول ہو گئے، نہ صرف خُود نمازوں سے دُور ہوئے بلکہ ہمارے بچے اور گھر والے بھی نمازوں سے دُور ہوتے جا رہے ہیں اور ہم اپنے بچوں کی اچھی تربیت نہیں کرتے، انہیں نمازوں کا ذہن بھی نہیں دیتے، حالانکہ ہمیں بچوں کی اچھی تربیت کرنی چاہیے اور بچپن ہی سے انہیں نمازوں کا ذہن دینا چاہیے۔

یاد رکھئے! اگر بچوں کو بچپن ہی میں ناجائز و حرام کاموں سے بچا کر ان کی اچھی تربیت پر توجہ دی جائے تو دنیا و آخرت میں کامیابی ان کا مقدر بنے گی، جیسا کہ سَیِّدنا امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی بچپن میں اچھی تربیت کی برکت سے آپ بے شمار اوصاف کے حامل بنے، لہٰذا والدین پر لازم ہے کہ بچوں کی اچھی تربیت کریں ورنہ کل بروزِ قیامت اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، چنانچہ

حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے ایک شخص سے فرمایا: اپنے بچے کی اچھی تربیت کرو کیونکہ تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اس کی کیسی تربیت کی اور تم نے اسے کیا سکھایا۔ (شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاھلین، ٦/ ٤٠٠، حدیث: ٨٦٦٢)

والدین پر اولاد کے جو حقوق اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے بیان فرمائے ہیں، ان میں سے چند حقوق پیشِ خدمت ہیں:

* زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر پورا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پھر پورا کلمہ ٔطیبہ سکھائے۔

* جب تمیز آئے اَدب سکھائے، کھانے، پینے، ہنسنے، بولنے، اُٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے، حیا، لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ، استاذ اور دُختر (یعنی بیٹی) کو شوہر کے بھی اِطاعت کے طُرُق (یعنی طریقے) وآداب بتائے۔

* قرآنِ مجید پڑھائے۔ * استاذ نیک، صالح، متقی، صحیح العقیدہ، سِنّ رسیدہ (یعنی بڑی عمر والے) کے سپرد کر دے اور دُختر (یعنی بیٹی) کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے۔

* بعد ختمِ قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔

* عقائدِ اسلام و سنَّت سکھائے کہ لوح سادہ فطرتِ اسلامی و قبولِ حق پر مخلوق ہے (یعنی چھوٹے بچے دینِ فطرت پر پیدا کیے گئے ہیں یہ حق کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں لہٰذا) اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہو گا۔

* حضورِ اقدس، رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصلِ ایمان و عینِ ایمان ہے۔

* حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آل و اَصحاب و اولیاء و علما کی محبت و عظمت تعلیم کرے کہ اصلِ سنَّت وزیورِ ایمان بلکہ باعثِ بقائے ایمان ہے۔

* سات برس (7Years) کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کر دے۔

* علمِ دِین خُصوصاً وُضو، غسل، نماز وروزہ کے مَسائل، توکل، قناعت، زُہد، اِخلاص، تواضع، اَمانت، صِدق، عدل، حیا، سلامتِ صُدُور ولسان (یعنی دل اور زبان کی سلامتی) وغیرہا

خوبیوں کے فضائل، حرص و طمع، حُبِّ دُنیا، حُبِّ جاہ، رِیا، عجب، تکبُّر، خِیانت، کِذب، ظُلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہا بُرائیوں کے رَذائل پڑھائے۔

* خاص پسر (یعنی بیٹے) کے حقوق سے یہ ہے کہ اسے لکھنا، پَڑھنا (یعنی کسی فن میں ماہر ہونا) سکھائے۔

* سورۂ مائدہ کی تعلیم دے۔

* خاص دُختر (یعنی بیٹی) کے حقوق سے یہ ہے کہ اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمتِ اِلٰہیہ جانے، اسے سینا، پرونا، کاتنا، کھانا پکانا سکھائے اور سورۂ نور کی تعلیم دے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۴/۴۵۲تا۴۵۵ ملخصًا)

یادرکھئے! اگر ہم نے اپنے بچوں کی اصلاح کی کوشش نہ کی اور ان کو نماز، روزے کا پابند نہ بنایا تو بروزِ قیامت کی رسوائی (Disgrace) کے ساتھ ساتھ دنیاوی نقصان یہ ہو گا کہ یہ بڑے ہو کر ہماری بات نہیں مانیں گے، ہمیں آنکھیں دکھائیں گے اور آئے دن ہماری پریشانیوں میں اضافے کا سبب بنتے رہیں گے لیکن اس وقت سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

مری آنے والی نسلیں تیرے عشق ہی میں مچلیں
انہیں نیک تُو بنانا مدنی مدینے والے!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

تلاوتِ قرآن کا جذبہ

اے عاشقانِ امامِ حسین! جس طرح سَیِّدُنا امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو کثرتِ عبادت کا ذوق و شوق تھا اور کثرت سے نوافل ادا فرمانے کا شوق تھا، اسی طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو کثرت سے تلاوتِ قرآن کرنے کا بھی بہت ہی زیادہ شوق تھا، آیئے! آپ کی کثرت سے تلاوتِ قرآن کے متعلق سنتے ہیں: چنانچہ

حضرتِ سَیِّدُنا اِمام شَعبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ الْحُسَیْنَ یَتَخَتَّمُ فِیْ شَھْرِ رَمْضَان یعنی میں نے دیکھا سیّدنا امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رَمَضانُ المُبارک میں مکمل قرآنِ مجید ختم فرمایا کرتے تھے۔(سیر اعلام النبلاء، الحسین بن علی، ۴/ ۴۱۰)

قرآن کے باعمل عالِم

حضرتِ سَیِّدُنا امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قرآن کے عالمِ باعمل، تقویٰ و پرہیز گاری کے پیکر، خوفِ خُدا رکھنے والے اور صاحبِ سخاوت تھے۔(شہادت نواسہ سید الابرار، ص ۴۷۳ ملخصاً)

تلاوتِ قرآن اور نماز سے محبت

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! سَیِّدُنا امامِ حسین کی قرآن کریم اور نمازوں سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ ۹ مُحَرَّمُ الْحَرام کو جب یزیدیوں کے ساتھ باہمی صلح کی اُمید ختم ہوگئی تو امامِ عالی مقام، امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اپنے بھائی کو فرمایا کہ کسی طرح یہ لڑائی کل تک مؤخر ہو جائے اور آج کی رات ہمیں عباداتِ الٰہی کے لیے مل جائے تو بہتر ہے،

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نے اپنے بھائی کو ارشاد فرمایا:

اگر موقع مل جائے تو آج کی رات نماز، دعا اور اِسْتِغْفَار میں گزاریں کیونکہ مجھے ربِّ کریم کی رضا کے لیے نماز اور تلاوتِ قرآن سے محبت ہے اور کثرت کے ساتھ دعا اور اِسْتِغْفَار میرا معمول ہے۔(الکامل فی التاریخ،۳/۴۱۵)

اے عاشقانِ صحابہ واہلِ بیت! ذرا سوچئے! جب ہر طرف دشمنوں کا ہجوم ہو، مصیبتوں پر مصیبتیں اور آزمائشوں پر آزمائشیں آرہی ہوں، پینے کے لیے پانی نہ مل رہا ہو تو ہم میں سے ہر ایک کی تمنا یہی ہوگی کہ کاش کسی طرح ان مصیبتوں سے چھٹکارا مل جائے، کسی طرح یہ مصیبت ٹل جائے، مگر سَیِّدُنا امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی تمنا دیکھئے کہ کیا فرما رہے ہیں کاش کہ یہ رات بھی عبادت کرنے کے لیے مل جائے، یہ رات بھی تلاوتِ قرآن کے لیے مل جائے، یہ رات بھی دعا و مناجات کے لیے مل جائے، واقعی یہ اُسی عبادت کا ذوق و شوق تھا کہ میدانِ کربلا میں اتنی تکلیفیں اور مصیبتیں آنے کے باوجود بھی یہ جذبہ ٹھنڈا نہ ہوا اور میدانِ کربلا میں ۱۰ دن کوئی نماز قضا نہیں کی، عبادت سے محبت کا عالَم یہ تھا کہ آخری وقت اپنا مبارک سر بارگاہِ عالی میں جھکایا اور سجدے کی حالت میں شہادت کو سینے سے لگایا۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی دُرست نماز و تلاوتِ قرآن سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، فیضانِ نماز کورس کرنا اور مدرسۃ المدینہ (بالغان) میں شرکت کرکے پابندی سے تعلیمِ قرآن حاصل کرنا بہت مددگار ثابت ہوگا۔

(6)۔۔۔امامِ حسین کی سخاوت

پیارے پیارے اسلامی بھائیو!ہم سَیِّدنا امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی عبادات کے واقعات سُن رہے تھے، جس طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ فرائض وواجبات کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ کثرت سے نفل نمازیں ادا کیا کرتے تھے، اسی طرح آپ کثرت سے نفل صدقہ وخیرات بھی کرتے، غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرتے تھے کیونکہ یہ آپ کی خاندانی وراثت تھی۔ آپ اہلِ بیت کے سخی گھرانے کے چشم وچراغ(Son) تھے، اس لیے سخاوت اور راہِ خدا میں خرچ کرنے میں کسی سے پیچھے نہ رہتے، آپ کی ذات میں صَدَقہ وخَیرات کا جذبہ اِس قدر کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ بسااَوقات تو اپنی ضروریات کو اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پر قُربان کردِیا کرتے تھے۔ آیئے! آپ کے صدقہ وخیرات کرنے کے بارے میں ایک واقعہ سنتے ہیں: چنانچہ

کریم ہو تو ایسا

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت سیّدنا امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی تنگدستی اور فقرو فاقہ کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ! ہمارا وظیفہ آنے والا ہے، جیسے ہی وظیفہ پہنچے گا ہم آپ کو رخصت کر دیں گے۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت سیّدنا امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی طرف سے ایک ایک ہزار (۱۰۰۰) دِینار کی پانچ(۵) تھیلیاں آپ کی بارگاہ میں پیش کی گئیں۔ قاصد نے عرض کی: سَیِّدُنا امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نے معذرت کی ہے کہ یہ تھوڑی سی رقم ہے، اسے قبول فرما

کر غریبوں میں تقسیم فرمادیجئے۔

حضرت سَیِّدُنا امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نے ساری رقم اس غریب آدمی کے حوالے کردی اور اس سے معذرت فرمائی کہ آپ کو انتظار کرنا پڑا۔

(کشف المحجوب، باب فی ذکر آئمتہم من اہل البیت، ص۷۷)

بھوکے رہتے تھے خود اَوروں کو کھلا دیتے تھے
کیسے صابر تھے محمد کے گھرانے والے

اے عاشقانِ امامِ حسین! بیان کردہ واقعے سے دو نکات حاصل ہوئے۔

(۱)۔۔۔ایک تو یہ کہ حضرت سَیِّدُنا امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ صدقہ و خیرات کرنے اور غریبوں، تنگدستوں، محتاجوں اور حاجت مندوں کی مدد کرنے کے عادی تھے جیسا کہ ابھی ہم نے سُنا۔

(۲)۔۔۔اور دوسری بات یہ کہ آپ نے ساری رقم فوراً اس غریب و محتاج کو عطا فرمادی، مگر افسوس فی زمانہ ہم بُخل سے کام لیتے ہوئے صَدَقہ و خَیرات کرنے کے معاملے میں سُستی کرتے ہیں، اگر کوئی حاجت مند آ بھی جائے تو کاروبار، یا روزگار کے حوالے سے شکوے شکایات کے انبار لگاتے اور جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے اس کی مدد نہیں کرتے اور اگر کبھی کسی کی مدد کرنے کی توفیق مل بھی جائے تو حُبِّ جاہ اور ریاکاری کی آفت میں مبتلا ہو کر تصویریں بنواتے اور پھر اس کو سوشل میڈیا (Social Media) پر اَپ لوڈ (Upload) کرکے لوگوں کی طرف سے واہ واہ کی دادوصول کرنے جیسی بُری عادت میں مبتلا ہونے کی خواہش جوش مارتی ہے۔

یاد رکھئے! صَدَقہ و خَیرات کرنے سے بظاہر تو مال میں کمی واقع ہوتی ہے، لیکن حقیقت میں برکت ہی برکت ہوتی ہے، جیسا کہ

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا

ہم گناہگاروں سے محبت کرنے والے محبوب آقا، بے سہاروں کے سہارا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: مَانَقَصَ مَالٌ مِنْ صَدَقَةٍ یعنی صَدَقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔ (معجم اوسط، من اسمہ احمد، ۱/ ۶۱۹، حدیث: ۲۲۷۰)

(7)۔۔۔امامِ حسین کی کرامات

اے عاشقانِ امامِ حسین! امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی ذات صاحبِ کرامات ہے آیئے اس ضمن میں دو کرامات ملاحظہ کیجئے چنانچہ:

رُخسار سے انوار کا اِظہار

حضرت علّامہ جامی قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں: حضرت امامِ عالی مقام سیّدُنا امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان یہ تھی کہ **جب اندھیرے میں تشریف فرما ہوتے تو آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی مبارَک پیشانی اور دونوں مقدّس رُخسار** (یعنی گال) **سے انوار نکلتے اور قرب و جوار ضِیابار** (یعنی اطراف روشن) **ہو جاتے۔** (شَواھِدُ النُّبُوَّۃ ص ۲۲۸)

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا
تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

کُنویں کا پانی اُبل پڑا

حضرتِ سیِّدُنا امامِ عالی مقام امام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب مدینۂ منوّرہ سے مکّۂ مکرّمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں حضرتِ سیِّدنا ابن مطیع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے عرض کی: میرے کُنویں میں پانی بَہُت کم ہے، براہِ کرم! دُعائے بَرَکت سے نواز دیجئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اُس کُنویں کا پانی طلب فرمایا۔ جب پانی کا ڈول حاضِر کیا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے منہ لگا کر اس میں سے پانی نوش کیا (یعنی پیا) اور کلی کی۔ پھر ڈول کو واپَس کنویں میں ڈال دیا تو **کنویں کا پانی کافی بڑھ بھی گیا اور پہلے سے زیادہ میٹھا اور لذیذ بھی ہو گیا۔**

(طبقاتِ اِبنِ سعد ج۵ص۱۱۰مُلَخَّصاً)

باغ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلِ بیت
تم کو مُژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلِ بیت

امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی مزید کرامات شہادتِ امامِ حسین کے بیان میں سننے کی سعادت حاصل کریں گے ان شاءاللہ

(8)---امامِ حسین کی ازواج واولاد

اے عاشقانِ اہلبیت! **حضرتِ** سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کئی شادیاں کیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی چند بیویوں کے نام یہ ہیں:

(۱) ...حضرتِ سیِّدَتُنا لیلیٰ بنت ابی مرہ عُروہ بن مسعود ثقفی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا

(۲)... حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ اِسحاق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا۔

(۳)... حضرتِ سیِّدَتُنا رُباب بِنتِ اِمرءُ القیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا۔

امامِ عالی مقام حضرتِ سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے چند شہزادوں اور شہزادیوں کے نام یہ ہیں:

(۱)... حضرتِ سیِّدُنا علی اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

(۲)... حضرتِ سیِّدُنا علی اصغر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ (اَنْسَابُ الْاَشْرَاف، ج۳، ص۳۶۲،۳۶۱ ملخَّصاً)

(۳)... حضرتِ سیِّدُنا محمد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ (ایضاً، ج۲، ص۴۲۲)

(۴)... حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا۔

(۵)... حضرتِ سیِّدَتُنا سُکَینَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا۔

(اَنْسَابُ الْاَشْرَاف، ج۳، ص۳۶۱، ۳۶۲ ملخَّصاً)

(9)---کربلا کا درس

اے عاشقانِ اہلبیت! ہم اور آپ ہر سال یادِ امامِ حسین مناتے ہیں اور مناتے رہیں گے بلکہ قیامت تک منایا جاتا رہے گا لیکن میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ کربلا کی سرزمین میں امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا اس سے ہم سب باخبر ہیں لیکن کیا آپ نے کبھی یہ سوچا کہ کربلا کی اتنی بڑی قربانی کے پیچھے کیا درس چھپا ہوا ہے، ہمیں اس سے کیا درس دیا گیا؟ یقیناً کبھی نہیں سوچا ہوگا۔ آیئے میں آپ کو وہ درس یاد دلاتا چلوں:

صبر کی عادت بنایئے

میدانِ کربلا میں حضرتِ سیّدنا امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ پر جان، مال، اولاد، بھوک، پیاس، خوف اور طعنے بازی جیسی سب آزمائشیں آئیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے نانا جان، دوعالم کے سلطان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا کلمہ پڑھنے والے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے جانی دشمن بن گئے اور آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے، آپ کے بھائیوں، بیٹوں، بھانجوں اور بھتیجوں کو شہید کیا گیا، آپ کے رفقاء کو تکلیفیں دِی گئیں، آپ کے خاندان والوں کو ستایا گیا، مگر پھر بھی آپ ان تمام آزمائشوں میں کامیاب ہوئے ،صبر واستقامت کا پہاڑ بنے رہے، رِضائے اِلٰہی پر راضی رہتے ہوئے زبان سے حمدِ الٰہی بجالاتے رہے اوران بد بختوں کو برابر نیکی کی دعوت اور اسلام کی تعلیمات دیتے رہے، ایک لفظ بھی بے صبری کا ادا نہ کیا حتّٰی کہ سجدے کی حالت میں اپنی جان کا نذرانہ بارگاہِ خداوندی میں پیش کر دیا۔

اِس مَعرِکَہ ظُلم وسِتَم میں اگر بڑے سے بڑا بہادُر بھی ہوتا تو اُس کے حَوصَلے پست ہو جاتے اور سرِ نیاز جُھکا دیتا مگر فَرزَندِ رَسول کو مَصائِب کا ہُجوم اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکا اور ان کے عَزم واستِقلال میں فَرق نہ آیا، حَق وصَداقَت کا حامی مُصِیبتوں کی بھیانک گھٹاؤں سے نہ ڈرا اور طُوفانِ بَلا کے سِیلاب سے اس کے پائے ثَبات (استقلال، ثابت قدمی) میں جُنبِش بھی نہ ہوئی۔ راہِ حَق میں پہنچنے والی مُصِیبَتوں کا خوش دِلی سے خَیر مَقدم کیا، اَپنا گھر لُٹانا اور اپنا خون بہانا منظور کیا مگر اِسلام کی عزت میں فَرق آنا بَرداشت نہ ہو سکا۔ سرِ مبارک کٹوا کر

اپنے نانا جان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے دِین کی حَقّانِیَّت (یعنی سچائی) کی عملی شَہادت دی۔

گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
جانِ عالم ہو فدا اے خاندانِ اہلبیت

سر شہیدانِ مَحبَّت کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خُدا نے قَدر و شانِ اہلبیت

دولتِ دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر
کربلا میں خُوب ہی چمکی دوکان اہلبیت

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ اہلبیت! واقعہ کربلا اکسٹھ (۶۱) ہجری ماہِ مُحَرَّمُ الْحَرام میں پیش آیا، آج کئی صَدِیاں گُزر جانے کے بعد بھی اِس کی یاد دِلوں میں تر و تازہ ہے، اسلامی تاریخ کے اَوراق پر شُہدائے کربلا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اَجْمَعِیْن کے کارنامے سُنہری حُرُوف میں لکھے ہیں۔ شَہیدانِ کربلا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اَجْمَعِیْن کی شاندار اور بے مثال قُربانیوں کا تذکرہ سُن کر دِلوں پر سوز کی کَیفِیَّت طاری ہو جاتی ہے۔ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ ان مبارک ہستیوں نے دین کی سربلندی کی خاطر راہِ خدا میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا یہاں تک کہ اپنی جانوں کی بھی پرواہ نہیں کی، یہ ان کی قربانیوں کا ہی صدقہ ہے کہ ہمیں نہ تو کوئی مصیبت اٹھانی پڑی اور نہ ہی جانی ومالی قربانی دینی پڑی بلکہ اللہ پاک کے فضل وکرم سے مسلمان

گھرانے میں آنکھ کھلی۔ آیئے ہم نیت کریں کہ اس دین کو سیکھنے ، سُنّتوں کی دُھومیں مچانے، اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلیے اپنے وقت اور مال کی قُربانی دیتے ہوئے عاشقانِ رسول کے ساتھ راہِ خدا میں سفر کریں گے۔ ان شاءاللہ

کربلا دَرسِ زِندگی ہے

اے عاشقانِ رسول! یقیناً کربلا نہایت غمناک اور دِل دِہلا دینے والا واقعہ ہے، مگر یاد رکھئے! کربلا صِرف ایک سانحہ نہیں، سانحے دُنیا میں بہت ہوئے ہیں، ظُلم و سِتَم کی بڑی بڑی داستانیں اس زمین پر رقم ہوئیں مگر وہ سب مٹ گئیں، آج لوگوں کے دِل و دِماغ میں اُن کا خیال تک موجود نہیں، اگر کربلا بھی صِرف ایک سانحہ ہوتا تو تقریباً ۱ہزار ۳سو ۸۲ سال سے بھی زیادہ عرصہ گزرنے کے باوُجُود اسے ذِہنوں میں یُوں تازہ نہ رکھا جاتا، لہٰذا کربلا صِرف ایک سانحہ نہیں، یہ دَرسِ زِندگی کی پُوری ایک کتاب ہے، واقعۂ کربلا ہمیں کامیابی کے راستے بھی بتاتا ہے، ترقی کے زینے بھی بتاتا ہے، زِندگی کے اُصول بھی سکھاتا ہے اور عظمت و شان سے جینے کا دَرس بھی دیتا ہے۔

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا ایک رسالہ **"کربلا کا خونی منظر"** ہے۔ یہ رسالہ اَصْل میں ایک خط کا جواب ہے، کسی نے امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بارگاہ میں خط لکھا، جس میں بتایا تھا کہ انہیں نیکی کی دعوت کے رستے میں رُکاوٹوں اور مشکلات کا سامنا ہے، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اس کے جواب میں کربلا کا خونی منظر بیان فرمایا

اور بتایا کہ شہدائے کربلا نے میدانِ کربلا میں جو ظُلم برداشت کئے، جو سِتَم اُٹھائے، یہ سب نیکی کی دعوت دینے کے سبب ہی تھے، لہٰذا جب بھی نیکی کی دعوت کے رستے میں رُکاوٹ آئے تو امام حُسَین اور آپ کے رُفَقاء رَضِیَ اللّٰہ عنہم پر ڈھائے گئے یزیدی ظُلْم و سِتَم کا تَصَوُّر باندھ لیجئے! اِنْ شَآءَ اللہ الْکَرِیْم !! ہمّت و حوصلہ نصیب ہو گا اور نیکی کی دعوت عام کرنے کا جذبہ بھی ملے گا۔

سَر! یہ سب تو ہمیں کربلا بھی سکھاتی ہے...!!

ایک اسلامی بھائی کہتے ہیں: میں B.A میں پڑھتا تھا، B.A کی انگلش میں ایک ناوِل پڑھایا جاتا ہے، ایک دِن ٹیچر نے اس ناوِل کے متعلق لیکچر (Lecture) دیا، کہنے لگے: اس ناوِل کا مصنف ایک یورپین مُفَکِّر ہے، دوسری عالمی جنگ میں یہ ایک فوجی کے طور پر شریک ہوا تھا، دوسری عالمی جنگ کے بعد یورپ میں جو انقلاب آیا، یورپ نے جو ترقی کی، اس انقلاب اور ترقی کی بنیاد جن نظریات پر تھی، وہ نظریات پیش کرنے والے مفکرین میں ایک مفکر اس ناول کا مصنف بھی ہے۔ مصنف نے اس ناوِل میں اپنے مخصوص انداز میں کامیابی کے اُصُول اور ناکامی کے اسباب بیان کئے ہیں۔ پھر ٹیچر نے اس ناوِل کے متعلق لیکچر شروع کیا: مصنف کہتا ہے: اگر ہم نے زِندگی کے سَفَر میں کامیاب ہونا ہے تو اس کے لئے صبر اور برداشت کی سخت ضرورت ہے، ہمیں کامیابی کے لئے تحمل مزاج یعنی قوتِ برداشت والا ہونا چاہیے، کامیابی کے لئے ہم دوسروں پر بھروسا نہیں کر سکتے، ہمیں

خود پر اعتماد کرنا ہو گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ زیادہ خود اِعتمادی(Over confidence) سے بھی بچنا ہو گا وغیرہ۔

وہ اسلامی بھائی کہتے ہیں: ٹیچر ناوِل کی سٹوری سے ملنے والے سبق بتا رہے تھے اور میرے ذِہن میں واقعۂ کربلا چل رہا تھا، جیسے ہی ٹیچر نے اپنا لیکچر ختم کیا تو میں بے ساختہ بولا: سَر! یہ سب کچھ تو ہمیں کربلا بھی سکھاتی ہے، امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ نے ہمیں صرف صبر بتایا نہیں، کر کے دکھایا، حِلْم، بُردباری، قُوَّتِ برداشت، خود اعتمادی وغیرہ یہ سب وہ باتیں ہیں جو امام حسین رَضِیَ اللہ عنہ نے ہمیں لکھ کر اگرچہ نہیں دِیں مگر کر کے ضرور دکھائی ہیں۔

میری یہ بات سُن کر ٹیچر حیرت میں پڑ گئے، پھر کچھ دیر بعد بولے: ہاں! واقعی...! یورپین مُفَکِّر نے ہمیں کہانی لکھ کر سمجھایا مگر امامِ حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ نے یہ سب کچھ عملی طَور پر کر کے دِکھا دیا ہے۔

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پُکارے گی ہمارے ہیں حُسَین

کامیابی کے ۳ اُصُول

اسی طرح ایک غیر مسلم مُفَکِّر ہے، اُس نے اپنے طَور پر ایک تجزیہ کیا اور کہا: زِندگی میں کامیابی کے تین اُصُول ہیں: (۱): بُھوک برداشت کرنے کی طاقت (۲): انتظار (۳): سوچنے سمجھنے کی صلاحیت۔

یہ تین اُصول ایک غیر مسلم مفکّر نے بیان کئے، ذرا اِن تینوں اُصولوں کو سامنے رکھ کر واقعۂ کربلا کو ذِہن میں لائیے! کربلا میں ہمیں یہ تینوں باتیں ملتی ہیں:

(۱): غیر مسلم مفکّر نے کہا: کامیابی کے لئے بھوک برداشت کرنے کی طاقت ضروری ہے، میدانِ کربلا میں ہم دیکھتے ہیں سخت گرمی ہے، ریگستان ہے، دہکتی ہوئی زمین ہے اور دِن کی سخت بھوک و پیاس ہے، امام حُسَیْن رَضِیَ اللہ عنہ سے لے کر ننھے شہزادے حضرت علی اَصْغَر رَضِیَ اللہ عنہ تک سب پیاسے ہیں، خالی پیاس ہوتی تو اور بات تھی، یہاں حالتِ پیاس میں جنگ بھی ہے، اپنی طرف سے جنگ کرنے کا کوئی اِرادہ بھی نہیں ہے، اللہ و رسول کی عطا سے سب کچھ کرنے کی ہمت و طاقت بھی ہے، اِختیار بھی ہے مگر قربان جائیے! سخت پیاس بھی ان بُلند رُتبہ ہستیوں کے پاؤں اُکھاڑ نہیں پاتی، تازَہ دَم یزیدی لشکروں کی یلغار انہیں راہِ حق سے ہٹا نہیں پاتی، آلِ رسول کے شیر صِفَّت جوان سخت پیاس کے باوُجُود یزیدیوں کے پرخچے اُڑاتے ہیں، یہ ان کی بے مثال استقامت اور باکمال قُوّتِ برداشت ہے کہ یہ پیاسے رِہ کر بہادری کے جوہَر دکھاتے ہوئے شہادت کو تو گلے سے لگا لیتے ہیں مگر حق بات سے ذَرّہ برابر بھی پیچھے نہیں ہٹتے۔

یوں تو شہید لاکھوں ہوئے ہیں یہاں مگر
رُتبہ کسی کو آپ کے جیسا مِلا نہیں

لرزہ نہ بھوکا پیاسا بھی باطِل کے سامنے
میرے حُسَین جیسا کوئی دِل مِلا نہیں

(۲): غیر مسلم مُفکِّر نے دوسری بات کہی کہ کامیابی کے لئے انتظار ضروری ہے، یعنی جو بندہ کامیابی کا طلب گار ہے، وہ صبر سے کام لے، اطمینان کے ساتھ دُرُست وقت کا انتظار کرے، کسی لمحے بھی بے صبری نہ دکھائے۔ یہ بات بھی امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ کی پاکیزہ سیرت میں دیکھئے! انسان پر زِندگی میں دُکھ آتے ہیں، غَم آتے ہیں لیکن اگر دُکھ اور غم کی خبر پہلے سے مِل جائے تو وہ غم صِرف غَم نہیں رہتا، وبالِ جان بَن جاتا ہے، مثال کے طور پر ہم میں سے ہر ایک کو موت آنی ہے، اگر کسی کو پہلے سے بتا دیا جائے کہ تمہارے پاس صِرف ایک دِن باقی ہے، اگلے دِن تمہیں موت آجائے گی تو شاید وہ ایک دِن بھی ہمارے لئے وبالِ جان بَن جائے گا، چہرے پر مایُوسی پھیل جائے گی، دِل غَم میں ڈُوب جائے گا، کچھ کھانے پینے کو دِل نہیں چاہے گا مگر قربان جایئے! امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ کے صَبر و استقامت پر...!! امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ کی وِلادت ہوتی ہے، ساتھ ہی جبریلِ امین عَلَیۡہِ السَّلَام شہادت کی خبر لے کر حاضِر ہو جاتے ہیں، ابھی امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ کا بچپن ہے، آپ کی شہادت کی خبریں مشہور ہو چکی ہیں، آپ نے ۵۵ سالہ زِندگی کربلا کی ہوشربا تکلیفوں کو سامنے رکھتے ہوئے گزاری، آپ جانتے تھے کہ کربلا کے میدان میں شقی و بدبخت لوگ انتہائی ظالمانہ انداز میں مجھے شہید کر دیں گے مگر مجال ہے کہ امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ کی استقامت میں کوئی فرق آئے، ۵۵ سالہ مبارک زِندگی میں کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ہے کہ امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ نے بے صَبری کا مظاہرہ کیا ہو، آپ نے کبھی بھی یہ دُعا نہیں کی کہ یااللہ پاک! مجھے اس آزمائش سے نجات عطا فرما، آپ نے صبر و استقامت کے ساتھ ۵۵ سالہ زِندگی کربلا کے انتظار میں بَسَر فرمائی اور بالآخر میدانِ کربلا

میں اپنے نانا جان، رحمتِ رحمٰن صلی اللہ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّم کے دِین پر پہرا دیتے ہوئے نہایت عزّت و شان کے ساتھ رُتبۂ شہادت کو سینے سے لگا لیا۔

گھر لُٹانا جان دینا کوئی تم سے سیکھ جائے

جانِ عالَم ہو فِدا اے خاندانِ اہلبیت

(۳): غیر مسلم مفکّر نے تیسری بات کہی کہ جو کامیابی کا طلب گار ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو، یعنی اُس پر کیسا ہی کڑا وقت کیوں نہ آجائے، وہ اپنے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو ماند نہ پڑنے دے، ہر وقت، ہر حال میں سوچ سمجھ کر بہتر سے بہترین فیصلہ کرے۔ یہ ایک بہت مشکل کام ہوتا ہے، ہمارے ہاں کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو اس کے اَہلِ خانہ کو، والدین کو بہت سنبھل کر طریقے سے خبر دینی ہوتی ہے کہ کہیں اچانک غم کی خبر سُن کر ہوش ہی نہ کھو بیٹھیں مگر قربان جایئے! امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ کی ہمّت اور حوصلے کی کیا شان ہے...!! آپ حضرت علی اَصغَر رَضِیَ اللہ عنہ کا لاشہ مبارک اپنے ہاتھوں پر اُٹھاتے ہیں، حضرت علی اکبر رَضِیَ اللہ عنہ کا لاشہ مبارک اُٹھاتے ہیں، بھائی، بھتیجے، بھانجے، ۷۲ تَن میدانِ کربلا میں امامِ حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے شہید ہوتے ہیں، آپ خود اُن کے مبارک لاشے اُٹھا کر خیموں کے پاس رکھتے ہیں، ایسے غم اور پریشانی کے باوُجُود ہوش و حَواس سلامت ہیں، فیصلہ کرنے کی طاقت بحال ہے، تاریخ کی کسی کتاب سے دُنیا کا کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ نے میدانِ کربلا میں غم کی شِدَّت کے سبب کوئی ایک فیصلہ بھی شریعت کے خِلاف کیا ہو، نہیں! نہیں...!! غَم کی آندھیاں چل رہی ہیں، ظُلم و سِتَم کے پہاڑ

ٹوٹ رہے ہیں اور نواسۂ رسول قرآن وسُنّت کو مضبوطی سے تھامے ہر ہر قدم عین شریعت کے مطابق اُٹھاتے ہیں، آخر شہادت کو سینے سے لگالیتے ہیں مگر آپ کی ہمّت اور حوصلے میں ذَرَّہ برابر بھی کمی نہیں آتی۔

ابنِ علی کے جیسا کوئی دوسرا نہیں
تیغوں کے سائے میں بھی جو دِل باختہ نہیں
ہو مثل آپ کے جو مہک دار یا حُسَین
صحنِ چمن میں کوئی گُل ایسا کِھلا نہیں
ہر سُو رواں ہے آج بھی سِکَّہ حُسَین کا
سِکَّہ یزیدیوں کا کہیں پر چلا نہیں

اے عاشقانِ رسول! یہ سب باتیں عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دیکھئے! آج کے مفکرین کامیابی، ترقی اور انقلاب کے جو راستے دکھاتے ہیں، لمبے لمبے لیکچر (Lecture) دیتے ہیں، یہ سب باتیں آج سے تقریباً ۱ ہزار ۳سو ۸۲ سال پہلے شہزادۂ کونین، امام حُسَیْن رَضِیَ اللّٰہ عنہ کر کے دِکھا چکے ہیں، میدانِ کربلا میں یہ سب نظریات موجود ہیں۔

وہ مشرقی پُکار ہو یا مغربی صدا
تفریقِ رنگ و نسل پہ غالِب ہے کربلا
شاعِر کسی خیال کا ہو یا کوئی اَدِیب
واعِظ کسی دیار کا ہو یاکوئی خطیب

دیکھو تو سلسلہ ادبِ مَشْرِقَیْن کا
دُنیا کی ہر زبان پہ قبضہ حُسَیْن کا

کیا ہم واقعی حسینی ہیں...؟؟

اے عاشقانِ رسول! ہم نے سُنا! کربلا ایک دَرْسِ زِندگی ہے، آج کے مفکرِین جو نظریات بیان کرکے اپنی دُکان چمکاتے ہیں، امامِ عالی مقام، امام حُسَیْن رَضِیَ اللّٰہ عنہ وہ سب کچھ ہمیں پہلے سے میدانِ کربلا میں کر کے دِکھا چُکے ہیں۔ اب ہم نے غَور یہ کرنا ہے کہ کیا ہم نے بھی امام حُسَیْن رَضِیَ اللّٰہ عنہ سے، کربلا سے کچھ سیکھا یا نہیں...؟؟ امامِ عالی مقام، امام حُسَیْن رَضِیَ اللّٰہ عنہ بُلند رُتبہ ہستی ہیں، یقیناً ہر عاشقِ رسول امام حُسَیْن رَضِیَ اللّٰہ عنہ سے محبّت بھی کرتا ہے، خُود کو حسینی کہتا بھی ہے اور اپنے حسینی ہونے پر فخر بھی کرتا ہے، بِلاشُبہ حسینی ہونا، امامِ حُسَین رَضِیَ اللّٰہ عنہ سے محبّت وعقیدت رکھنا بہت بڑی سَعَادت ہے۔ مگر بہت افسوس ناک بات ہے، لوگوں کی ایک بھاری تعداد ہے، جو صِرْف مُحَرَّمُ الحرام میں، وہ بھی فقط دِینی اجتماعات میں اور یہاں بھی محض زبانی کلامی حسینی ہوتے ہیں۔ ہم غور کریں! کیا ہم واقعی حسینی ہیں؟ کیا ہم گھر میں بھی حسینی ہوتے ہیں؟ گلی میں، محلے میں، دُکان پر، کاروبار کرتے ہوئے، دفتر میں، دوستوں کی محفل میں کیا ہم حسینی ہوتے ہیں؟ جیسے اَخْلاق، جیسا کردار، جیسی پاکیزہ عادات امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہ عنہ کی تھیں، کیا ہم امام حسین رَضِیَ اللّٰہ عنہ کی پیروی میں ویسے اَخلاق، ویسا کردار، اُن جیسی عادات اپنانے کی کوشش کرتے ہیں؟ عِلْمِ دِین کا وہ مبارک سمندر جو امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہ عنہ کے سینے میں

موجزَنْ تھا، کیا ہم وہ عِلْم سیکھنے کی طرف بڑھتے ہیں؟ ہم دِینی اجتماعات میں آکر امام حُسَیْن رَضِیَ اللّٰہ عنہ کی شان و عظمت کے نعرے لگاتے ہیں، بہت اچھی بات ہے مگر جب ہم گھر جا کر اپنے بچوں کے ہاتھ میں موبائل دیتے ہیں، انہیں T.V چلا کر دیتے ہیں، کیا ہم نے کبھی غور کیا کہ اس موبائل اور اس T.V کے ذریعے کیا ہم اپنے بچوں کو حسینیت دے رہے ہیں؟ ہمارا بچہ جب کندھوں پر کتابوں کا بستہ ڈال کر پڑھنے جاتا ہے، کیا ہم نے کبھی سوچا کہ کیا ان کتابوں کے اندر حسینیت موجود ہے یا نہیں؟

الحمد للہ ! ہم امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہ عنہ کو مانتے بھی ہیں ، امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہ عنہ سے محبّت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں، خود کو حسینی کہتے بھی ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں مگر افسوس! ہم کربلا سے سبق حاصِل نہیں کرتے، امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہ عنہ کے نقشِ سیرت پر چلنے کی کوشش نہیں کرتے، ہمارا کردار ، ہمارے اَخْلاق ، ہمارے طَور طریقے ہمارے حسینی ہونے کی گواہی نہیں دیتے۔

آپ ہی تو کلمۂ طیب کے ٹھہرے پاسباں آپ کے سَر ہی بقائے دِیں کا سہرا حُسَین!
ہم تو سچّا عشق بھی تم سے نہیں کر پائے ہیں اور تم نے ہم سبھی کو خُون دے ڈالا حُسَین!

(10)۔۔۔یزید کا برا کردار

یزید کا بُرا کردار اور دَرسِ عبرت

پیارے اسلامی بھائیو! ذرا غور کیجئے! امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہ عنہ نے اتنی بڑی قربانی کیوں پیش کی...؟ یقیناً آپ کو تاج و تخت و حکومت سے کوئی سروکار نہیں تھا، آپ تو جنّتی

نوجوانوں کے سردار ہیں، اللہ پاک کی عطا سے جس کو جنت میں حکومت و سرداری ملی ہو، اُسے دُنیا کی عارضی حکومت کی حرص بھلا کیسے ہو سکتی تھی؟ مگر غور طلب بات ہے، امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ آخر یزید کی بیعت کیوں نہیں کرتے تھے؟ کیا آپ کو یزید کی ذات سے اِختلاف تھا؟ نہیں... آپ کو یزید کی ذات سے اِختلاف نہیں تھا، آپ کو یزید کے کردار سے اِختلاف تھا۔ اگر یزید بدبخت کا کردار ستھرا ہوتا، وہ بدانجام قرآن و سُنّت کا پیروکار ہوتا تو امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ ہرگز اس کی بیعت سے انکار نہ فرماتے مگر اس بدبخت کا کردار اچھا نہیں تھا، اُس کا اَخلاق اچھا نہیں تھا، اس کی عادتیں بُری تھیں، یزید فاسق تھا، یزید فاجر تھا، یزید زانی تھا، یزید شرابی تھا، یزید قرآن و سُنّت کی مخالفت کرتا تھا، اس لیے امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ نے اُس کی بیعت نہیں کی اور ایسی لازوال قربانی پیش فرمائی۔

اب ذرا غور فرمایئے! جب امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ یزید کے بُرے کردار سے خوش نہ ہوئے تو اگر وہی کردار ہمارا بھی ہو، جو عادتیں یزید کی تھیں، ویسی ہی عادتیں ہماری بھی ہوں، جیسا گندا اَخلاق یزید کا تھا، ویسا ہی اخلاق ہمارا بھی ہو تو کیا امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ ہم سے خوش ہو جائیں گے...؟؟

آیئے! دیکھتے ہیں؛ یزید کا کردار کیسا تھا؟ یزید پلید کی وہ کون سی غلیظ عادتیں تھیں، جن کی وجہ سے امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ نے اس کی بیعت کرنا گوارا نہ فرمایا:

(۱): یزید سُنّت کو بدلنے والا تھا۔ جیسا کہ غیب جاننے والے آخری نبی، رسولِ ہاشمی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اَوَّلُ مَنْ یُبَدِّلُ سُنَّتِی رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ اُمَیَّةَ

یُقَالُ لَہٗ یَزِیْدُ میری سُنّت کو بدلنے والا پہلا شخص بنواُمَیَّہ سے ہو گا، اسے یزید کہا جائے گا۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد:۶۵، صفحہ:۲۵۰)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا؛ یزید سُنّت کو بدلنے والا، خلافِ سُنّت کاموں کو رواج دینے والا تھا، یہ بدبخت خُود بھی سُنّتِ مصطفےٰ کی پیروی نہیں کرتا تھا اور دوسروں کو بھی خِلافِ سُنّت کاموں پر اُبھارتا تھا۔ سُنّت کی مخالفت کرنا اور خِلافِ سُنّت کاموں کو رواج دینا یزید کا بُرا کردار ہے، اگر ہم حسینی ہیں اور ہمیں واقعی حسینی ہونا چاہیے، تو ہمیں چاہیے کہ ہم یزید کے اس بُرے کردار سے نفرت کریں، ہم خود بھی سُنتوں پر عمل کریں اور دوسروں کو بھی سُنّت کی ترغیب دِلایا کریں۔

یزیدپلید کی ۷ بُری عادات

اے عاشقانِ اہلبیت ! یقیناً امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ یزید پلید کے بُرے کردار سے بخوبی واقف تھے، اب آیئے ! دیکھتے ہیں؛ امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ نے خُود یزید کے بُرے کردار کی کیسے نشاندہی فرمائی۔ صدر الاَفاضِل، مفتی نعیم الدین مرادآبادی رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ لکھتے ہیں: جب امام عالی مقام، امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ کے سامنے یزید بدبخت کی بیعت پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا: لِاَنَّہٗ کَانَ فَاسِقًا ،مُدْمِنَ الْخَمَرِ ظَالِماً۔ یزید فاسِق (یعنی اعلانیہ کبیرہ گُناہ کرنے والا)، شراب کا عادِی اور ظالم ہے۔(بھلا میں ایسے کی بیعت کیسے کرسکتا ہوں)۔ (سوانح کربلا، صفحہ:۱۱۴)

امام حسین رَضِیَ اللّٰہ عنہ کا خطبہ

اور جب امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہ عنہ میدانِ کربلا کی طرف تشریف لے جارہے تھے، راستے میں ایک مقام پر آپ نے یزیدی لشکر کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک جو ایسے حکمران کو دیکھے، جو ظلم کرتا ہو، اللّٰہ پاک کی حرام کردہ چیزوں کو حلال ٹھہراتا ہو، اللّٰہ پاک کا عہد توڑتا ہو، سُنّت کی مخالفت کرتا ہو، لوگوں میں گُناہوں اور ظُلْم وزیادتی کو رواج دیتا ہو، دیکھنے والا اگر ایسے ظالِم کو بُرے کاموں سے نہ ہاتھ سے روکے، نہ زبان سے روکے، اللّٰہ پاک پر حق ہے کہ اس (دیکھنے والے) کو اس (ظالِم) کے ساتھ ہی رکھے۔ لوگو! سُن لو...!! بے شک ان یزیدیوں نے شیطان کی اطاعت کو لازِم پکڑا، رحمٰن کی اطاعت کو چھوڑ دیا، لوگوں میں فساد پھیلایا، اللّٰہ پاک کی حُدُود کو پامال کیا، اللّٰہ پاک کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دیا اور میں اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہوں کہ ایسے ظالِم کے سامنے کلمۂ حق بلند کروں۔

(تاریخ طبری، جلد:۳، صفحہ:۳۰۶ خلاصۃً)

اے عاشقانِ رسول! امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہ عنہ نے یزید پلید کی ۷ بُری عادتوں کو بیان فرمایا: (۱): یزید فاسِق ہے (۲): یزید شرابی ہے (۳): یزید ظالِم ہے (۴): یزید رحمٰن کی اطاعت چھوڑ کر شیطان کی پیروی کرتا ہے (۵): یزید فساد پھیلاتا ہے (۶)

: یزید اللہ پاک کی حُدُود کو پامال کرتا ہے (۷): یزید اللہ پاک کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام اور حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال ٹھہراتا ہے۔

گُناہوں کی نحوست!

اب ہم اپنے کردار پر غور کریں! یزید فاسق تھا، فاسق اُسے کہتے ہیں: جو اِعْلانیہ گُنَاہ کرتا ہو۔ ہمارے ہاں کتنے ایسے لوگ ہیں جو اعلانیہ گُنَاہوں سے بچتے ہیں؟ داڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے چھوٹی کروانا حرام ہے، کتنے لوگ ہیں جو داڑھی منڈاتے اور دندناتے پھرتے ہیں؟ سرِعام گالیاں بکتے ہیں، اور بہت سے گُناہ کرتے ہیں اور اپنے گُنَاہوں کا اِعْلان بھی کرتے ہیں۔ واقعۂ کربلا کا دَرْس یہ ہے اور اَصْل حسینی ہونا اسی کو کہا جاتا ہے کہ ہم گُنَاہوں سے بچیں۔

ظُلْم کی مَذَمَّت

امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ نے فرمایا: یزید ظالِم ہے۔ ہمارے معاشرے میں ظُلْم کی بھی بھرمار ہے۔ بہت سارے لوگوں کے ذِہن میں یہ تَصَوُّر ہوتا ہے کہ ظُلْم صرف قتل و غارت ہی کو کہتے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے، ناحق قتل بھی ظُلْم ہے، کسی کو ناحق تھپڑ مارنا بھی ظُلْم ہے، کسی کی رقم دبالینا، گالیاں دینا، عزّت پامال کرنا، یہاں تک کہ دوسروں کو گھور کر ڈرا دینا، اَحادیث میں اسے بھی ظُلْم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ پاک ہمیں مسلمانوں کے ساتھ حُسنِ سُلُوک سے پیش آنے اور ان پر کسی بھی طرح سے ظلم وزیادتی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شیطان کی پیروی کرنا یزیدی کردار ہے

اسی طرح امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ نے فرمایا: یزید رحمٰن کی اطاعت چھوڑتا ہے، شیطان کی پیروی کرتا ہے۔ اللہ ! اللہ ! یہ تو بڑا امتحان ہے۔

* نماز پڑھنا رحمٰن کی اطاعت ہے، نہ پڑھنا شیطان کی پیروی ہے، ہم میں سے کتنے لوگ پکّے نمازی ہیں ؟ * ہم میں سے کتنے لوگ گُناہوں سے بچتے ہیں ؟ * کتنے لوگ روزے رکھتے ہیں ؟

* ماں باپ کی اطاعت کرنا * بہن بھائیوں کے حقوق پُورے کرنا * بیوی کے حقوق پُورے کرنا * دوسروں کی عزّت کرنا * پُورا پُورا اسلام میں داخِل ہو جانا، رحمٰن کی اطاعت ہے، اس کا اُلٹ کرنا شیطان کی پیروی ہے * جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، چغلی کھانا، وعدہ خِلافی، گالی گلوچ، یہ سب گُناہ ہیں، شیطان کی پیروی ہے، ہم میں سے کتنے لوگ ان گُناہوں سے بچتے ہیں ؟

یہ یزید کا بُرا کردار ہے، یہ سب وہ باتیں ہیں جن کی بنیاد پر امام حُسَین رَضِیَ اللہ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار فرمایا تھا، میدانِ کربلا میں لازوال قربانی پیش فرمائی تھی۔

یزید اور دُنیا پرستی

اے عاشقانِ رسول ! ایک اَہم بات جو ہمیں کربلا سے سیکھنے کو ملتی ہے، وہ یہ کہ یزید بدبخت نے میدانِ کربلا میں جتنا ظُلم کیا، کروایا یہ سب اَصْل میں دُنیا کی محبّت اور لالچ کا نتیجہ تھا۔ شیخِ طریقت، امیر اہلسنت، حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری

رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: یزید پلید مال و جاہ کی محبت ہی کی وجہ سے سانحۂ کربلا کا باعِث بنا، اس ظالِم بد انجام کو امامِ عالی مقام امام حسین رَضِیَ اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی سے اپنے اِقْتِدار کو خطرہ محسوس ہوتا تھا، حالانکہ امامِ عالی مقام کو دُنیائے ناپائیدار کے حصول کے لیے دُنیوی اِقْتِدار سے کیا سروکار! آپ تو کل بھی اُمّتِ مسلمہ کے دِلوں کے تاجدار تھے، آج بھی ہیں اور رہتی دُنیا تک رہیں گے۔

اے عاشقانِ حسین! آیئے آج ذکرِ حسین کی برکت سے درسِ کربلا حاصل کیجیۓ اور پکے سچے حسینی بننے کی نیت کیجیۓ، یزیدی کردار سے توبہ کیجیۓ، شہادتِ امامِ حسین کی لاج رکھیۓ اور نیک کام کیجیۓ اور برے کاموں سے اپنے آپ کو بچایئے۔ اور عشقِ امامِ حسین کے تقاضوں کو پورا کیجیۓ۔ امامِ حسین نے عشق کا سارا نصاب میدانِ کربلا کے ریت پر اس طرح لکھا جو قیامت تک مٹنے والا نہیں اور وہ نصاب ہر عاشقِ حسین کی تا قیامت رہنمائی کرتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

عشق میں کیا بچایئے عشق میں کیا لٹایئے
آلِ نبی نے لکھ دیا سارا نصاب ریت پر
جتنے سوال عشق نے آلِ رسول سے کیے
ایک کے بعد اک دیے سارے جواب ریت پر

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ　　وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

(3) اعلیٰ حضرت کا عشق رسول

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی فضیلت
☆...اعلیٰ حضرت کی شان
☆...اعلیٰ حضرت کا عشقِ رسول
☆...میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حسن و جمال
☆...اعلیٰ حضرت نے شاعری کہاں سے سیکھی؟
☆... تخیلِ رضا کے انوکھے انداز
☆...جب وقت کے امام کو مدینہ یاد آتا ہے
☆... عشقِ رسول کیسے ملے گا؟
☆...اعلیٰ حضرت کا تعارف

خطیب

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

(3) اعلیٰ حضرت کا عشقِ رسول

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ۠ (۱۵۲) (پ۲، البقرہ ۱۵۲)

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اے عاشقانِ صحابہ! حضراتِ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کی خوش نصیبی کہ وہ کیسے خوش بخت تھے کہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیدار سے مشرّف ہوئے، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے، اور ہر عاشقِ رسول صحابۂ کرام پر رشک کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قرب مل جائے، ان کے ساتھ بیٹھنا نصیب ہو جائے، مگر اب ایسا ہونے سے رہا، کہ ظاہری طور پر وہ رخِ زیبا پردے کے پیچھے چلا گیا، اعلیٰ حضرت معراج کے سماں کو یاد کرکے آرزو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لِپَٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامُرادی کے دن لکھے تھے

اے عاشقانِ رسول! ذرا تصور تو کیجیے نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قرب کیسا لطف بھرا ہوگا، یہاں تو مدینے جانے کے لیے تڑپتے ہیں، عاشقوں کو مدینہ ان کے جان و دل سے بھی پیارا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ وہاں مدینے والے تشریف فرما ہیں۔ امیرِ اہلسنت لکھتے ہیں:

مدینہ اس لیے عطارؔ جان و دل سے ہے پیارا
کہ رہتے ہیں مِرے آقا مرے دلبر مدینے میں

اور عاشقانِ مدینہ جب مدینے جاتے ہیں اور پھر جب ان کی رخصتی کا وقت قریب آتا ہے تو ان سے پوچھو کہ مدینہ چھوڑنا ان کے لیے کیسا درد بھرا معاملہ ہوتا ہے۔ عاشقوں کے امام، امامِ عشق و محبت، اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ رخصتیٔ مدینہ کے متعلق لکھتے ہیں:

خراب حال کیا دِل کو پُر مَلال کیا
تمہارے کُوچہ سے رُخصت کیا نِہال کیا

نہ رُوئے گُل ابھی دیکھا نہ بُوئے گُل سُونگھی
قضا نے لا کے قفس میں شکستہ بال کیا

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
سِتم گر اُلٹی چُھری سے ہمیں حلال کیا

چمن سے پھینک دیا آشیانۂ بلبل
اُجاڑا خانۂ بے کس بڑا کمال کیا

اَبھی اَبھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ
یہ دَرْد کیسا اُٹھا جس نے جی نڈھال کیا
مَدینہ چھوڑ کے وِیرانہ ہند کا چھایا
یہ کیسا ہائے حواسوں نے اِختلال کیا
تُو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب
بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا

جب عشق کو مدینہ چھوڑنا اتنا شاق ہوتا ہے تو پھر مدینے والے کے قرب سے دور ہونا کیسا دشوار گزار معاملہ ہوگا؟ اب کوئی لاکھ چاہے کہ میں اللہ کے آخری نبی ﷺ کے قرب میں رہوں گا، وہاں سے نہیں جاؤں گا، تمام تر کوششوں کے باوجود وہ قربِ مصطفی ﷺ اب حاصل نہیں کر سکتا۔ مگر اے گھبر اؤمت! قربِ مصطفی ﷺ حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے اور وہ طریقہ یہ کہ:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً۔ میرے عاشقو! غمزدہ نہ ہونا، تم میرا قرب پانا چاہتے ہو تو سنو!" اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "قیامَت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا،" اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً" جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا ہوگا۔

(ترمذی، کتاب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ...الخ، ۲/۲۷، حدیث:۴۸۴)

چارۂ بے چارگاں پر ہوں دُرودیں صد ہزار
بے کسوں کے حامی و غمخوار پر لاکھوں سَلام

میں قرباں اِس ادائے دستگیری پر مِرے آقا
مدد کو آگئے جب بھی پکارا یا رسولَ اللہ

اے عاشقانِ رسول! لہٰذا اگر ہم قربِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم چاہتے ہیں تو مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر خوب درودِ پاک پڑھیں ان شاء اللہ درودِ پاک کی برکت سے قیامت میں مصطفی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا قربِ دلنشین حاصل ہو گا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ اعلی حضرت! آج کے بیان میں ہم ان شاء اللہ اعلی حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت کی روشن سیرت کے ان اہم گوشے کے متعلق سننے کی سعادت حاصل کریں گے:

(1)۔۔۔اعلی حضرت کی شان
(2)۔۔۔اعلی حضرت کا عشقِ رسول
(3)۔۔۔میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حسن وجمال
(4)۔۔۔اعلی حضرت نے شاعری کہاں سے سیکھی؟
(5)۔۔۔تخیلِ رضا کے انوکھے انداز
(6)۔۔۔جب وقت کے امام کو مدینہ یاد آتا ہے!
(7)۔۔۔عشقِ رسول کیسے ملے گا؟

(8)۔۔۔اعلیٰ حضرت کا تعارف

(1)۔۔۔اعلیٰ حضرت کی شان

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی بات کی جائے اور عشقِ رسول کی بات نہ کی جائے، تو بات ادھوری رہتی ہے، یقیناً اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی شان یہ ہے:

تُو نے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا
دین کا ڈنکا بجایا اے امام احمد رضا

تُو نے باطل کو مٹا کر دین کو بخشی جِلا
سنّتوں کو پھر جِلایا اے امام احمد رضا

علم کا چشمہ ہوا ہے مَوجزَن تحریر میں
جب قلم تُو نے اٹھایا اے امام احمد رضا

حشر تک جاری رہے گا فیض مرشِد آپ کا
فیض کا دریا بہایا اے امام احمد رضا

ہے بدر گاہِ خدا عطارِؔ عاجِز کی دعا
تجھ پہ ہو رحمت کا سایہ اے امام احمد رضا

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے جو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گلستان لگایا ہے، وہ آج بھی ترو تازہ اور لہلہا رہا ہے، شاعر لکھتا ہے:

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی
راضی رضا سے صاحب قرآں ہے آج بھی

اعلی حضرت اپنی مثال آپ ہیں

اعلی حضرت کی زندگی کے کس کس پہلو پر بات کی جائے؟ جس غوشے کو اٹھایئے، اسی میں آپ یکتۂ روزگار اور اپنی مثال آپ نظر آتے ہیں، علم کے میدان میں آپ سا عالم نہیں، عقل کے میدان میں آپ سا عاقل نہیں، فقاہت کے میدان میں آپ سا فقیہ نہیں، خطابت کے میدان میں آپ سا خطیب نہیں، تصنیف کے میدان میں آپ سا مصنف نہیں، تقریر کے میدان میں آپ سا مقرر نہیں، تبلیغ کے میدان میں آپ سا مبلغ نہیں، تصوف کے میدان میں آپ سا صوفی نہیں، اور شاعری کے میدان میں آپ جیسا کوئی شاعر نہیں، شاعروں کا استاد "داغ دہلوی" نے جب میرے رضا کا کلام دیکھا تو بر ملا بول اٹھا:

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہے

ان تمام کمالات کے ہوتے ہوئے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے میدان میں آپ جیسا عاشق نہیں، آپ خود فرماتے ہیں:

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سِحر بَیاں
نہیں ہِند میں واصفِ شاہِ ہُدیٰ مجھے شوخیِ طبعِ رضاؔ کی قسم
آپ کچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضا
مشتاق طبع لذّتِ سوزِ جگر کی ہے

اللہ اکبر! کیسا عشقِ رسول؟ سنئے:

(2)۔۔۔اعلی حضرت کا عشق رسول

میرے آقا **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ علیہ عشقِ مصطفٰی صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم کے سر تاپا نُمُونہ تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ دیوان **"حدائقِ بخشش شریف"** اِس اَمر کا شاہد ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نَوکِ قلم بلکہ گہرائیِ قَلب سے نِکلا ہوا ہر مِصرَعَہ مصطفٰی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے پایاں عقیدت و محبت کی شہادت دیتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کسی دُنیوی تاجدار کی خوشامد کے لیے قصیدہ نہیں لکھا، اِس لیے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حُضورِ تاجدارِ رِسالت صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم کی اِطاعت و غُلامی کو دل و جان سے قبول کر لیا تھا۔ اور اس میں مرتبۂ کمال کو پہنچے ہوئے تھے، اس کا اظہار آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شِعر میں اِس طرح فرمایا:

اِنہیں جانا اِنہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للّٰہ الحمد میں دُنیا سے مسلمان گیا

عشق کیا ہے؟

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی پسندیدہ چیز کی طرف تَعَلُّق قائم ہو جانا مَحَبَّت کہلاتا ہے اور جب وہی تعلق شدت اختیار کر جائے تو اسے عشق کہتے ہیں۔

اب اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے عشق بھرے انداز ملاحظہ فرمائیں:

حُکّام کی خُوشامد سے اِجتِناب

ایک مرتبہ رِیاست نان پارہ (ضِلع بہرائچ یوپی ہند) کے نواب کی مَدح (یعنی تعریف) میں شُعَرا نے قصائد لکھے۔ کچھ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی گزارِش کی کہ حضرت آپ بھی نواب صاحِب کی مَدح (تعریف) میں کوئی قصیدہ لکھ دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ایک نعت شریف لکھی جس کا مَطلَع یہ ہے:

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گُمانِ نَقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شَمع ہے کہ دُھواں نہیں

(3)۔۔۔میرے آقا ﷺ کا حسن و جمال

یعنی میرے آقا محبوبِ ربِّ ذوالجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حسن و جمال

درجہ ٔ کمال تک پہنچتا ہے یعنی ہر طرح سے کامل و مکمَّل ہے اس میں کوئی خامی ہونا تو دُور کی بات ہے، خامی کا تصوُّر تک نہیں ہو سکتا، ہر پھول کی شاخ میں کانٹے ہوتے ہیں مگر گلشنِ آمِنہ کا ایک یہی مہکتا پھول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایسا ہے جو کانٹوں سے پاک ہے، ہر شَمع میں یہ عیب ہوتا ہے کہ وہ دُھواں چھوڑتی ہے مگر آپ بزمِ رسالت کی ایسی روشن شَمع ہیں کہ دھوئیں یعنی ہر طرح کے عیب سے پاک ہیں اور مَقطَع میں "نان پارہ "کی بندِش کتنے لطیف اشارے میں ادا کرتے ہیں:

کروں مدحِ اہلِ دُوَلْ رضاؔ پڑے اِس بَلا میں مِری بَلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مِرا دِین پارۂ ناں نہیں

میرا دین "پارۂ نان"

یعنی میں اَہلِ دولت و ثَرْوَت کی مَدح سَرائی یعنی تعریف و توصیف کیوں کروں! میں تو اپنے آقائے کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دَر کا فقیر ہوں۔ میرا دین "پارۂ نان "نہیں۔ "نان "کا معنٰی روٹی اور "پارہ "یعنی ٹکڑا۔ مطلب یہ کہ میرا دین "روٹی کا ٹکرا "نہیں ہے کہ جس کے لیے مالداروں کی خوشامدیں کرتا پھروں۔

دل کے دو ٹکڑے

میرے آقا **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی میرے دل کے دو ٹکڑے کردے تو ایک پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ و الہ و سلم لکھا ہوا پائے گا۔ (سوانح امام احمد رضا ص۹۶ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

تاجدارِ اہلسنّت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حُضُور مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الحَنّان ''سامانِ بخشش ''میں فرماتے ہیں:

خدا ایک پر ہو تو اِک پر محمد
اگر قلب اپنا دو پارہ کروں میں

اعلیحضرت اور ککڑی

اعلی حضرت بغیر اطاعت کے عشق کے قائل نہ تھے، بلکہ اطاعت کرکے عشق کے قائل تھے، چنانچہ: میرے آقا اعلیحضرت،اِمامِ اَھلسنّت، ولیٔ نِعمت،عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرْتَبت،پروانۂ شمعِ رِسالت،مُجَدِّدِ دین و مِلَّت،حامیٔ سنّت ، ماحِیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت ، پیرِ طریقت،باعثِ خَیْر وبَرَکت،حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن ایک بار کہیں مدعو تھے ، کھانا لگا دیا گیا،سب کو سرکارِ اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کھانا شروع فرمانے کا انتِظار تھا،اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ککڑیوں کے تھال میں سے ایک قاش اُٹھائی اور تناوُل فرمائی ، پھر دوسری ،پھر تیسری،اب دیکھا دیکھی لوگوں نے بھی ککڑی کے تھال کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب کو روک دیا اور فرمایا،ساری ککڑیاں میں کھاؤں گا۔چُنانچِہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب ختم کر دیں،حاضِرین مُتَعَجِّب تھے کہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو بَہُت قلیل الغذا یعنی کم غِذا استِعمال فرمانے والے ہیں، آج اتنی ساری ککڑیاں کیسے

تناوُل فرما گئے! لوگوں کے اِستفسار پر فرمایا، میں نے جب پہلی قاش کھائی تو وہ کڑوی تھی اس کے بعد دوسری اور تیسری بھی۔ لہٰذا میں نے دوسروں کو روک دیا کہ ہو سکتا ہے کوئی صاحِب ککڑی مُنہ میں ڈال کر کڑوی پا کر تُھو تُھو کرنا شُروع کر دیں چُونکہ ککڑی کھانا میرے میٹھے میٹھے آقا مدینے والے مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام کی سنّتِ مبارَکہ ہے اس لئے مجھے گوارا نہ ہوا کہ اِس کو کھا کر کوئی تُھو تُھو کرے۔ (آدابِ طعام ص۴۵۷)

(4)۔۔۔اعلی حضرت نے شاعری کہاں سے سیکھی؟

اکابر و عمائد علما کی آنکھوں کی ٹھنڈک، زمانے کی برکت، آفتاب معرفت، محبوب سیرت، اسلام کی سعادت، دریائے بلند ہمت، حجۃ اللہ فی الارض، جامع علوم و فنون، عالم جلیل و جمیل، یکتائے روزگار، خلاصہ لیل و نہار، دریائے ذخار، محدث عصر، فقیہ دہر، شیخ الاسلام والمسلمین، شاہ ملک سخن، مجدد اعظم، کے کلام کی کیا شان ہے، اور کیا آپ کو پتہ ہے کہ اعلیحضرت نے شاعری کہاں سے سیکھی ہے؟ آپ خود فرماتے ہیں:

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ بیجا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

وسیع و عریض مضمون کو دو شعروں میں

آپ کے دیوان کا کوئی شعر کسی آیت قرآنی کی تفسیر کر رہا ہوتا ہے، تو کوئی کسی حدیث کی تشریح بیان کر رہا ہوتا ہے، کوئی اسلام کے کسی واقعہ کی طرف اشارہ کر رہا ہوتا

ہے، اور آپ وسیع و عریض مضمون کو دو مصرعوں کے دامن میں بند کر دیتے ہیں، اس کو مثال سے ملاحظہ فرمائیں:

ایک پیالہ دودھ سب کو کافی ہو گیا

کیوں جنابِ بُوہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شِیر
جس سے ستّر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

(۱)۔۔۔ان دو مصرعوں میں بیان کئے جانے والے طوالت کو دیکھئے اور پھر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کمالِ مہارت اختصار کا اندازہ لگایئے، چنانچہ:

حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بھوک کی حالت میں راستے میں موجود تھے کہ اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے اور چہرہ دیکھ کر ان کی حالت سمجھ گئے۔ انہیں ساتھ لے کر اپنے مکانِ عالی شان پر تشریف لائے تو دودھ کا ایک پیالہ موجود تھا جو کسی نے بطورِ تحفہ بھیجا تھا۔ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ جاکر اَصحابِ صُفّہ کو بُلا لائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ ایک پیالہ دودھ سے اَہْلِ صُفّہ کا کیا بنے گا، اگر یہ دودھ مجھے عطا ہو جاتا تو میرا کام بن جاتا۔ بہرحال حکمِ رسالت پر عمل کرتے ہوئے اصحابِ صُفّہ کو بُلا لائے۔ اب اِن ہی کو حکم ہوا کہ پیالہ لے کر سب کو دودھ پلائیں۔ آپ پیالہ لے کر اصحابِ صُفّہ میں سے ایک صاحب کے پاس جاتے، جب وہ سَیر ہو کر پی لیتے تو ان سے پیالہ لے کر دوسرے کے پاس جاتے۔ ایک ایک کر کے جب تمام حاضرین نے سیر ہو کر دودھ پی لیا تو پیالہ لے کر

آقائے مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تک پہنچے۔ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پیالہ لے کر اپنے مبارک ہاتھ پر رکھا، ان کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔

پھر فرمایا: بیٹھو اور پیو۔ حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر دودھ پیا۔ دوبارہ حکم ہوا: پیو، انہوں نے پھر پیا۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بار بار فرماتے رہے: پیو، اور حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پیتے رہے یہاں تک عرض گزار ہوئے: اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میرے پیٹ میں اب مزید گُنجائش نہیں ہے۔ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے پیالہ لے کر اللہ پاک کی حمد کی، بِسْمِ اللہ پڑھی اور باقی دودھ نوش فرما(یعنی پی) لیا۔ (بخاری، ج ٤، ص ٢٣٤، حدیث: ٦٤٥٢ ملخصاً)

دیکھنے والوں نے دیکھا ہے وہ منظر بھی اے عاصی
ستّر پینے والے ہیں اور دودھ کا ایک پیالہ ہے

انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(٢)۔۔۔ ان دو مصرعوں میں بیان کئے جانے والے طوالت کو دیکھئے اور پھر اعلیٰ حضرت کا اندازہ لگایئے، چنانچہ:

ذوالقعدہ ٦ھ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اندیشہ تھا کہ شاید کفار مکہ ہمیں عمرہ ادا کرنے سے روکیں گے اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ بھیج دیا تھا تاکہ وہ کفار مکہ کے ارادوں کی خبر لائے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قافلہ مقام "عسفان" کے قریب پہنچا تو وہ شخص یہ خبر لے کر آیا کہ کفار مکہ نے تمام قبائل عرب کے کافروں کو جمع کرکے یہ کہہ دیا ہے کہ مسلمانوں کو ہرگز ہرگز مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ چنانچہ کفار قریش نے اپنے تمام ہمنوا قبائل کو جمع کرکے ایک فوج تیار کرلی اور مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لئے مکہ سے باہر نکل کر مقامِ "بلدح" میں پڑاؤ ڈال دیا۔ اور خالد بن الولید اور ابو جہل کا بیٹا عکرمہ یہ دونوں دو سو چنے ہوئے سواروں کا دستہ لے کر مقام "غمیم" تک پہنچ گئے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راستہ میں خالد بن الولید کے سواروں کی گرد نظر آئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شاہراہ سے ہٹ کر سفر شروع کردیا اور عام راستہ سے کٹ کر آگے بڑھے اور مقام "حدیبیہ" میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔ یہاں پانی کی بے حد کمی تھی۔ ایک ہی کنواں تھا۔ وہ چند گھنٹوں ہی میں خشک ہوگیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پیاس سے بے تاب ہونے لگے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بڑے پیالہ میں اپنا دست مبارک ڈال دیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خشک کنویں میں اپنے وضو کا غسالہ اور اپنا ایک تیر ڈال دیا تو کنویں

میں اس قدر پانی ابل پڑا کہ پورا لشکر اور تمام جانور اس کنویں سے کئی دنوں تک سیر اب ہوتے رہے۔

(صحیح البخاری،کتاب المغازی،باب غزوۃ الحدیبیۃ،الحدیث:۴۱۵۰،۴۱۵۲،ج۳، ص۶۸،۶۹ملخصاً)

سبحٰن اللہ ! صحابہ کا کیسا عقیدہ تھا جو بھی مانگنا ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے مانگنا ہے، کیونکہ انہیں معلوم تھا:

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

(۳)۔۔۔اس شعر میں بیان کئے جانے والے واقعہ کو ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے، میں اسے اس کے خاوند کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں، میرے پاس کوئی خوشبو نہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کچھ عنایت فرمائیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے پاس موجود نہیں مگر کل صبح ایک چوڑے منہ والی شیشی اور کسی درخت کی لکڑی میرے پاس لے آنا۔ دوسرے روز وہ شخص

شیشی اور لکڑی لیکر حاضر خدمت ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں اپنا پسینہ مبارک ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی پھر فرمایا کہ اسے لے جاکر اپنی بیٹی سے کہہ دینا کہ اس لکڑی کو شیشی میں تر کر کے مل لیا کرے۔ پس جب وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ اس کے گھر کا نام "بیت مطیّبین"(یعنی خوشبو والوں کا گھر) ہو گیا۔

(شواہد النبوۃ، رکن خامس، ص۱۸۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا پیارا واقعہ ہو اور امام اہلسنت خاموش رہیں؟ نہ، نہ، ایسا نہیں ہو سکتا، بلکہ قلمِ رضا چلا اور ایسے کمال انداز سے چلا، کہ حق ادا کر دیا:

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول
سر تا بقدم ہے تن سُلطانِ زَمن پھول
لب پھول دَہن پھول ذَقن پھول بدن پھول

ایسا لگتا ہے، کہ جب آپ حدائق بخشش کا کوئی کلام لکھتے ہوں گے، تو تصور جاناں میں گم ہو جاتے ہوں گے۔

طیبہ کی بہار

یوں ہی کبھی اعلی حضرت نے پھولوں کو دیکھا ہو گا، اور لوگوں کا پھولوں کی طرف مائل ہونا ملاحظہ فرمایا ہو گا، تو فرمایا:

جب سے آنکھوں میں سمائی ہے طیبہ کی بہار
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو

اے چرخ کہن پھول

یوں ہی آسمان پر نظر پڑی ہوگی، تو فرمایا، اے آسمان بڑا پھول رہا ہے، یقینا پھولنے کی بات بھی ہے کہ تیرے پاس بڑا پیارا چاند ہے لوگ حسن میں جس کی مثال دیتے ہیں، مگر سن! میرے چاند جیسا تیرے پاس چاند نہ ہوگا، اللہ اکبر! فرمایا:

دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا
اتنا بھی مہ نو پے نہ اے چرخ کہن پھول

کائنات کا منظر اعلیٰ حضرت کی نگاہ میں

اگر ہم غور کریں تو سمجھ آئے گا کہ یہ کائنات حسین مناظر سے بھری ہوئی ہے، ان مناظر اور نظاروں کو ہر کوئی اپنے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے، سائنسدان (Scientist) انہیں اپنی سائنس کی روشنی میں دیکھتا ہے، جغرافیہ دان (Geographer) انہیں اپنے علم کی روشنی میں دیکھتا ہے، کیمسٹری والا انہیں علمِ کیمسٹری کی نگاہ سے دیکھتا ہے جبکہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ پکے عاشقِ رسول تھے، اس لیے آپ ان تمام مناظر کو عشقِ رسول کی نگاہ سے دیکھتے اور ذہن میں آنے والے خیالات کو نعتیہ شاعری کی صورت میں بیان بھی فرماتے۔ آپ کے نعتیہ کلام حدائقِ بخشش میں کئی مناظرِ قدرت کو عشقِ رسول میں ڈوب کر اسی عشقی رنگ میں سمجھایا گیا ہے۔ ان مناظر میں سے ایک سورج بھی

ہے۔یہی سورج ہے جو تمام جہاں کو اپنے نور سے روشن کر رہا ہے،یہی سورج ہے جو ہزاروں سال سے دنیا کو جگمگا رہا ہے مگر اس کا نور کم نہیں ہو رہا۔یہی سورج ہے جو ہر روز آکر نور کی خیرات بانٹتا ہے۔یہی سورج ہے کہ جس کے طلوع و غروب ہونے سے دنیا کا نظام چل رہا ہے،اس سورج کو کائنات کے مناظر میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

عشق کی کتاب میں سورج کی حقیقت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی عشق کی کتاب میں اس سورج کی حقیقت کیا ہے،جب سرکارِ دو عالم،نورِ مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جُود و سخاوت کی بات چل رہی تھی تو فرماتے ہیں:

جس کو قُرصِ مہر سمجھا ہے جہاں اے مُنْعِمُو!
اُن کے خوانِ جُود سے ہے ایک نانِ سوختہ

جسے سورج کی ٹکیا کہتے ہو

یعنی اے تاجدارو! اے بادشاہو! سارا جہاں جسے سورج کی ٹکیا کہتا ہے،لوگ جسے آفتاب کہہ کر پکارتے ہیں، جسے سورج کا نام دیا جاتا ہے۔یہی سورج اور یہی آفتاب، جانِ عالم،نورِ مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دستر خوان کی جلی ہوئی روٹی ہے،ذرا سوچو کہ جس کریم آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دستر خوان کی جلی ہوئی روٹی سے کائنات کا گزارہ ہو رہا ہے تو ان کے دستر خوان کی وہ روٹیاں جو جلن سے محفوظ ہیں، ان کا کیا

حال ہوگا اور جس محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کی جلی ہوئی روٹی کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چُندِھیا جاتی ہیں، اس کے اپنے چہرۂ مبارک کے انوار کا عالم کیا ہوگا؟

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

قدموں میں جبیں کو رہنے دو چہرے کا تصوّر مشکل ہے
جب چاند سے بڑھ کر ایڑی ہے تو رُخسار کا عالَم کیا ہوگا

چاند اور اعلی حضرت کا تخیل

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ہم اعلیٰ حضرت کی شاعری اور عشقِ رسول سے مُتَعَلّق سُن رہے تھے۔ چاند کا ذکر شعر و شاعری میں جگہ جگہ ملتا ہے۔ محبوب کے حُسن کو، محبوب کی خوبصورتی کو، محبوب کی دلکشی کو اور محبوب کی رنگت کو چاند سے تشبیہ دینا اردو شاعری میں بہت عام ہے۔ مگر جس طرح سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے چاند کو نعتِ محبوب کے لیے استعمال کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آیئے! اس کی چند مثالیں سنتے ہیں:

(۱)۔۔۔عموماً شاعر حضرات چاند کے حُسن کی تو بات کرتے ہیں مگر اس کے دَھبوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں، سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے عشق کے رنگ میں بتایا کہ چاند پر دَھبے کیوں ہیں؟ چنانچہ فرماتے ہیں:

برقِ اَنگُشتِ نبی چمکی تھی اُس پر ایک بار
آج تک ہے سِینۂ مہ میں نشانِ سوختہ

یعنی سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک ہاتھ کی نورانی انگلی ایک مرتبہ چمک کر چاند پر پڑی مگر آج تک چاند کے سینے میں جلن کا نشان موجود ہے۔

چاند کے داغ کو مٹانے کا طریقہ

(۲)۔۔۔پھر ایک اور شعر میں چاند کو یہ داغ مٹانے کا طریقہ بھی بتاتے نظر آتے ہیں، چنانچہ قصیدۂ معراجیہ میں فرماتے ہیں:

سِتَم کِیا کیسی مَت کٹی تھی قمر! وہ خاک اُن کے رہ گُزر کی
اُٹھا نہ لایا کہ مَلتے مَلتے یہ داغ سب دیکھتا مٹے تھے

یعنی اے چاند تمہاری عقل کو کیا ہوا کہ اتنا بڑا ستم کر بیٹھے، جب معراج کی رات آقائے کریم، رسولِ عظیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم آسمانوں کی سیر کے لیے تشریف لائے تھے تو ان کے رہ گزر کی خاک لے جاتے اور اپنے داغوں پر ملتے رہتے۔ تمہارا اس خاک کو ملنا تھا کہ تمہارے سارے داغ ختم ہو جاتے۔

چاند بچپن کا کھلونا ہے

(۳)۔۔۔ایک اور جگہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس چاند کو رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بچپنے کا کھلونا قرار دیتے ہیں۔ جس میں اس حدیثِ پاک کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ! صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی علاماتِ نُبُوَّت نے

دِینِ اِسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم گہوارے (پنگھوڑے) میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی اُنگلی سے جس طرف اشارہ فرماتے، چاند اُسی طرف جُھک جاتا۔(جمع الجوامع، ۳/۲۱۲، حدیث:۸۳۶۱)

اسی لیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

چاند جھک جاتا جِدھر اُنگلی اٹھاتے مَہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

مدینے کا چاند بھی خیرات بانٹتا ہے

(۴)۔۔۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ماہِ مَدینہ اپنی تَجَلّیِ عطا کرے!
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

یعنی ایک آسمانوں کا چاند ہے اور ایک مدینے کا چاند ہے۔ آسمانوں کا چاند بھی روشنی بکھیرتا ہے، مدینے کا چاند بھی نور کی خیرات بانٹتا ہے، آسمانوں کا چاند جو روشنی دیتا ہے وہ ایک دو پہر تک کے لیے ہوتی ہے جبکہ مدینے کا چاند اگر نور کی جھلک بھی عطا فرمادے تو دنیا و آخرت دونوں روشن ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے ایک اور مقام پر نور کی خیرات لینے کے لیے عرض کرتے ہیں:

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مِرا دِل بھی چمکا دے چمکانے والے

(5)۔۔۔تخیلِ رضا کے انوکھے انداز

تخیل رضا پر قربان، کیا کیا لکھتے اور کس کس انداز سے لکھتے، کہ عقلیں حیران ہیں ۔رنگ رضا نرالا ہے، اس فنا فی الرسول کو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوتے ہوئے مختلف رنگوں میں دیکھا جا سکتا ہے، کبھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں پر قربان ہوتے دکھائی دیتے ہیں، تو کبھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر، کبھی قدموں پر، اور کبھی سر اقدس پر فدا ہوتے دکھائی دیتے ہیں، اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کی شاعری اور تحریروں کو پڑھیں، تو پتہ چلتا ہے کہ کبھی بارگاہ رسالت کی حاضری کے لیے جانے والے قافلے پر واری واری ہوتے نظر آتے ہیں، کبھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نچھاور کرنے کی تمنا کرتے نظر آتے ہیں، تو کبھی سگ طیبہ کے پاؤں چومنے کی تمنا، تو کبھی سگان کوچۂ جاناں میں داخل ہونے کی آرزو ہے، تو کبھی طیبہ میں مرنے کا اشتیاق رنگ دکھاتا ہے، تو کبھی چمک والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے دل چمکانے کی التجا ہے، کہیں باب شفاعت سے دامن تر کی آبرو کی امید ہے، کہیں میدان محشر میں شفیع محشر جیسے حامی کی آمد کی امید ہے، تو کہیں دربار نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مجرم کی طرح حاضری کا انداز ہے، کہیں رحمت پر لاڈلے کی طرح رحمت پانے کی امید ہے، تو کہیں اپنے اطوار پر شرمندگی کا اظہار ہے۔

کس کس انداز پر گفتگو کی جائے

کس کس انداز پر گفتگو کی جائے، وقت کا امام، کہیں مجرموں کو، غم زدوں کو مژدہ سناتے نظر آتے ہیں، اور کبھی شافع امم سے خبر آوری کی التجا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں،

اور کہیں فاضل بریلوی اپنے آپ کو ناخن پا کا شیدائی بتاتے ہیں، کہیں اپنے رب عزوجل سے محبوب کے عشق کی ولا میں گم ہو جانے کی دعا کرتے ہیں، کہیں سید زادوں کے لئے عاجزی اور تعظیم کی انتہا کرتے نظر آتے ہیں، تو کہیں آل رسول کو بچہ بچہ نور کا کہتے نظر آتے ہیں۔

کوئی ایک رنگ ہو تو بیان کیا جائے

کوئی ایک رنگ ہو تو بیان کیا جائے، کبھی نعت لکھنے کو روح القدس سے طوبی کی سب سے اونچی سیدھی شاخ مانگتے نظر آتے ہیں، تو کبھی صاحب قرآں کو مداح رسول بیان کرتے نظر آتے ہیں، تو کہیں پل صراط سے وجد کر کے گزرنے کی بات ہے، تو کہیں محشر کی وحشت سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی دہائی ہے، کہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مہکتے دل کے غنچے کی بات ہے، تو کہیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے غم بے شمار ہونے کی التجا ہے، تو کہیں غنی کے در پر بستر جمانے کی آرزو ہے، تو کہیں رخصت قافلہ پر آہ وفغاں ہے، کہیں کمال حسن حضور کی باتیں ہیں، تو کہیں مدح اہل دول رضا کہہ کر اہل ثروت سے بیزاری کا اعلان ہے، تو کہیں زمین وزماں کیوں بنے؟ یہ بتاتے ہوئے نظر آتے ہیں، تو کہیں سورج کے پلٹنے کی بات کرتے ہیں، کبھی اولی و اعلی نبی کی شان بیان کرتے ہیں، تو کبھی کون دیتا ہے؟ اس کی وضاحت فرماتے ہیں۔

فاضل بریلوی کا انداز

فاضل بریلوی کبھی ہماری توجہ سچی بات کرنے والے کی طرف مبذول کراتے ہیں، اور کبھی ماں جب اکلوتے کو چھوڑے تو اس وقت بلانے والے آقا کی یاد دلاتے ہیں،

کبھی مسندِ رفعت رسالت کا تذکرہ ہے، تو کہیں قدرت رسول اللہ کی بات ہے، کہیں یاد گل باغ خلیل ہے، کہیں حیرانگی ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا کیا کہا جائے؟ کہیں بتاتے ہیں کہ محشر میں کس کی رسائی ہے، اور کہیں زاہدوں سے کہا جارہا ہے کہ ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے۔

(6)۔۔۔جب وقت کے امام کو مدینہ یاد آتا ہے

اور جب وقت کے امام کو یاد مدینہ تڑپاتی ہے، تو مدینے کی یادوں میں گم ہو کر، آ کچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضا کہتا نظر آتا ہے، کہیں ماہ مدینہ سے تجلی مانگتے نظر آتے ہیں، تو کہیں بھینی سہانی صبح کی ٹھنڈک جگر کی ہے کا تذکرہ ہے، کہیں راہ مدینہ پر چشم و سر رکھنے کی تمنا ہے، کہیں ستر ہزار فرشتوں کی حاضری کا تذکرہ ہے، کہیں عاصی کو عمر بھر پڑے رہنے کی نوید سناتے ہیں، تو کہیں طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جانے کی بات کرتے ہیں، کبھی شہر شفاعت نگر کی بات کرتے ہیں۔

رضا کے کس کس کلام کی بات کی جائے

رضا کے کس کس کلام اور کلام کے کس کس شعر کی بات کی جائے، امام عشق و محبت عاشقوں کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہ گزر کی شناخت بتاتے ہوئے نظر آتے ہیں، تو کہیں بھیک مانگنے کی تمیز کا انداز بتاتے ہیں، کہیں بے حیائیوں پر منہ چھپانے کا تذکرہ ہے، تو کہیں مزے کی بھیک کی گفتگو ہے، تو کہیں سفر معراج کے تصور میں گم ہیں، تو کہیں نوری آقا کے دربار سے پیالۂ نور بھرنے کی التجا ہے، اور جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام

بھیجنے کا موقع آتا ہے، تو عاشقوں کا امام غریبوں کے آقا، فقیروں کے داتا پر، درود و سلام کروڑوں بار بھیجتے ہیں، تو کبھی شکم کی قناعت، مانگ کی استقامت، کانِ لعل کرامت، بھوؤں کی لطافت، میٹھی میٹھی نیچی نیچی نظروں کی شرم و حیا، اونچی بینی کی رفعت، چمک والی رنگت، لبوں کی نزاکت، زباں کی نافذ حکومت، بازوں کی قوت، اور دل افروز ساعت، اور مصطفی جان رحمت پر لاکھوں سلام پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

یہ امام اہلسنت کا انداز ہے، اور کیسا پیارا انداز ہے؟ کہ عقلیں حیران ہو جاتی ہیں، کہ اعلی حضرت کو رب عزوجل نے کس کس کمال سے نوازا، اللہ اللہ!

(7)۔۔۔عشق رسول کیسے ملے گا؟

اسی لئے امیر اہلسنت فرماتے ہیں جو یہ چاہے کہ اس کے دل میں عشق رسول موجے مارنے لگے تو وہ حدائق بخشش پڑھے، ان شاء اللہ عزوجل ایسا عشق رسول نصیب ہو گا جو بندے کو کمال تک پہنچادے گا۔

(8)۔۔۔اعلی حضرت کا تعارف

آیئے! اب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی سیرت کی کچھ مختصر جھلکیاں سنتے ہیں، چنانچہ:

☆۔۔۔اعلیٰ حضرت رَحمَۃُ اللہ عَلَیْہ کی ولادتِ باسعادت ۱۰ شوَّالُ الْمُکَرَّم ہفتے کے دن ہوئی۔

(ماخوذ از حیاتِ اعلیٰ حضرت، جہانِ رضا، سوانحِ امام احمد رضا، تجلیاتِ امام احمد رضا، تذکرہ امام احمد رضا)

☆۔۔۔اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ نے تقریباً ۴ سال کی عمر میں ناظرہ قرآنِ پاک ختم کرلیا اور اسی عمر میں فصیح (یعنی خالص) عربی زبان میں گفتگو فرمائی۔

(ماخوذ از حیاتِ اعلیٰ حضرت، جہانِ رضا، سوانحِ امام احمد رضا، تجلیاتِ امام احمد رضا، تذکرہ امام احمد رضا)

☆۔۔۔اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ نے تقریباً ٦ سال کی عمر میں پہلا بیان فرمایا۔

(ماخوذ از حیاتِ اعلیٰ حضرت، جہانِ رضا، سوانحِ امام احمد رضا، تجلیاتِ امام احمد رضا، تذکرہ امام احمد رضا)

☆۔۔۔اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ نے ۱۳ سال ۱۰ ماہ اور ۴ دن کی عمر میں علومِ درسیہ سے فراغت پائی، دستارِ فضیلت ہوئی، اسی دن فتویٰ لکھنے کا باقاعدہ آغاز فرمایا اور درس و تدریس کا بھی آغاز فرمایا۔

(ماخوذ از حیاتِ اعلیٰ حضرت، جہانِ رضا، سوانحِ امام احمد رضا، تجلیاتِ امام احمد رضا، تذکرہ امام احمد رضا)

☆۔۔۔اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ کی تقریباً ۱۹ سال کی عمر میں سنّتِ نکاح ادا ہوئی اور ازدواجی زندگی کی ابتدا ہوئی۔

(ماخوذ از حیاتِ اعلیٰ حضرت، جہانِ رضا، سوانحِ امام احمد رضا، تجلیاتِ امام احمد رضا، تذکرہ امام احمد رضا)

☆۔۔۔اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ کو تقریباً ۲۳ سال کی عمر میں پہلی بار اور تقریباً ۵۱ سال کی عمر میں دُوسری بار زیارتِ حرمین شریفین کا شرف حاصل ہوا۔

(ماخوذ از حیاتِ اعلیٰ حضرت، جہانِ رضا، سوانحِ امام احمد رضا، تجلیاتِ امام احمد رضا، تذکرہ امام احمد رضا)

☆۔۔۔اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ نے تقریباً ٦٨ سال کی عمر میں آخری وصیتیں لکھوائیں اور بالآخر علم و فن کا یہ عظیم آفتاب ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ، ۲۸،

اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعۃ المبارک کے دن ٹھیک اذانِ جمعہ کے وَقْت تقریباً ۶۸ سال کی عمر میں غروب ہو گیا۔

(ماخوذ از حیاتِ اعلیٰ حضرت، جہانِ رضا، سوانحِ امام احمد رضا، تجلیاتِ امام احمد رضا، تذکرہ امام احمد رضا)

اللہ تبارک و تعالی کی بار گاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں برکات رضا سے مالا مال فرمائے

، آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خطیب

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

تاریخ اجراء

22october2021

بروز جمعة المبارک

استاد جامعة المدینه فیضان صدیق اکبر آگره الہند

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ   وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

(4) محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے مظہر ہیں

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... درود شریف کی فضیلت
☆... محمد اللہ پاک کے مظہرِ کامل ہیں
☆... حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چودہ سو نام
☆... اسمِ محمد اسمِ اللہ کا مظہر ہے
☆... صفاتِ محمد صفاتِ خدا کا مظہر
☆... افعالِ محمد افعالِ خدا کا مظہر
☆... ہر چیز میں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نور ہے
☆... خصائصِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
☆... حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چار نام حمد سے مشتق ہیں ☆... احمد نام رکھنے کی وجہ

خطیب

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دھلی

(4) محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيفِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (پ۲۶ الفتح ۲۹)

صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه ﷺ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه ﷺ

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کی رحمتوں ،برکتوں سعادتوں اور مغفرتوں سے حصہ پانے کا ایک آسان طریقہ نیکی کرنا ہے کہ جو بندہ نیکوکار ہوتا ہے اللہ پاک کی رحمت اس پر چھما چھم برس رہی ہوتی ہیں ،اور ہر مسلمان نیکی کرتا بھی ہے ،نماز پڑھ کر ،روزے رکھ کر، صدقہ و خیرات کرکے ،حج کرکے ،تلاوتِ قرآن کرکے ،ذکرو اذکار کرکے ،اوراد و وظائف پڑھ کر، بھلائی والے کام کرکے مگر ہر ایک اپنی طاقت و قوت اور حیثیت کے مطابق ہی نیک عمل کرسکتا ہے ،اس سے زیادہ نہیں کرسکتا مثلاً کوئی غریب ہے وہ حج کی نیکی نہیں کرسکتا، کیوں؟ کیونکہ اس کے پاس مکہ شریف جانے کے اخراجات نہیں، کنگال و نادار

شخص صدقہ وزکاۃ کی نیکی نہیں کر سکتا، کیوں؟ کیونکہ اس کے پاس مال نہیں۔ لاکھ کوشش کرے، تمنا کرے آرزو کرے، لاکھ جتن کرنے کے باوجود ان نیکیوں سے حصہ نہیں پا سکتا جو اس کے بس میں نہیں۔

ان وجوہات کے باوجود اگر کوئی چاہے کہ میں سب لوگوں سے زیادہ نیکی کر لوں، تو کیا وہ کر سکتا ہے؟ نہیں نا۔ مگر آیئے آج میں آپ کو ایک ایسا عمل بتاتا ہوں اگر آپ نے اس کو کر لیا تو سب سے زیادہ ہی نہیں بلکہ آپ کی وہ نیکی تمام زمین والوں کی نیکی کے برابر ہو گی۔ چنانچہ:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں موجود تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے سلام کا جواب ارشاد فرمایا۔ اسے دیکھ کر آپ کا رخ انور نکھر گیا، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ جب اس شخص کی حاجت پوری ہو گئی تو وہ اٹھ کر چلا گیا۔ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے ابو بکر! یہ وہ شخص ہے جس کی ایک نیکی روزانہ آسمان کی طرف بلند کی جاتی ہے جو تمام زمین والوں کی نیکی کی مثل ہے۔“ میں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کی کیا وجہ ہے؟“ فرمایا: ”یہ شخص روزانہ مجھ پر ایک ایسا درود پڑھتا ہے جو تمام مخلوق کے برابر ہو جاتا ہے۔“ میں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سا درود ہے؟“ فرمایا: وہ یہ

کہتا ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ مِنْ خَلْقِكَ

وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ کَمَا یَنْبَغِیْ لَنَا أَن نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ

وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ کَمَا أَمَرْتَنَا اَن نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ

ترجمہ: اے اللہ! محمد (صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر اس مخلوق کی تعداد کے برابر درود بھیج جو ان پر درود بھیجتی ہے۔ ان پر ایسا درود بھیج جیسا ہمیں بھیجنا چاہیے۔ محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایسا درود بھیج جیسا تو نے ہمیں درود بھیجنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(الدر المنثور، پ۲۱، الاحزاب:۵۶، ج۶، ص۶۴۸)

مزید درودِ پاک کی فضیلت کے متعلق امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: "نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درودِ پاک پڑھنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دیتا ہے جتنا پانی آگ کو مٹاتا ہے اور دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے اور حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرنا غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔" یا یہ فرمایا کہ "راہ خدا میں جہاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔"

(کنز العمال، کتاب الاذکار، باب فی الصلوۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۳۹۷۹، ج۱، الجزء:۲، ص۱۱۷)

دکھوں نے جو تم کو گھیرا ہے تو درود پڑھو

جو حاضری کی تمنا ہے تو درود پڑھو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ رسول! آج کے بیان میں ہم ان شاء اللہ اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اسماء یعنی ناموں، افعال یعنی کاموں، صفات یعنی خوبیوں اور نامِ محمد و احمد کے اسرار و رموز کے متعلق سننے کی سعادت حاصل کریں گے جو کہ یہ ہیں:

(1)۔۔۔محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ پاک کے مظہرِ کامل ہیں

(2)۔۔۔حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چودہ سو نام

(3)۔۔۔اسمِ محمد اسمِ اللہ کا مظہر ہے

(4)۔۔۔صفاتِ محمد صفاتِ خدا کا مظہر

(5)۔۔۔افعالِ محمد افعالِ خدا کا مظہر

(6)۔۔۔ہر چیز میں محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نور

(7)۔۔۔خصائصِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

(8)۔۔۔حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چار نام حمد سے مشتق ہیں

(9)۔۔۔احمد نام رکھنے کی وجہ

(1)۔۔۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزّت کا

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نِعمت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلَّت، حامیِ سنّت، ماحِیِ بدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ

طریقت، باعثِ خَیرُ وبرَکت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری الشاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرحمٰن اپنے نعتیہ دیوان بنام "حدائقِ بخشش" میں لکھتے ہیں:

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزّت کا
نظر آتا ہے اِس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

مَظْہَرِ حق ہو تمہیں مُظْہِرِ حق ہو تمہیں
تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروروں درود

آج کی نشست میں ان شاء اللہ عزوجل اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کے اس شعر کے ضمن و ذیل میں کچھ باتیں بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں، اللہ تبارک و تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی حقیقی محبت میں جینا مرنا نصیب فرمائے، اور ان کی برکتوں، رحمتوں سے ہم کنار فرمائے۔ آمین

اللہ تعالی کے تین ہزار نام

یوں تو اللہ تعالی کے تین ہزار نام ہیں، ایک ہزار نام فرشتوں کو بتائے گئے، ایک ہزار نام انبیائے کرام علیہم السلام کو بتائے گئے، اور تین سو نام تورات میں ہیں، تین سو نام زبور میں ہیں، اور تین سو نام انجیل میں، یہ کل دو ہزار نو سو ہوئے، اور ۹۹ نام قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں مذکور ہیں، اب کل نام ۲۹۹۹ ہوئے، اور ایک نام وہ ہے جس کو صرف اللہ پاک ہی جانتا ہے۔ (تفسیر نعیمی جلد اول ص ۴۱)

اللہ تعالی کے تین ناموں میں تین ہزار نام

لیکن " بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم " میں حق تعالی کے جو تین نام آئے(۱)۔اللہ (۲)۔الرحمن (۳)۔الرحیم۔ان تین میں ان تین ہزار کے معنی پائے جاتے ہیں،لہذا جس نے ان تین ناموں سے حق تعالی کو یاد کیا گویا اس نے تمام ناموں سے اس کو یاد کیا۔

(تفسیر نعیمی جلد اول ص ۴۱)

اللہ تعالی کے مشہور و معروف نام

لیکن تین ہزار ناموں میں سے مشہور و معروف نام ۹۹ ہیں،جو کہ قرآن عظیم کے دامن میں موجود ہیں،اور ان تمام ناموں میں لفظِ "اللہ "حق تعالی کا ذاتی نام ہے،اور باقی نام صفاتی ہیں۔

ذاتی نام اسے کہتے ہیں جو کہ صرف ذات کو بتائے،اور صفاتی نام وہ کہلاتے ہیں جو کہ ذات کے ساتھ صفت کی طرف بھی اشارہ کریں۔

(2)۔۔۔حضور ﷺ کے چودہ سو نام

اسی طرح حضور ﷺ کے اسمائے صفات (یعنی صفاتی نام) بے گنتی ہیں۔ علامہ احمد خطیب قسطلانی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الغَنِی نے **پانچ سو** جمع فرمائے۔

(المواہب اللدنیہ، الفصل الاول فی ذکر اسمائہ الشریفۃ ...الخ، ۱/ ۳۶۶ملخصًا)

سیرتِ شامی میں **تین سو** اور اضافہ کئے اور اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کا قول ملفوظاتِ اعلی حضرت میں لکھا ہے، اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:" میں نے چھ

سو اور ملائے، کل چودہ سو ہوئے اور حضور کے اسماہر طبقے میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جدا گانہ ہیں، دریامیں اور نام ہیں، پہاڑوں میں اور"۔(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ، ص ۹۲)

لیکن مشہور و معروف نام ۹۹ ہیں، اور ان میں سے ذاتی نام صرف دو ہیں، آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد ﷺ۔

محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں

اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنی ذات وصفات کا مظہرِ اتم بنا کر انسان پر اپنی معرفت کی راہیں کھول دیں کہ جس نے رب عزوجل کے حسن وجمال اور قدرت کو دیکھنا ہو وہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھ لے۔

بے مثل خدا کا تو بے مثل پیمبر ہے
ظاہر تری ہستی سے اللہ کی یکتائی

لاشریک لہ کا مظہر بھی لاشریک لہ

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صفات الٰہی کے مَظْھَرہیں اور خدا کی صفت بے مثلیت ہے جیسے کہ اللہ تعالی نے خود قرآنِ پاک میں فرمایا:"لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ"لہٰذا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بے مثل ہیں۔ جیسے کہ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں مجھ سا کون ہے؟

("صحیح البخاری"، کتاب الصوم، الحدیث:۱۹۶۵،ج۱،ص۶۴۶)

("صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب النھی عن الوصال فی الصوم، الحدیث:۵۷۔(۱۱۰۳)ص۵۵۵)

خدا اپنی خالقیت میں ''لَاشَرِیْكَ لَهٗ'' ہے اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی عبدیت میں ''لَاشَرِیْكَ لَهٗ'' ہیں۔

امام بوصیری رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: ''مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ'' حضور ﷺ اپنے محاسن میں شریک سے منزہ ہیں۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

مَظْہَرِ حق ہو تمہیں مُظْہِرِ حق ہو تمہیں

تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروروں درود

حق یہ ہے کہ رخسارِ محمدی ﷺ آئینۂ جمالِ حق ہے اور خدوخالِ مصطفی ﷺ مظہرِ حسنِ کبریا۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ ایک کا انکار دوسرے کے اقرار کے ساتھ جمع ہو جائے۔ اگر حق کے ساتھ باطل، نور کے ساتھ ظلمت، کفر کے ساتھ اسلام کا اجتماع متصور ہو تو یہ بھی ممکن ہو گا۔ جب وہ محال ہے تو یہ بھی محال ہے۔

محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں، ذات میں، صفات میں، اسماء میں، افعال میں۔ لیکن آج کے بیان میں ان شاء اللہ عزوجل میں آپ کے سامنے یہ بیان کروں گا کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے اسماء، اللہ کی صفات اور اللہ کے افعال کے مظہر کیسے ہیں؟

(3)۔۔۔اسم محمد اسم اللہ کا مظہر ہے

حضور ﷺ کا ذاتی نام اسمِ محمد، اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام اسمِ اللہ کا مظہر ہے، اور یہ مظہر ہونا کئی طریقے سے ہے چنانچہ پہلا طریقہ ملاحظہ ہو:

مظہریت کا پہلا طریقہ

(ا)۔۔۔اسمِ اللہ میں چار حروف ہیں۔ا۔ل۔ل۔ہ۔

(ا)۔۔۔اسی طرح اسمِ محمد میں چار حروف ہیں۔م۔ح۔م۔د۔

چار میں عجب لطف ہے

اور اس چار میں عجب لطف اور رموز ہیں، چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی دیوانِ سالک میں لکھتے ہیں:

رُسل فرشتے چار چار کتب ہیں دین چار
سلسلے دونوں چار چار لطف عجب ہے چار میں
آتش و آب و خاک باد اِن ہی سے سب کا ہے ثبات
چار کا سارا ماجرا ختم ہے چار یار میں

بڑے فرشتے چار ہیں: جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل عَلَيْهِمُ السَّلَام۔ آسمانی کتابیں چار: تورات، زبور، انجیل، قرآن۔ طریقت اور شریعت دونوں کے چار سلسلہ: حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی۔

پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام ہیں جن کی ترکیب آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے ہوئی، حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم پر دورِ نبوت ختم ہو کر سلسلہ ولایت باقی رہا اس مناسبت سے چار یار ہونے چاہیے تھے۔

مظہریت کا دوسرا طریقہ

دوسرا طریقہ ملاحظہ ہو:

(۲)۔۔۔اسمِ اللہ میں کوئی نقطہ والا حرف نہیں ہے۔

(۲)۔۔۔اسمِ محمد میں بھی کوئی نقطہ والا حرف نہیں ہے۔

نقطہ عیب ہے

نقطہ عیب ہے، اور اللہ تعالی نے جس طرح اپنے نام کو عیب سے دور رکھا، اسی طرح اپنے محبوب ﷺ کے نام کو بھی عیب سے دور رکھا۔

خوب نام محمد ہے اے مؤمنو!
جس میں نقطہ بھی رب کو گوارا نہیں
نسبت مصطفی بھی بڑی چیز ہے
جس کی نسبت نہیں اس کی بخشش نہیں
خود خدا نے نبی سے فرما دیا
جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں

مظہریت کا تیسرا طریقہ

اسمِ جلالت ''اَللّٰہ''میں ایک ''شد، دو حرکتیں اور ایک سکون ہے۔

اسی طرح لفظ'' مُحَمَّدْ ''میں ایک شد، دو حرکتیں اور ایک سکون ہے۔

مظہریت کا چوتھا طریقہ

تیسرا طریقہ ملاحظہ ہو:

(۳)۔۔۔اسمِ اللہ میں ایک حرف مشدد ہے۔

(۳)۔۔۔اسمِ محمد میں ایک حرف مشدد ہے۔

مشدد حرف لانے کی حکمت

اور اسمِ محمد میں مشدد حرف کے لانے میں بھی بڑی حکمتیں ہیں، مشدد حرف ما بعد کو ما قبل سے ملاتا ہے۔ اپنے سے ما قبل اور اپنے سے مابعد کے درمیان ربط پیدا کرنے کے لئے ہوتا۔

پس ایک طرف اللہ کی ذات، جس کا ادراک کرنا ممکن نہیں، جس کی بلندی کی حد نہیں۔ اور دوسری طرف مخلوق جس کی پستی کی حد نہیں۔ پس "مُحَمَّد" کی حاء سے مراد حلیمِ حقیقی ہے، اور دال سے مراد عباد یعنی بندے ہیں۔ اور میم سے مراد محمد ﷺ کی ذات ہے۔

ایک طرف بلندی دوسری طرف پستی

اللہ کو بندہ دیکھ نہیں سکتا، اللہ کو بندہ چھو نہیں سکتا، اس کا ادراک نہیں کر سکتا، اس کی معرفت مشکل ہے، ایک طرف بلندیوں میں سب سے بلند تر ذات، دوسری

طرف پستیوں میں سب سے پست تر ذات، دونوں کا ملاپ ہو تو کیسے؟ دونوں کے درمیان رابطہ ہو تو کیسے؟

انسان عالمِ حیرت میں زبانِ حال سے کہہ رہا تھا: الٰہی! تیری معرفت کی منزل تک کیسے پہنچوں؟ میں کمزور ضعیف البنیان اور پھر مجھے بہکانے کے لئے قدم قدم پر شیطان۔ وہ پریشان ہو کر سوچتا تھا کہ ضعف کو قوت سے کیا نسبت، امکان کو وجوب سے کیا واسطہ، محدود کو غیر محدود سے کیا علاقہ، کہاں حادث، کہاں قدیم، کہاں انسان کہاں رحمن، نہ اس کے حسن وجمال کی تجلیوں تک میری نگاہیں پہنچ سکتی ہیں، نہ میں اس کے دیدارِ جمال کی تاب لا سکتا ہوں۔

انسان اسی کش مکش میں تھا کہ

انسان اسی کش مکش میں مبتلا تھا کہ قدرت نے بروقت اس کی دستگیری فرمائی اور روحِ دو عالم حضرت محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آئینۂ وجود سے اپنے حسنِ لامحدود کی تجلیاں ظاہر فرما کر اپنی معرفت کی راہیں اس پر روشن کر دیں۔ پس رب نے درمیان میں محمد کو بھیج دیا، کہ مصطفی ﷺ

ادھر	اللہ	سے	واصل
ادھر	مخلوق	میں	شامل

پس مصطفی ﷺ کی ذات خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ ہے، تاکہ مخلوق کو اس کے خالق کا فیض مل سکے۔ کہ میم سے مراد محمد ﷺ کی ذات ہے جو خالق و مخلوق دونوں سے ملی ہوئی ہے، اسی طرح اسمِ محمد کی میم حاء اور دال دونوں سے ملی ہوئی ہے۔

مشدد حرف کو دوبار پڑھا جاتا ہے

مشدد حرف دوبار پڑھا جاتا ہے، ایک بار ماقبل سے مل کر اور دوسری بار مابعد سے مل کر، جیسے کہ لفظِ "جَنَّتٌ" کہ نون کا تعلق جیم سے بھی ہے اور نون کا تعلق تاء سے بھی ہے، اور بیچ میں خود نون کا وجود، اگر تاء بلا واسطہ جیم سے ملنا چاہے تو نہیں مل سکتا، اگر جیم سے ملنا ہے تو نون کے واسطے سے ملنا پڑے گا، پس نون جیم کا فیض تاء تک پہنچا رہا ہے، اسی طرح اسمِ "مُحَمَّدٌ" کی میم کا تعلق حلیم کی ذات سے بھی ہے اور مخلوق سے بھی ہے۔

پس محمد ﷺ کی ذات نے مخلوق کا ربط اس کے خالق سے جوڑ دیا۔ کیونکہ محمد ﷺ:

ادھر	اللہ	سے	واصل
ادھر	مخلوق	میں	شامل

حرفِ میم ہی کو کیوں مشدد لایا گیا؟

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسمِ محمد میں میم ہی کو کیوں مشدد لایا گیا؟ حاء کو لے آتے، دال کو لے آتے، تو کیا قباحت تھی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اسمِ جلالت اللہ میں حرفِ لام مشدد ہے، اور اسمِ محمد میں حرفِ میم مشدد ہے، اور لام اور میم کے درمیان ایک ایسا تعلق ہے جو حاء اور لام، حاء اور دال کے درمیان نہیں ہے، اور وہ تعلق یہ کہ حرفِ لام کا آخری حرف میم ہے، پس اگر حاء کو مشدد لاتے تو لام کے ساتھ حاء کا کوئی تعلق نہیں، اور اگر دال کو مشدد لاتے تب بھی لام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، اس لئے حرفِ میم ہی کو مشدد لایا گیا کیونکہ لام اور میم کے درمیان ایک گہری مناسبت اور تعلق ہے۔ اللہ اکبر!

اسمِ اللہ کہنے میں ہونٹھ نہیں ملتے

(۱)۔۔۔لا الہ الا اللہ کہنے میں ہونٹھ نہیں ملتے۔

(۲)۔۔۔اسمِ اللہ کہنے میں بھی ہونٹھ نہیں ملتے۔

ایسا کیوں؟ ایسا اس لئے کہ: لبوں کا نہ ملنا بوسہ نہ لے سکنا، اللہ کی شانِ تنزیہ ہے، اللہ کی ذات سب سے جدا ہے، وہ کسی کے مثل نہیں، اسے کوئی دیکھ نہیں سکتا، کوئی اس سے مل نہیں سکتا، اور نہ وہ کسی میں مل سکتا ہے، پس جس طرح اس کی ذات سب سے جدا اور الگ ہے، ایسے ہی اس کے نام میں بھی ہونٹھ نہیں ملتے، اگر اس کے نام میں ہونٹھ ملتے تو ذات اور اسم میں مطابقت نہ ہوتی۔

اسمِ محمد کہنے میں ہونٹھ ملتے ہیں

مگر لفظِ ''محمد'' کہتے ہیں تو دونوں لَب مل جاتے ہیں، کہ وہ مخلوق کو خالِق سے ملانے ہی تو آئے ہیں، اگر ان کا واسطہ نہ ہو تو مخلوق خالِق سے بہت دُور رہے۔ تبھی تو مفتیٔ اعظم ہند کہتے ہیں:

یہ سیدھا راستہ حق کا بتانے آئے ہیں
یہ حق کے بندوں کو حق سے ملانے آئے ہیں

اور آپ کو جان کر تعجب ہو گا، کہ اسمِ محمد کہنے پر ہونٹھ ایک بار نہیں بلکہ دو بار آپس میں ملتے ہیں، آپ کہیں: محمد، آپ کے ہونٹھ پہلی بار پہلی میم کے وقت ملے، اور دوسری بار دوسری میم کے وقت ملے، اس دوبار ملنے میں بھی حکمت پوشیدہ ہے۔

دوبار ہونٹھ ملنے کی پہلی حکمت

(ا)۔۔۔پہلی حکمت تو یہ کہ محمد ﷺ پہلے تو اللہ سے ملے ہوئے ہیں، اور دوسرے مخلوق سے بھی ملے ہوئے ہیں، محمد ﷺ کا تعلق خالق سے بھی ہے اور خالق کی مخلوق سے بھی ہے، ان دونوں ربط اور تعلقات کی بنا پر اسمِ محمد کہنے پر ہونٹھ دوبار آپس میں ملتے ہیں، کہ محمد ﷺ:

اُدھر اللہ سے واصل
اِدھر مخلوق میں شامل

دو بار ہونٹھ ملنے کی دوسری حکمت

(۲)۔۔۔اور دوسری حکمت یہ کہ: مخلوق نے جب اللہ تبارک و تعالی کی شان کو دیکھا تو اس کے گیت گانے لگی، اللہ سے محبت کرنے لگی، اور چاہا کی ایسے شان والے کو بوسہ دیا جائے، لیکن کچھ حاصل نہ ہوا، کیونکہ اللہ کو دیکھا نہیں جا سکتا۔

تو جواب آیا میرے بندو! میں عقل و خرد کے زاویوں سے ماورا ہوں، جسم و جسمانیت کے حدود سے منزہ ہوں، مجھے دیکھ نہیں سکتے، مجھے احساس نہیں کر سکتے، مجھے چھو نہیں سکتے، مجھے ہاتھ نہیں لگا سکتے، اگر مجھے چومنے اور بوسہ دینے کی آرزو انگڑائی لے رہی ہے، اور بہت ہی بیتاب ہو تو کوئی بات نہیں، میرا مظہر میرا مصطفی ﷺ ہے، یہ خواہش ان کو چوم کر مٹا لیا کرو۔

مولی تیرے محبوب کو ہم دیکھ نہیں سکتے، ہم کیا کریں؟

جواب آیا پریشان مت ہو، تمہیں بھی خالی ہاتھ جانے نہیں دوں گا، میرے محمد ﷺ کا نام لے کر اس شوق کو پورا کر لیا کرو، اور اپنی بیتابی کو بجھا لیا کرو۔ جب تم میرے محبوب ﷺ کا نام لو گے تمہارے ہونٹھ دو بار آپس میں ملیں گے:

ایک بار تعظیم خدا کے لئے	دوسری بار تعظیمِ مصطفی ﷺ کے لئے
ایک بار شکرِ الٰہی کے لئے	دوسری بار شکرِ مصطفی ﷺ کے لئے
ایک بار حسنِ الوہیت کے لئے	دوسری بار حسنِ محمدیت ﷺ کے لئے
ایک بار الوہیت کی بلندی کے لئے	دوسری بار عبدیت کی بلندی کے لئے

ایک بار محبیت کے لئے　　　　دوسری بار محبوبیت کے لئے

محمد مصطفی ﷺ کی دو شان ہیں: (۱) ایک شان یہ کہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور شانِ محمدیت کا شانِ الوہیت کے ساتھ ربط کا ہونا ہے۔ (۲) اور دوسری شان یہ کہ آپ ﷺ مخلوق کے ساتھ مربوط ہیں۔

لب پر آجاتا ہے جب نامِ جناب منہ میں گُھل جاتا ہے شہدِ نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بیتاب اپنے لب چُوم لیا کرتے ہیں

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گِرا کرتے ہیں

اپنے دِل کا ہے اُنہیں سے آرام سونپے ہیں اپنے اُنہیں کو سَب کام
لو لگی ہے کہ اب اس دَر کے غلام چارۂ دردِ رضا کرتے ہیں

مظہریت کا پانچواں طریقہ

(۴)۔۔۔اسمِ اللہ تو ہے ہی با معنی جیسے کہ قرآن پاک میں ہے:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ (پ۳، البقرہ ۲۵۵)

اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا۔

مگر اسمِ اللہ سے ایک ایک حرف ہٹاتے جایئے، پھر بھی با معنی لفظ رہے گا۔ یہ خاصیت کسی اور نام میں نہیں ہے، مثلاً:

حرفوں کو حذف کرنے بعد بھی با معنی

(۱)۔۔۔اسمِ اللہ سے الف ہٹایئے تو ''لِلّٰہِ'' بچا، جس کا معنی ہے اللہ کے لئے۔ قرآن پاک میں آیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ(۱) (پ۱، الفاتحہ ۱)

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔

(۲)۔۔۔اسمِ اللہ سے ایک لام ہٹایئے، اور الف لگایئے، تو ''اِلٰہٌ'' بچا، جس کا معنی ہے معبود۔ جیسے کہ قرآن پاک میں ہے:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ(۱۶۳) ۔(پ۲، البقرہ ۱۶۳)

ترجمہ: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا۔

(۳)۔۔۔اسمِ اللہ سے الف اور ایک لام کو ہٹایئے، تو ''لَہٗ'' بچا، جس کا معنی ہے اس کے لئے۔ یہ بھی قرآن پاک میں اللہ کے لئے آیا ہے:

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔(پ۳ البقرہ ۲۵۵)

اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔

(۴)۔۔۔اسمِ اللہ سے الف اور دونوں لام کو ہٹایئے، تو ''ہٗ'' بچا، یہ بھی اللہ کا نام ہے، جس کا معنی ہے تو ہی تو۔ شہزادۂ اعلی حضرت، مفتی اعظم ہند، مصطفی رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ''سامانِ بخشش'' میں لکھتے ہیں:

قلب کو اُس کی رُویت کی ہے آرزو
جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چار سو
بلکہ خود نفس میں ہے وہ سُبْحٰنَہٗ
عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

اسی طرح اسمِ محمد تو ہے ہی با معنی مگر اسمِ محمد سے ایک ایک حرف ہٹاتے جایئے، پھر بھی با معنی لفظ رہے گا۔

(۱)۔۔۔اسمِ محمد سے میم کو ہٹایئے، تو "حَمْدٌ" بچا، جس کا معنی ہے تعریف۔

(۲)۔۔۔اسمِ محمد سے حاء کو ہٹایئے، اور میم کو لگایئے، تو "مُمِدٌّ" بچا، جس کا معنی ہے مدد کرنے والا۔

(۳)۔۔۔اسمِ محمد سے میم اور حاء دونوں کو ہٹایئے، تو "مَدٌّ" بچا، جس کا معنی ہے "کھینچنا، یعنی مخلوق کو کھینچ کر خالق تک پہنچانا"۔

(۴)۔۔۔اسمِ محمد سے پہلی میم، حاء اور دوسری میم کو ہٹایئے، تو دال بچا، اور "دَالٌّ" کا معنی ہے رہنمائی کرنے والا۔

پس اسمِ محمد مٹتے مٹتے بھی اللہ کی ذات کی طرف رہنمائی کر رہا ہے، اور ڈنکے کی چوٹ پر کہہ رہا ہے کہ وہ ہے:

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے
تلاش اُس کو نہ کر بتوں میں
وہ ہے بدلتی ہوئی رُتوں میں
جو دن کو رات اور رات کو دن
بنا رہا ہے وہی خدا ہے

ایسی خصوصیت کسی اور نام میں نہیں

جو خصوصیت اللہ تعالی نے اپنے اور اپنے محبوب ﷺ کے نام میں رکھی ہے وہ خصوصیت کسی اور نام میں نہیں رکھی، مثلاً میرا نام "شفیق" ہے، جس کا معنی بھی ہے، شفقت کرنے والا، مگر آپ اس سے شین کو ہٹایئے تو فیق بچا، جس کا کوئی معنی نہیں، پھر قاف کو بھی ہٹایئے تو "یق" بچا، اس کا بھی کوئی معنی نہیں، پھر یاء کو بھی ہٹایئے تو صرف "قاف" بچا جس کا کوئی معنی نہیں ہے۔ اللہ اکبر!

(4)۔۔۔صفات محمد ﷺ صفات خدا کا مظہر

آپ اسمِ محمد ﷺ میں اسمِ اللہ کی مظہریت ملاحظہ کر چکے، اب دیکھئے کہ صفاتِ محمد ﷺ میں صفاتِ الہی کی مظہریت کیسی ہے۔

آپ قرآن پاک کو اٹھا کر دیکھئے، قرآن پاک کے شروع میں اللہ تعالی کے اسمائے حسنہ لکھے ہیں اور قرآن پاک کے آخر میں محمد ﷺ کے اسمائے حسنی لکھے ہیں، اس میں آپ دیکھیں گے کہ جو صفاتی نام اللہ کے ہیں وہی صفاتی نام محمد ﷺ کے بھی ہیں۔ چنانچہ:

اللہ رحیم ہے۔۔۔۔۔۔ محمد ﷺ بھی رحیم ہیں۔

اللہ کریم ہے۔۔۔۔۔۔ محمد ﷺ بھی کریم ہیں۔

اللہ ناصر ہے۔۔۔۔۔۔ محمد ﷺ بھی ناصر ہیں۔

اللہ رؤوف ہے۔۔۔۔۔۔ محمد ﷺ بھی رؤوف ہیں۔

اللہ ہادی ہے۔۔۔۔۔۔ محمد ﷺ بھی ہادی ہیں۔

اللہ شافی ہے۔۔۔۔۔۔ محمد ﷺ بھی شافی ہیں۔

اللہ مؤمن ہے۔۔۔۔۔۔ محمد ﷺ بھی مؤمن ہیں۔

اللہ اول ہے۔۔۔۔۔۔ محمد ﷺ بھی اول ہیں۔

اللہ ظاہر ہے۔۔۔۔۔۔ محمد ﷺ بھی ظاہر ہیں۔

اللہ باطن ہے۔۔۔۔۔۔ محمد ﷺ بھی باطن ہیں۔

اللہ عزیز ہے۔۔۔۔۔۔ محمد ﷺ بھی عزیز ہیں۔

اللہ شکور ہے۔۔۔۔۔۔ محمد ﷺ بھی شکور ہیں۔

تبھی تو اعلی حضرت، مجدد دین وملت علیہ رحمۃ اللہ العزت بریلی کی سرزمین سے پکار کر کہتے ہیں:

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزّت کا
نظر آتا ہے اِس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ میں اس معاملے میں اپنی تحقیق نہیں پیش کر رہا، اگر آپ کو یقین نہ ہو تو آپ قرآن پاک میں دیکھ سکتے ہیں۔

اللہ پاک نے اپنے نام عطا فرمائے

اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنے ناموں میں سے کثیر نام عطا فرمائے۔(الشفا،ج۱،ص۲۳۶)

اللہ کریم نے اپنے ناموں میں سے کتنے نام عطا فرمائے؟

اللہ کریم نے اپنے پیارے پیارے ناموں یعنی اَسْمَاءُ الْحُسْنٰی میں سے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کتنے نام عطا فرمائے، اس سے متعلق علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں، چنانچہ:

رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِیْن مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے سڑسٹھ (٦٧) نام بیان فرمائے جبکہ امام جلالُ الدّین سُیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ستّر(٧٠)نام عطا ہونے کا قول اختیار فرمایا۔(انموذج اللبیب،ص۲۸)

شیخ عبد الکریم جیلی شافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اَلْکَمَالَاتُ الْاِلٰھِیَّۃُ فِی الصِّفَاتِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ "میں تیسرے باب کا نام رکھا:اِتِّصَافُ مُحَمَّدٍ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بِالْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ الْاِلٰهِيَّةِ (یعنی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اللہ پاک کے ناموں اور صفات سے مُتَّصِفْ ہونا) اور اس میں اللہ کریم کے کثیر نام دلیل کے ساتھ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ثابت فرمائے۔ امام یوسف بن اسماعیل نَبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں سے اللہ کریم کے ۹۹ نام دلیل کے ساتھ حضورِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے نقل فرمائے۔ (جواہر البحار، ج۱، ص۲۷۵)

خوف ہے گر کچھ روزِ جزا کا دل پہ جما کر نام خدا کا

وِرد کرو اسمائے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِیْن مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اللہ پاک نے) کسی پیغمبر کو ایک اسم (نام) اور کسی کو دو تین اسم اپنے اَسمائے شریفہ (یعنی مبارک ناموں میں) سے دیئے مثلاً اسماعیل و اسحاق (علیھمَا الصَّلٰوۃ وَالسَّلام) کو عَلِیْم اور حَلِیْم، ابراہیم (علیہ السَّلام) کو حَلِیْم اور نوح (علیہ السَّلام) کو شَکُوْر اور موسیٰ (علیہ السَّلام) کو کَرِیْم اور یوسف (علیہ السَّلام) کو حَفِیْظ اور یحییٰ (علیہ السَّلام) اور عیسیٰ (علیہ السَّلام) کو بَرّ فرمایا، محمد صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو سڑسٹھ (۶۷) اسم اپنے اَسْمَائے مُتَبَرَّکہ (یعنی برکت والے ناموں میں) سے عِنایت کیے (جو یہ ہیں): (۱)حَکِیْم (۲)رَحِیْم (۳)سَلَام (۴)مُؤْمِن (۵)مُھَیْمِن (۶)عَزِیز (۷)جَبَّار (۸)فَتَّاح (۹)عَلِیْم (۱۰)رَافِع (۱۱)سَمِیْع (۱۲)بَصِیْر (۱۳)عَدْل (۱۴)خَبِیْر (۱۵)حَلِیْم (۱۶)عَظِیْم (۱۷)غَفُوْر (۱۸)شَکُوْر (۱۹)عَلِی (۲۰)حَفِیْظ (۲۱)حَبِیْب (۲۲)کَرِیْم (۲۳)رَقِیْب (۲۴)مُجِیْب (۲۵)وَاسِع (۲۶)حَکَم (۲۷)شَہِیْد (۲۸)حَق

(۲۹)وَکِیل (۳۰)قَوِی (۳۱)مَتِیْن (۳۲)وَلِی (۳۳)حَمِیْد (۳۴)مَاجِد (۳۵)اَوَّل (۳۶)آخِر (۳۷)ظَاھِر (۳۸)بَاطِن (۳۹)بَرّ (۴۰)عَفُوّ (۴۱)رَءُوْف (۴۲)مُقْسِط (۴۳)جَامِع (۴۴)غَنِی (۴۵)مُعْطِی (۴۶)نُوْر (۴۷)هَادِی (۴۸)رَشِیْد (۴۹)صَبُوْر (۵۰)قَائِم (۵۱)حَافِظ (۵۲)ذُوالْقُوَّۃ (۵۳)ذُوالْفَضْل (۵۴)کَفِیْل (۵۵)شَاکِر (۵۶)قَرِیْب (۵۷)مُبِیْن (۵۸)بُرْھَان (۵۹)مُنِیْب (۶۰)کَافِی (۶۱)عَالِم (۶۲)نَصِیْر (۶۳)صَادِق (۶۴)اَحَد (۶۵)مُنِیْر (۶۶)وَافِی (۶۷)اَکْرَم۔ (سرور القلوب، ص۳۱۸)

(5)۔۔۔افعالِ محمد ﷺ افعالِ خدا کا مظہر

آپ اسمِ محمد ﷺ میں اسمِ اللہ کی مظہریت، اور صفاتِ محمد ﷺ میں صفاتِ الٰہی کی مظہریت ملاحظہ کر چکے، اب دیکھئے کہ افعالِ محمد ﷺ میں افعالِ الٰہی کی مظہریت کیسی ہے۔ چنانچہ:

افعال میں مظہریت کی پہلی مثال

(۱)۔۔۔اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآنِ پاک کے پارہ ۹ سورۂ انفال کی آیت نمبر ۱۷ میں ارشاد فرمایا:

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ (پ۹ الانفال ۱۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق جمہور مفسرین کا مختار قول یہ ہے کہ جب

جنگ حنین میں کفار اور مسلمانوں کی فوجیں ایک دوسرے کے سامنے ہوئیں تو رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک مٹھی خاک کافروں کے چہرے پر ماری اور فرمایا ''شَاهَتِ الْوُجُوْه ''یعنی ان لوگوں کے چہرے بگڑ جائیں۔

وہ خاک تمام کافروں کی آنکھوں میں پڑی اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھم بڑھ کر انہیں قتل اور گرفتار کرنے لگے۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ پاک نازل فرمائی۔

(تفسیر طبری، الانفال، تحت الآیۃ: ۱۷، ۶/ ۲۰۳، قرطبی، الانفال، تحت الآیۃ: ۱۷، ۴/ ۲۷۶، الجزء السابع)

اس آیت میں غور طلب بات یہ ہے کہ مصطفی ﷺ نے اپنی مٹھی میں خاک لے کر کفار کی طرف پھینکی، مگر اللہ تعالی فرما رہا ہے: اے محبوب ﷺ وہ خاک جو آپ نے پھینکی، آپ نے نہیں پھینکی، بلکہ وہ تو اللہ نے پھینکی ہے۔اللہ اکبر! یہاں پر فعل مصطفی ﷺ کا ہے مگر رب عزوجل مصطفی ﷺ کے فعل کو اپنا فعل ارشاد فرما رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس واقعے کی منظر کشی کرتے ہوئے کیا خوب فرماتے ہیں:

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

افعال میں مظہریت کی دوسری مثال

(۲)۔۔۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۔(پ۲۶ الفتح ۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

حدیبیہ کے مقام پر محمدِ مصطفی ﷺ نے صحابہؓ کرام سے بیعت لی تھی، جس کو بیعتِ رضوان بھی کہا جاتا ہے، پس بیعت لیتے وقت کی منظر کشی کرتے ہوئے رب کائنات نے فرمایا: محبوب ﷺ جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، وہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں، یعنی محبوب ﷺ کی بیعت کرنے کو اپنا بیعت کرنا بتایا، اور پھر فرمایا: "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ" بیعت لینے والوں کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے، حالانکہ ہاتھ محبوب ﷺ کا تھا، لیکن فرمایا: ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

کیونکہ رسول سے بیعت کرنا اللہ تعالی ہی سے بیعت کرنا ہے جیسے کہ رسول کی اطاعت اللہ تعالی کی اطاعت ہے۔

پس اس مقام پر بھی اللہ نے مصطفی ﷺ کے فعل کو اپنے فعل کا مظہر قرار دیا۔

افعال میں مظہریت کی تیسری مثال

(۳)۔۔۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی (۳) اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (۴)۔ (پ۲۷ النجم ۳۔۴)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو اُنہیں کی جاتی ہے۔

اس مقام پر اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا: محبوب ﷺ! آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں، جو فرماتے ہیں وہ وحیِ الٰہی ہوتی ہے اور اس میں حضور ﷺ کے خُلقِ عظیم اور آپ کی اعلی منزلت کا بیان ہے۔

اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے ذات وصفات وافعال میں فنا کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچے کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا تجلّیِ ربّانی کا یہ استیلائے تام ہوا ، کہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحیِ الٰہی ہوتی ہے۔

پس اس آیتِ کریمہ میں پہلے اس بات کی نفی کی گئی کہ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى" محبوب ﷺ! آپ اپنی خواہش سے کچھ کہتے ہی نہیں، ہاں "اِنْ هُوَ "جو بھی آپ کہتے ہیں، "وَحْيٌ يُّوْحٰى "وہ تو میری وحی ہوتی ہے۔ اللہ اکبر!

یہاں پر بھی فعلِ مصطفی ﷺ کو اپنا فعل ٹھہرایا۔ پس مصطفی جانِ رحمت ﷺ اللہ رب العزت کی عظمت وشان کے مظہرِ کامل واکمل ہیں گویا وحدت کے جلوے کثرت میں نظر آرہے ہیں، کیا شان ہے محبوب خدا ﷺ کی:

محبوبِ خدا کا کوئی ہم پایا نہیں ہے
اس شان کا مرسل تو کوئی آیا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب کو بے مثل بنایا ہے
واں جسم نہیں تو یہاں سایہ نہیں ہے
کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

تبھی تو شاعر کہتا ہے:

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو

مصطفی ﷺ کو خدا نہ جانو اور خدا سے جدا بھی نہ جانو، اور اگر پوچھو کہ مصطفی ﷺ کیا ہیں؟ تو سنو:

اگر خاموش رہوں میں تو تو ہی ہے سب کچھ
اگر کچھ کہا تو تیرا حسن ہو گیا محدود

(6)۔۔۔ہر چیز میں محمد ﷺ کا نور ہے

پس ہر گل، ہر شجر، بلکہ دنیا کی ہر چیز میں محمد ﷺ کا نور ہے، اور شانِ احمدی کا ظہور ہے۔ یہ باتیں حقیقت پر مبنی ہیں، لیکن یہ ساری چیزیں اس کو دکھائی دیتی ہیں جو بینائی والا ہے، اور بینائی سے مراد آنکھ کی بینائی نہیں بلکہ دل کی بینائی ہے، ڈاکٹر اقبال کہتا ہے:

دل بینا بھی کر طلب خدا سے
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں ہوتا

اور دوسرا شاعر کہتا ہے:

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

یہ راہ ہی الگ ہے، اس کا دستور ہی جدا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ یہ دنیا کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ اللہ و رسول کا معاملہ ہے، دنیا کا معاملہ تو یہ ہے کہ ترازو کا پلڑا بھاری ہو تو وہ نیچے کو آتا ہے، اور قیامت میں میزان کا جو پلڑا بھاری ہو گا وہ اوپر کو اٹھے گا۔

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان عشق

دنیا میں کسی کو دیکھنے اور اس کی زیارت کرنے کے لئے آنکھوں کو کھولنا پڑتا ہے، جبکہ اللہ اور رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جلوؤں کو دیکھنے کے لئے آنکھوں کو بند کرنا پڑتا ہے۔

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے

تو یہ دیکھنے کی بات ہے جو مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جلوے دیکھ لیتا ہے تو وہ یوں کہتا ہے:

نہ کوئی ماہ وَش تم سا نہ کوئی مَہ جَبیں تم سا
حَسِینوں میں ہو تم ایسے کہ محبوبِ خُدا تم ہو

میں صدقے اَنبیاء کے یوں تو محبوب ہیں لیکن
جوسب پیاروں سے پیارا ہے وہ محبوبِ خدا تم ہو

حسینوں میں تمہیں تم ہو نَبیُّوں میں تمہیں تم ہو
کہ محبوبِ خُدا تم ہو نَبِیُّ الْاَنْبِیَآء تم ہو

تمہارے حُسنِ رنگیں کی جھلک ہے سب حَسِینُوں میں
بہاروں کی بہاروں میں بہارِ جانفزا تم ہو

زمیں میں ہے چمک کس کی فلک پر ہے جھلک کس کی
مَہ خورشید سَیّاروں ستاروں کی ضِیا تم ہو

وہ لَا ثَانِی ہو تم آقا نہیں ثَانِی کوئی جس کا
اگر ہے دوسرا کوئی تو اپنا دوسرا تم ہو

جب تک دیکھا نہ تھا

جب حضرتِ یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر نے بازارِ مصر سے خرید کر گھر لایا، اور حضرت زلیخا نے جب حسنِ یوسفی کو دیکھا تو فریفتہ ہو گئیں، اس پر اشرافِ مصر کی عورتوں نے زلیخا کو طعنہ دیا کہ اتنی حسین و جمیل ہونے کے باوجود ایک غلام کو دل دے بیٹھی، بھلا غلام کو بھی دل دیا جاتا ہے۔

جب زلیخا نے سنا کہ اَشرافِ مصر کی عورتیں اسے حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی محبت پر ملامت کرتی ہیں تو اس نے چاہا کہ وہ اپنا عذر ان کے سامنے ظاہر کر دے۔

چنانچہ اس کے لئے زلیخا نے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور اس دعوت میں اشرافِ مصر کی چالیس عورتوں کو مدعو کر لیا، ان میں وہ سب عورتیں بھی تھیں جنہوں نے اس پر ملامت کی تھی، زلیخا نے ان عورتوں کو بہت عزت و احترام کے ساتھ مہمان بنایا اور ان کیلئے نہایت پر تکلف نشستیں تیار کر دیں، جن پر وہ بہت عزت و آرام سے تکیے لگا کر بیٹھیں، دستر خوان بچھائے گئے اور طرح طرح کے کھانے اور میوے اس پر چنے گئے۔ پھر زلیخا نے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری دیدی تاکہ وہ اس سے کھانے کے لئے گوشت کاٹیں اور میوے تراش لیں ، اس کے بعد زلیخا نے حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَام سے عرض کی کہ "آپ ان عورتوں کے سامنے نکل آیئے۔پہلے تو آپ نے اس سے انکار کیا لیکن جب اِصرار و تاکید زیادہ ہوئی تو تشریف لے آئے، جب عورتوں نے حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دیکھا تو ان کی بڑائی پکار اُٹھیں کیونکہ انہوں نے اس عالَم افروز جمال کے ساتھ نبوت و رسالت کے اَنوار، عاجزی و اِنکساری کے آثار، شاہانہ ہَیبت واِقتدار اور کھانے پینے کی لذیذ چیزوں اور حسین و جمیل صورتوں کی طرف سے بے نیازی کی شان دیکھی تو تعجب میں آ گئیں اور آپ کی عظمت وہیبت دلوں میں بھر گئی اور حسن و جمال نے ایسا وارفتہ کیا کہ ان عورتوں کو خود سے فراموشی ہو گئی اور ان کے حسن و جمال میں گم ہو کر پھل کاٹتے ہوئے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور ہاتھ کٹنے کی تکلیف کا اصلاً احساس نہ ہوا۔ وہ پکار اٹھیں " وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا " کہ سُبْحَانَ الله، یہ کوئی انسان نہیں ہے کہ ایسا حسن و جمال انسانوں میں دیکھا ہی نہیں گیا" اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ " یہ تو نہیں مگر کوئی معزّز فرشتہ۔

(خازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۳۱، ۳/ ۱۷۱۸، تفسیر کبیر، یوسف، تحت الآیۃ: ۳۱، ۶/ ۴۴۸، ملتقطاً)

اللہ اکبر! جب تک دیکھا نہ تھا تو غلام غلام کی رٹ تھی اور اب جب دیکھ لیا تو بشر ہونے کا ہی انکار کر دیا، کہ یہ کوئی بشر ہے ہی نہیں بلکہ یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔

جنہوں نے دیکھا اور نہیں دیکھا

(۱)۔۔۔پس اسی طرح مصطفی ﷺ کی شان جنہوں نے دیکھی نہیں، انہوں نے کہا: محمد بشر ہیں۔

اور جنہوں نے مصطفی ﷺ کی شان و عظمت کو دیکھا، انہوں نے کہا:

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

(۲)۔۔۔ مصطفی ﷺ کی شان جنہوں نے دیکھی نہیں، انہوں نے کہا ہمارے جیسے ہیں۔

اور جنہوں نے مصطفی ﷺ کی شان دیکھی تو انہوں نے کہا:

آقاؤں کے آقا سے بندوں کو ہو کیا نسبت

تم اپنے جیسا کہتے ہو، اپنا بڑا بھائی کہتے ہو، معاذ اللہ، سنو!

آقاؤں کے آقا سے بندوں کو ہو کیا نسبت
اَحمق ہے جو کہتا ہے آقا کو بڑا بھائی
بے مثل خدا کا تو بے مثل پیمبر ہے
ظاہر تری ہستی سے اللہ کی یکتائی

(۳)۔۔۔ شانِ مصطفی ﷺ جنہوں نے دیکھی نہیں، انہوں نے کہا: مر کر مٹی میں مل گئے۔ معاذ اللہ

اور جنہوں نے دیکھا، انہوں نے کہا:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مری چشمِ عالَم سے چھُپ جانے والے

(۴)۔۔۔شانِ مصطفی ﷺ جنہوں نے دیکھی نہیں، انہوں نے معاذ اللہ مصطفی ﷺ کی ذات میں، صفات میں، اوصاف میں، کمالات میں، تصرفات میں، عیب نکالے، تنقیصِ شان کی ہر ممکن کوششیں کیں۔

لیکن جنہوں نے ذاتِ مصطفی ﷺ کے جلوے دیکھیں، اوصاف و کمالات کے سمندر دیکھے، حسن و جمال کے درخشندہ چاند دیکھے، وہ زندگی بھر کہتے رہے:

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دُھواں نہیں

"وہ کمالِ حسن حضور ہے" کمال کے معنٰی ہیں پورا ہونا کمپلیٹ ہونا، یعنی میرے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حسن یعنی خوبصورتی ایسی کامل و اکمل ہے کہ اِس میں خامی ہونا تو کجا اس میں تو خامی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور دُنیا میں جتنی بھی شمع ہیں سب میں دُھواں ہوتا ہے اور یہی دُھواں اس شمع کا عیب ہے کہ اگر کوئی بھی چمک دار کپڑا اس دُھوئیں کے قریب ہو تو تھوڑی ہی دیر میں اس پر سیاہ دَھبا آجائے گا۔ یوں ہی پھول کے اِرد گرد کانٹے ہوتے ہیں جو اپنے چھونے والے کو نقصان بھی پہنچاسکتے ہیں، لیکن قربان جائیں میرے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ شمع ہیں جس میں کوئی دُھواں نہیں اور وہ پھول ہیں کہ جس میں کوئی کانٹا نہیں۔

(۵)۔۔۔جن کی آنکھیں اندھی ہیں جس کی وجہ سے تصرفاتِ مصطفی ﷺ اور حکومتِ مصطفی ﷺ کو دیکھا نہیں، انہوں نے کہا: جس کا نام محمد ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہوتا۔

اور جنہوں نے تصرفاتِ مصطفی ﷺ، اور حکومتِ مصطفی ﷺ کے نظارے کئے، انہوں نے کہا:

تمہیں حاکمِ برایا تمہیں قاسمِ عطایا
تمہیں دافعِ بلایا تمہیں شافعِ خطایا
کوئی تم سا کون آیا

(۶)۔۔۔شانِ مصطفی ﷺ جنہوں نے دیکھی نہیں، انہوں نے کہا: انبیاء اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ معاذ اللہ

اور جنہوں نے دیکھا، انہوں نے کہا:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالَم
خدا چاہتا ہے رضائے محمَّد
محمَّد برائے جنابِ الٰہی!
جنابِ الٰہی برائے محمَّد
خدا اُن کو کِس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محو لِقائے محمَّد

تم کہتے ہو کہ اللہ کی بارگاہ میں انبیائے کرام کی شان و مرتبہ ایک چمار کے مثال ہے معاذاللہ! دیکھو! آنکھیں کھول کر دیکھو! ساری مخلوق اللہ کی رضا چاہتی ہے، لیکن اللہ میرے مصطفی ﷺ کی رضا چاہتا ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالَم
خدا چاہتا ہے رضائے محمَّد

بات ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی

اللہ اکبر! بات ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی، وقت کے دامن میں اتنی گنجائش بھی نہیں، ورنہ دل تو کرتا ہے کہ بس یہیں گھومتے رہو، شان و عظمتِ مصطفی ﷺ کے نظارے کرتے رہو، اور اپنے قلب و جگر کو تسکین دیتے رہو۔

اللہ اکبر! جب تک دیکھا نہ تھا تو غلام غلام کی رٹ تھی اور اب جب دیکھ لیا تو بشر ہونے کا ہی انکار کر دیا، "حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ" کہ یہ کوئی بشر ہے ہی نہیں بلکہ یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کمال کر دیا

جب حسنِ یوسف علیہ السلام کا حال یہ ہے تو حسنِ محمد ﷺ اور جمالِ محمد ﷺ کا عالم کیا ہو گا؟

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ اس واقعے کی طرف اشارہ کر کے بڑے حسین انداز میں شانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زَناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پر مردانِ عرب

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے اس شعر میں کمال کر دیا، اور کہتے ہیں: حسنِ یوسف کو مصر کی عورتوں نے دیکھا تو بے اختیار ہو کر بغیر ارادے کے اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھیں، اے میرے آقا ﷺ آپ کے حسن و جمال کا عالم تو کیا ہو گا، جبکہ آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی ہی ایسا ہے کہ عرب کے جوان آپ کے نام پر اپنے سر کٹا رہے ہیں، اور تا قیامت کٹاتے رہیں گے۔

دونوں میں تقابل کتنا حسین ہے

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر بڑا ہی معرکۃ الآراء اور فصاحت و بلاغت کی جان ہے، ذرا حسنِ یوسف اور اسمِ محمد ﷺ میں تقابل ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔اُدھر سراپائے یوسف ہے۔　اِدھر نامِ محمد ﷺ ہے۔

(۲)۔۔۔اُدھر بلاارادہ کٹنا۔　اِدھر ارادے سے کٹانا۔

(۳)۔۔۔اُدھر مصر کی عورتیں۔　اِدھر عرب کے مرد۔

(۴)۔۔۔اُدھر صرف انگلیاں۔　اِدھر پورا سر۔

(۵)۔۔۔اُدھر صرف ایک بار۔　اِدھر ہر وقت بلکہ قیامت تک۔

اللہ اکبر! کیسا تقابل ہے:

سُبْحٰنَ اللہ مَا اَجْمَلَكَ مَا اَحْسَنَكَ مَا اَكْمَلَكَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جالڑیاں

حسن یوسف اور حسن محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں فرق

علامہ احمد صاوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں "حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حسن کا ایک حصہ عطا کیا گیا تھا اور ان کا حسن ظاہر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حسن کو اپنے جلال کے پردوں میں نہیں چھپایا، اسی لئے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حسن کا نظارہ کر کے عورتیں فتنے میں مبتلا ہو گئیں، جبکہ حبیبِ پروردگار صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کو کامل حسن عطا کیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے جمال کو اپنے جلال کے پردوں میں چھپا دیا تھا، جس کی وجہ سے آپ کا حسنِ کامل دیکھ کر بھی کوئی عورت فتنے میں مبتلا نہ ہوئی۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے سراپا اَقدس کی تفصیلات بڑے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم سے مروی نہیں بلکہ چھوٹے صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم سے منقول ہیں، کیونکہ بڑے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کی ہیبت و جلال اس قدر تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کی طرف نظر نہ اٹھا سکتے تھے۔(صاوی، یوسف، تحت الآیۃ: ۱۹، ۳ / ۹۴۸، ملخصاً)

(7)۔۔۔خصائصِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب میں آپ کے سامنے خصائص مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متعلق کچھ باتیں رکھنا چاہوں گا تاکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت میں مزید اضافہ ہو چنانچہ:

اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ایسے بے شمار اوصاف اور خوبیاں عطا فرمائی ہیں جو کسی اور کے حصّے میں نہیں آئیں، ان اوصاف اور خوبیوں کو"خصائصِ مصطفٰے "کہا جاتا ہے۔ سیرتِ نبوی کے مختلف پہلوؤں کی طرح علمائے کرام رحمہم اللہ السّلام نے اس موضوع پر بھی کثیر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، مثلاً اسلامی تاریخ کے عظیم مُحَدِّث امام جلالُ الدّین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات:۹۱۱ ہجری) نے ۲۰ سال تک بڑی محنت سے حدیث وغیرہ کی کتابوں سے خصائصِ مصطفٰے تلاش کئے، پھر "اَلْخَصَائِصُ الْکُبْرٰی" اور "اَنْمُوْذَجُ اللَّبِیْب فِی خَصَائِصِ الْحَبِیْب "نامی دو لاجواب کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ایک ہزار سے زیادہ خصائص نقل فرمائے۔ اسی طرح اعلٰی حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے اس موضوع پر "اَلْبَحْثُ الْفَاحِص عَنْ طُرُقِ اَحَادِیْثِ الْخَصَائِص نامی رسالہ تصنیف فرمایا۔

خصائصِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کتنے ہیں؟

خصائصِ مصطفٰے کی حقیقی تعداد تو دینے والا ربِّ رحیم جانتا ہے یا لینے والے رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اعلٰی حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ان کے

فضائل نامَقصور اور خصائص نامَحصور (یعنی آپ کے فضائل میں کوئی کمی نہیں اور خصائص اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے)، بلکہ حقیقۃً ہر کمال ہر فضل ہر خوبی میں عُمُوماً اِطلاقاً انہیں تمام انبیاء مرسلین وخَلْقِ اللہ اجمعین (اللہ پاک کی تمام مخلوق) پر تفضیلِ تام و عام مطلق (یعنی ہر طرح کی برتری حاصل) ہے کہ جو کسی کو ملا وہ سب انہیں سے ملا اور جو انہیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص ۶۱۴)

اِسے تُو جانے یا خدا جانے
پیشِ حق رُتبہ کیا ہوا تیرا

اور ان خصائص میں سے کچھ حضور ﷺ کے نامِ مبارک کے متعلق خصائص بھی ہیں ان میں سے بعض یہ بھی ہے کہ:

خصوصیت مصطفیٰ ﷺ رب کی طرف سے نام

(۱)۔۔۔سب کے نام ان کے ماں باپ رکھتے ہیں، لَقَب قوم دیتی ہے، خطاب حکومت سے ملتا ہے، مگر حضورِ اَنور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے نام، لَقَب وخطاب سب رب تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرشتے کی بشارت سے یہ نام رکھا۔

خصوصیت مصطفی ﷺ پیدائش سے پہلے نام

(۲)۔۔۔ دوسروں کے نام پیدائش کے ساتویں دن رکھے جاتے ہیں، مگر حضور اَنور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کا نام عالَم کی پیدائش سے پہلے عرشِ اعظم پر لکھا گیا تھا اور حضرتِ عیسٰی عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے حضورِ اَنور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی ولادت سے قریباً ۶۰۰ برس پہلے اپنی قوم کو فرمایا: اِسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ ان کا نام پاک احمد ہے، (پ۲۸ الصف ۶) پچھلی قومیں آپ کے نام کی بَرَکت سے دعائیں مانگتی تھیں۔

خصوصیت مصطفی ﷺ نام میں تعریف

(۳)۔۔۔ کوئی شخص آپ کو "محمد" کہہ کر بُرا نہیں کہہ سکتا، اگر کہے گا تو خود اپنے منہ سے جھوٹا ہو گا کہ انہیں کہتا تو ہے "محمد" یعنی لائقِ حمد اور کرتا ہے برائیاں، اسی لئے کفار مکہ نے آپ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کا نام "**مُذَمَّم**" رکھ کر آپ کی شانِ اقدس میں بکواس بکی، حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے فرمایا: کہ دیکھو مجھ کو میرے رب تعالیٰ نے ان کفار کی گالیوں سے بچایا، یہ لوگ "مُذَمَّم" کو برا کہتے ہیں، ہو گا کوئی "مُذَمَّم" اَنَا مُحَمَّدٌ میں تو محمد ہوں۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلَّی اللّٰہ علیہ وسلَّم، ۴ / ۴۸۴، حدیث: ۳۵۳۳)

خصوصیت مصطفی ﷺ نام میں فضائل

(۴)۔۔۔ حضور انور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کا نام "محمد" بہت جامع ہے، جس میں

حضورِ اَنور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے بے شمار فضائل بیان ہو گئے ہیں، **آدم** کے معنی تھے مٹی سے پیدا ہونے والے، **اِبراہیم** کے معنی ہیں "مہربان باپ، اَبٌ رَّحِیْم"، **نُوح** کے معنی ہیں "خوف خدا سے گریہ وزاری و نوحہ کرنے والے" **عیسٰی** کے معنی ہیں "بہت شریفُ النَّفْس، کریمُ الطَّبْع" ان تمام ناموں میں ایک ایک وَصْف کی طرف اِشارہ ہے، مگر "محمد" کے معنی ہیں ہر طرح ہر وَصْف میں بے حد تعریف کئے ہوئے، اس میں حضورِ اَنور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے لاتعداد کمالات وخوبیوں کی طرف اِشارہ ہو گیا۔

خصوصیت مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نام میں غیبی خبر

(۵)۔۔۔لفظ "محمد" میں غیبی خبر بھی ہے کہ ہمیشہ یعنی دنیا وآخرت میں ان کی ہر جگہ ہر طرح حمد وثناء ہوا کرے گی، اسی خبر کی صداقت ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ آج بھی حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے برابر کسی کی تعریف نہیں ہوتی، بلکہ جو حضور انور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم سے وابستہ ہو گئے ان کی بھی تعریف ہو گئی، فرش پر ان کی دُھوم، عرش پر ان کے چرچے، اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دُھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

خصوصیت مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جو یہ نام رکھے

(۶)۔۔۔جو اپنے بیٹے کا نام محبت میں "محمد" رکھے، **اللہ** تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا

کہ مجھے ایسے شخص کو عذاب دیتے حیا آتی ہے جس نے میرے محبوب ﷺ کی محبت میں اپنے بیٹے کا نام "محمد" رکھا ہے۔(تفسیر نعیمی جلد ۴ ص ۲۲۰ ملخصًا)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

(8)۔۔۔حضور ﷺ کے چار نام حمد سے مشتق ہیں

اللہ تعالی نے حضور ﷺ کے چار نام ایسے رکھے جن کا مصدر ایک ہی ہے اور وہ ہے لفظِ "حمد" اور حمد کا معنی ہے تعریف کرنا۔اور وہ چار نام یہ ہیں:

(۱)۔۔۔حمد سے "حامد" ہے بمعنی تعریف کرنے والا۔ حضور ﷺ کا نام حامد بھی ہے۔

(۲)۔۔۔حمد سے "محمود" ہے بمعنی تعریف کیا ہوا۔ حضور ﷺ کا نام محمود بھی ہے۔

(۳)۔۔۔حمد سے "احمد" ہے بمعنی بہت تعریف کرنے والا۔ حضور ﷺ کا نام احمد بھی ہے۔

(۴)۔۔۔حمد سے "محمد" ہے بمعنی بہت تعریف کیا ہوا۔ حضور ﷺ کا نام محمد بھی ہے۔

حامد و محمود اور محمد دو جگ کا سردار
جان سے پیارا راج دلارا رحمت کی سرکار

نبی جی اللہ اللہ اللہ ہو لا الہ الا ہو

پیاری صورت ہنستا چہرہ منہ سے جھڑتے پھول

نور کا پتلا چاند سا مکھڑا حق کا پیارا رسول

نبی جی اللہ اللہ اللہ ہو لا الہ الا ہو

پس چار اسمائے مصطفی ﷺ لفظِ حمد سے مشتق ہیں، حامد و محمود محمد و احمد۔

مصطفی ﷺ حامد ہیں

مصطفی ﷺ حامد ہیں، کس کے ؟ اپنے رب کے، کہ حامد کا معنی تعریف کرنے والا، تو مصطفی ﷺ اللہ کی تعریف کرنے والے ہیں اور اللہ محمود، کہ اللہ کی تعریف ہو رہی ہے۔ اور کائنات میں حضور ﷺ کے علاوہ اور بھی حامد ہیں کہ وہ بھی اللہ کی تعریف کر رہے ہیں، جیسے ملائکہ جو کہ ہر وقت رب عزوجل کی تعریف میں مشغول و مصروف ہیں بلکہ ان کی غذا ہی حمد الٰہی کرنا ہے، مگر مصطفی ﷺ کی طرح حامد نہیں ہو سکتے۔

مصطفی ﷺ محمود بھی ہیں، کہ محمود کا معنی ہے ”جس کی تعریف کی جائے“، مصطفی ﷺ کی کس نے تعریف کی؟ اللہ نے کی، لہذا اب اللہ حامد اور مصطفی ﷺ محمود، اور اس نام میں بھی مصطفی ﷺ جیسا کائنات میں کوئی محمود نہیں۔ کیونکہ مصطفی ﷺ کا حامد رب عزوجل ہے۔

حامد کے ہوتے ہوئے احمد نام کیوں رکھا گیا؟

یہاں پر سوال ہوتا ہے کہ جب حامد کا معنی "تعریف کرنے والا" ہے اور یہی معنی احمد کا بھی ہے، اسی طرح جو معنی محمود کا ہے "تعریف کیا ہوا" وہی معنی محمد کا بھی ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کے ناموں میں سے حامد ہوتا اور محمود ہوتا، احمد و محمد نام رکھنے کی کیا ضرورت؟

(9)۔۔۔احمد نام رکھنے کی وجہ

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ کا نام صرف حامد ہوتا اور احمد نہ ہوتا تو لوگ مثلیت مصطفی ﷺ کو ثابت کرتے۔

اگر حضور ﷺ کا نام صرف محمود ہوتا اور محمد نہ ہوتا تو لوگ مثلیت مصطفی ﷺ کو ثابت کرتے۔ اور کہتے: کہ معاذ اللہ! مصطفی ﷺ کی کیا خصوصیت جیسے وہ اللہ کے حامد، ویسے ہی ہم بھی اللہ کے حامد، ہم بھی حامد اور مصطفی ﷺ بھی حامد۔

جب لوگوں سے اس بات کا امکان تھا کہ کہیں وہ مصطفی ﷺ کی حامدیت میں مثلیت نہ ثابت کر بیٹھیں اور مصطفی ﷺ کو اپنے جیسا حامد نہ کہہ بیٹھیں، تو رب نے مصطفی ﷺ کا نام حامد کے ساتھ ساتھ احمد رکھ دیا، اور احمد کا معنی ہے "بہت تعریف کرنے والا"، "سب سے زیادہ تعریف کرنے والا"، پس مصطفی ﷺ اب صرف حامد نہ رہے بلکہ حامد سے ترقی کر کے احمد بنے، اور احمد کا معنی ہے احمد الحامدین "تعریف کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ تعریف کرنے والا"۔ "اَحْمَدُ هُوَالَّذِی اَکْثَرُالنَّاسِ حَمْداً لِرَبِّہٖ" احمد اس ذات کو کہتے ہیں جو سب لوگوں سے زیادہ اپنے رب کی حمد کرنے والا ہو۔

مصطفی ﷺ احمد الحامدین ہیں

لوگو! سنوٗ! کوئی حامد ہو، تو ہوا کرے، میرے مصطفی ﷺ احمد الحامدین ہیں، جیسے رب احکم الحاکمین، اور ارحم الراحمین ہے ایسے ہی مصطفی ﷺ اکمل الکاملین افضل الفاضلین اور احمد الحامدین ہیں۔

محمود کے ہوتے ہوئے محمد نام رکھنے کی وجہ

ایسے ہی اگر حضور ﷺ کا نام صرف محمود ہوتا، اور محمد نہ ہوتا، تو لوگ مثلیت مصطفی ﷺ کو ثابت کرتے۔ اور کہتے: کہ معاذ اللہ! مصطفی ﷺ کی کیا خصوصیت جیسے وہ محمود یعنی تعریف کئے ہوئے، ویسے ہی میرا بیٹا محمود، میرا باپ محمود، میرا استاد محمود، میرا پیر محمود، کہ ان کی بھی تعریف کی جاتی ہے، پس میرا بیٹا، باپ، استاد و پیر بھی محمود اور مصطفی ﷺ بھی محمود۔ اللہ اکبر!

میرے مصطفی ﷺ محمد ہیں

تو پیارو! سنوٗ! کسی کا بیٹا محمود ہو، تو ہوا کرے، کسی کا باپ محمود ہو، تو ہوا کرے، کسی کا استاد محمود ہو، تو ہوا کرے، کسی کا پیر محمود ہو، تو ہوا کرے، میرے مصطفی ﷺ محمد ہیں۔

جب لوگوں سے اس بات کا امکان تھا کہ کہیں وہ مصطفی ﷺ کی محمودیت میں مثلیت نہ ثابت کر بیٹھیں اور مصطفی ﷺ کو اپنے بیٹے، باپ، استاد اور پیر جیسا محمود نہ کہہ بیٹھیں، تو رب نے مصطفی ﷺ کا نام محمود کے ساتھ ساتھ محمد رکھ دیا، اور محمد کا معنی ہے:

”اَلَّذِی یُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ، کَرَّۃً بَعْدَ کَرَّۃٍ“ محمد کے معنی ہے: ہر طرح تعریف کیا ہوا، ہر وَقْت، ہر زمانہ، ہر زبان میں حمد و ثناء کئے ہوئے۔

ہر وقت تعریف ہو رہی ہے

ہر وقت تعریف ہو رہی ہے، صبح بھی تعریف ہو رہی ہے شام میں بھی تعریف ہو رہی ہے، دن میں بھی تعریف ہو رہی ہے، رات میں بھی تعریف ہو رہی ہے، فجر میں بھی تعریف ہو رہی ہے، ظہر میں بھی تعریف ہو رہی ہے، عصر میں بھی تعریف ہو رہی ہے، مغرب میں بھی تعریف ہو رہی ہے، عشا میں بھی تعریف ہو رہی ہے، کون سا ایسا وقت ہے جس میں مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعریف نہ ہو رہی ہو؟ ہر وقت جس کی تعریف ہو، اس ذات کو محمد کہتے ہیں۔

ہر زمانے میں تعریف ہو رہی ہے

پھر ہر زمانے میں تعریف ہو رہی ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسی علیہ السلام تک ہر زمانے میں تعریف ہوئی، پھر زمانۂ صحابہ میں تعریف ہو رہی ہے، زمانۂ تابعین میں ہو رہی ہے، زمانۂ تبع تابعین میں ہو رہی ہے، غوث و خواجہ کے زمانہ میں ہو رہی ہے، آج تک ہو رہی ہے، صبحِ قیامت تک ہوتی رہے گی، زمانۂ ماضی میں تعریف ہوئی، زمانۂ حال میں ہو رہی ہے، اور زمانۂ مستقبل میں تعریف ہوتی رہے گی۔ کوئی زمانہ جس کی تعریف سے خالی نہ ہو ایسی ذات کو محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہتے ہیں۔

ہر زبان میں تعریف ہو رہی ہے

پھر ہر زبان میں جس کی تعریف ہو اسے محمد کہتے ہیں، عربی میں بھی تعریف ہو رہی ہے، اردو میں بھی تعریف ہو رہی ہے، فارسی میں بھی تعریف ہو رہی ہے، ہندی میں بھی تعریف ہو رہی ہے، انگلش میں بھی تعریف ہو رہی ہے، گجراتی، پنجابی، مراٹھی، بنگالی میں بھی تعریف ہو رہی ہے، دنیا کی کوئی ایسی زبان نہیں جس میں مصطفی ﷺ کی تعریف نہ ہوئی ہو، تو محمد کہتے ہی اس ذات کو ہیں جس کی تعریف ہر زبان میں ہو۔ اللہ اکبر!

پس مصطفی اب صرف محمود نہ رہے بلکہ محمود سے ترقی کر کے محمد بنے، اور محمد کا معنی ہے محمد المحمودین "تعریف کئے ہوئوں میں سب سے زیادہ تعریف کئے ہوئے"۔

مصطفی ﷺ کی محمودیت لا محدود

کسی کا بیٹا کب تک محمود ہو گا؟ جب تک اس کا باپ زندہ ہے، کسی کا باپ محمود کب تک ہو گا؟ جب تک اس کا بیٹا زندہ ہے، کسی کا استاد کب تک محمود ہو گا؟ جب تک اس کا شاگرد زندہ ہے، کسی کا پیر کب تک محمود ہو گا؟ جب تک اس کا مرید زندہ ہے، مرنے کے بعد تو کوئی کسی کی تعریف نہیں کرتا، خود اپنے اعمال کی سزا و جزا میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ تو جونہی ان کے حامدین نے دم توڑا ان کا محمود ہونا بھی دم توڑ گیا، ان کا محمود ہونا بھی ختم ہو گیا۔ لیکن مصطفی ﷺ کائنات کی پہلی صبح سے لے کر قیامت کی آخری شام تک، بلکہ اس کے بعد بھی محمود ہیں، محمد ہیں، کیونکہ ان کا حامد دو جہاں کا خالق ہے۔

مثلیت کو ختم کرنے کے لئے

مثلیت اور برابری کو ختم کرنے کے لئے رب تعالی نے مصطفی ﷺ کو حامد سے احمد بنایا۔

مثلیت اور برابری کو ختم کرنے کے لئے رب تعالی نے مصطفی ﷺ کو محمود سے محمد بنایا۔

بد مذہبوں کے رد کے لئے کوئی قرآنی دلیل کی حاجت نہیں ،بلکہ ان کی رد اور تردید کے لئے صرف میرے مصطفی ﷺ کا نام ''نامِ محمد اور احمد''ہی کافی ہے۔

آسمان میں احمد زمین میں محمد ایسا کیوں ؟

مصطفی ﷺ کے دو نام ذاتی ہیں آسمانوں میں مصطفی ﷺ کا نام احمد ہے،اور زمین میں محمد ہے، اب ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ مصطفی ﷺ کا نام آسمانوں میں احمد ،زمین میں محمد کیوں رکھا گیا؟ اس کا الٹا کرلیتے، کہ زمین میں احمد اور آسمانوں میں محمد، لیکن نہیں، آسمانوں میں مصطفی ﷺ احمد ہے،اور زمین میں محمد ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد نام رکھنا بد مذہبوں کا رد ہے، کہ مصطفی ﷺ کی کوئی مثلیت ثابت نہ کرپائے۔

آسمان والے مصطفی ﷺ کا مرتبہ جانتے ہیں

وہ یوں کہ آسمان والے مصطفی ﷺ کا مقام و مرتبہ جانتے ہیں، اور وہ مصطفی ﷺ کے مثل ہونے کا دعوی کرنے سے رہے کہ وہ معصوم ہیں، بلکہ سید الملائکہ کا قول اعلی حضرت شعر کی صورت میں پیش کرتے ہیں:

یہی بولے سِدرہ والے چمنِ جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تِرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

مصطفی ﷺ کا نام آسمانوں میں احمد ہے، پس آسمان والے خود کو احمد کہنے کا دعوی نہیں کرتے، اگر مصطفی ﷺ کا نام دنیا میں احمد ہوتا، تو نہ جانے کتنے احمد ہونے کا دعوی کر دیتے، تو زمین میں مصطفی ﷺ کے برابر ہونے کا دعوی کرنے کا امکان تھا، لہذا رب نے مصطفی ﷺ کا نام زمین میں احمد نہ رکھا بلکہ محمد رکھا، کہ زمین والوں میں سے کوئی الٹی چھلانگیں بھی لگالے تب بھی محمد نہیں ہو سکتا۔ کہ محمد وہ ہوتا ہے جس کی بار بار تعریف کی جائے، ہر زمانے میں کی جائے، ہر طبقے میں کی جائے، ہر زبان میں کی جائے، کرنے کے بعد پھر تعریف کی جائے، جس کی تعریف ختم نہ ہو، اس ذات کا نام محمد ہے۔ کہ

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
پر تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

امام الکلام کلام الامام کے انداز میں ملاحظہ فرمائیں:

تیرے تو وَصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہُوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ اُن کے ثناخواں کی خامُشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالِق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

تعریف کرنے والے مخلوق ہی ہیں

(۲)۔۔۔ دوسری بات یہ کہ سب کی تعریف و توصیف کرنے والے انہیں کے جیسے لوگ ہوں گے ، مخلوقات میں سے ہوں گے، مگر مصطفی ﷺ کی تعریف و توصیف کرنے والی ذات، مخلوقات کا خالق ہے، خود ربِّ ذوالجلال ہے فرمایا:

سورۂ الشرح

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱

سورۂ ضحی

وَالضُّحٰى ۝۱ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝۲ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝۳ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝۴ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝۵

سورۂ بلد

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۱ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۲ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝۳

سورۂ مدثر

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (۱) قُمْ فَاَنْذِرْ (۲) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (۳) وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (۴)

سورۂ مزمل

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (۱) قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا (۲) نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا (۳)

سورۂ قلم

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ (۱) مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ (۲) وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ (۳) وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (۴)

سورۂ رحمن

اَلرَّحْمٰنُ (۱) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (۲) خَلَقَ الْاِنْسَانَ (۳) عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (۴)

سورۂ نجم

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى (۱) مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (۲) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (۳) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (۴)

سورۂ یس

يٰسٓ (۱) وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ (۲) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (۳) عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۴)

اختتامی گفتگو یہ ہے کہ

صلوۃ وسلام ہو اس برزخِ کبریٰ حضرت محمد مصطفی علیه وآله التحية والثناء پر جس نے ضعفِ انسانی کو قوت سے بدل دیا۔ حدوث کو قدیم کا آئینہ بنادیا۔ امکان کو بارگاہِ

وجوب میں حاضر کر دیا۔ مکان کا رشتہ لا مکان سے جوڑ دیا۔ محدود کو غیر محدود سے ملا دیا یعنی بندے کو خدا تک پہنچا دیا۔

اللہ تبارک و تعالی کی بار گاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی غلامی میں استقامت عطا فرمائے، اور ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔

تمت بالخیر

خطیب

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

تاریخ اجراء

22october2021

بروز جمعة المبارک

استاد جامعة المدینه فیضان صدیق اکبر آگره الہند

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

(5)جمیعِ عالم برائے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی فضیلت

(1)۔۔۔اللہ پاک نے تمام عالم کو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے بنایا

(2)۔۔۔اعلیٰ حضرت سے ایک سوال

(3)۔۔۔ساری چیزیں مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے میں بنیں

(4)۔۔۔مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایمان کی جان ہیں

(5)۔۔۔قبر کے سوالات

(6)۔۔۔عشقِ رسول سے اپنے آپ کو مالامال کریں

(7)۔۔۔ربِّ کائنات کا وعدہ

(8)۔۔۔آج ہم عاشقِ رسول ہیں

خطیب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

(5)جمیعِ عالم برائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓىِٕكَ رَفِيْقًا(۶۹) (پ ۴، النساء: ۶۹)

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اے عاشقانِ اہلبیت! اہلبیت کی محبت میں ہم اور آپ آج نورانی و عرفانی مجلس سجائے بیٹھے ہیں اور علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی مایہ ناز تصنیف ''الجامع الصغیر''میں حدیثِ پاک نقل فرماتے ہیں: سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: زَيِّنُوْا مَجَالِسَكُمْ بِالصَّلَاةِ عَلَيَّ ''اے مسلمانو! تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود پڑھ کر آراستہ کرو''۔ (الجامع الصغیر للسیوطی، ص۲۸۰، حدیث: ۴۵۸۰)

یہاں پر ایک سوال ہوتا ہے کہ محفل ہماری، مجلس ہماری، سجایا ہم نے، رقم خرچ کی ہم نے، اس کے لیے محنت کی ہم نے، ہم جیسے چاہیں، جس سے چاہیں، اپنی مجلس کو آراستہ

کریں، سجائیں، زینت دیں، حضور ﷺ کیوں فرما رہے ہیں کہ تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود پڑھ کر سجایا کرو؟

لوگ ہماری تعریف کریں گے

اگر ہم نے اپنی مجلس کو قمقموں سے سجایا، دنیوی زیب و زینت کی چیزوں سے سجایا تو لوگ ہماری تعریف کریں گے، کہ واہ بھائی واہ! کیا محفل سجایا ہے؟ اور اس طرح ہمارا نام ہو گا، پس اگر ہم اپنی مجلس کو دنیوی زیب و زینت سے سجاتے ہیں تو ہمارا نام ہوتا ہے مگر! اگر ہم نے اپنی مجلس کو محبوب ﷺ پر درود پڑھ کر سجائیں تو ہمیں کیا ملے گا؟

سوال کا جواب چودہ سو سال پہلے دے دیا

کیونکہ آج کا دور وہ دور ہے کہ ہر کوئی اپنا فائدہ چاہتا ہے، جس کام میں، جس چیز میں آدمی کا فائدہ ہوتا ہے وہی کرتا ہے اور جس کام میں، جس چیز میں اس کا کوئی فائدہ نہ ہو اس کو کرنے سے بچتا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ کسی کے پاس اتنا وقت کہاں جو بے فائدہ چیزوں میں گزارے۔ لہٰذا اگر ہم دنیوی چیزوں سے اپنی محفل و مجلس کو سجاتے ہیں تو ہمیں لوگوں کی تعریفیں ملتی ہیں لیکن اگر ہم نے اپنی محفل و مجلس کو رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھ کر سجائیں تو ہمیں کیا ملے گا؟

تو اس سوال کا جواب اللہ کے محبوب ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہی ارشاد فرما دیا تھا کہ سنو! اگر تم نے اپنی مجلس کو دنیوی ساز و سامان اور زیب و زینت سے سجاؤ گے تو تمہیں صرف لوگوں کی تعریفیں ملیں گی، اور اگر تم نے اپنی مجلس کو مجھ پر درود پڑھ کر سجاؤ گے

تو:فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ عَلَیَّ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ”کہ تمہارا درود پڑھنا قیامت کے روز تمہارے لیے نور ہو گا۔“

اے عاشقانِ اہلبیت! ذرا قیامت کے ہوش ربا منظر کو ذہن میں لایئے کہ قیامت کا دن وہ دن ہو گا جس میں کوئی روشنی نہیں ہو گی، اندھیرا ہی اندھیرا ہو گا، چاند و سورج بے نور ہو چکے ہوں گے، روشنی میں رہنے والا، اندھیرے سے گھبرانے والا ہر کوئی روشنی تلاش کر رہا ہو گا مگر روشنی ملے کیسے؟ سورج و چاند تو بے نور ہو چکے، ہائے! ہائے! آدمی ڈر رہا ہو گا تھر تھر کانپ رہا ہو گا، نفسی نفسی کا عالم ہو گا، کوئی کسی کا پرسانِ حال نہیں ہو گا، مزید آفت یہ کہ

سورج ایک میل پر ہو گا وہ بھی اپنے اگلے رخ کے ساتھ ہو گا، آگ برسا رہا ہو گا، گرمی سے دماغ کھول رہے ہوں گے، زمین تانبے کی ہو گی، اور قیامت کا وہ دن ۵۰ ہزار سال کا ہو گا۔“ ذرا تصور کیجیے کہ ابھی سورج ہم سے کروڑوں میل دور ہے اور اس کی پیٹھ ہماری طرف ہے پھر بھی اس کی گرمی کی وجہ سے ہم مٹی کی زمین پر کھڑے نہیں ہو سکتے، اس وقت ہمارا کیا حال ہو گا! ہم کس طرح اس حالت میں تانبے کی زمین پر کھڑے ہو سکیں گے جبکہ پاؤں میں چپل اور بدن پر لباس بھی نہیں ہو گا۔ اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنان اپنے نعتیہ دیوان ”حدائقِ بخشش“ میں قیامت کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

راہ پُرخار ہے کیا ہونا ہے
پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے

روشنی کی ہمیں عادت اور گھر
تیرہ و تار ہے کیا ہونا ہے
اس کڑی دُھوپ کو کیوں کر جھیلیں
شعلہ زَن نار ہے کیا ہونا ہے
چھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ
وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
ارے او مجرم بے پَروا دیکھ
سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے
کام زِنداں کے کیے اور ہمیں
شوقِ گلزار ہے کیا ہونا ہے
ان کو رَحم آئے تو آئے ورنہ
وہ کڑی مار ہے کیا ہونا ہے
کیوں رضاؔ کُڑھتے ہو ہنستے اُٹھو
جب وہ غفّار ہے کیا ہونا ہے

لیکن جس نے دنیا میں اپنی مجلس و محفل کو، چاہے وہ شادی کی محفل ہو یا منگنی کی محفل ہو، بچے کی پیدائش کی محفل ہو یا کسی کے موت کی محفل ہو، خوشی کی محفل ہو یا غمی کی محفل ہو، جس نے اپنے محفل و مجلس کو مدینے والے آقا ﷺ پر درود پڑھ کر سجایا

ہو گا، قیامت کے اس ہوش ربا ماحول میں اس کا یہ درودِ پاک پڑھنا اس کے لیے نور یعنی روشنی ہو گا، قیامت کی مصیبتوں سے چھٹکارے کا سبب بنے گا۔ اللہ اکبر!

خلیفہ ٔ اعلی حضرت، مداح الحبیب، مولانا محمد جمیل الرحمٰن علیہ رحمۃ المنان اپنے نعتیہ دیوان ''قبالہ ٔ بخشش'' میں لکھتے ہیں:

پائیں مرادیں دونوں جہاں میں
جس نے پکارا نامِ محمد

دونوں جہاں میں دنیا و دیں میں
ہے اِک وسیلہ نام محمد

مومن کو کیوں ہو خطرہ کہیں پر
دل پر ہے کندہ نامِ محمد

روزِ قیامت میزان و پل پر
دے گا سہارا نامِ محمد

اپنے جمیلؔ رضوی کے دل میں
آ جا سما جا نامِ محمد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے نبی ﷺ کا نام ہمیں دونوں جہان میں کام آئے گا۔ ان شاء اللہ

کتنا بڑا صلہ ملے گا

یہاں پر ایک بات اور ذہن نشین کرنے والی ہے کہ دنیوی زیب و زینت سے سجائی جانے والی مجلس پر لوگوں کی تعریف چند لمحے کی ہوں گی، یا چند دن، یا چند مہینے یا چند سال کی،

یعنی لوگوں کی جانب سے ملنے والا صلہ اور بدلہ بہت جلد ختم ہو جائے، کچھ دن بعد لوگ ہمیں اور ہماری مجلس و محفل کو بھول جائیں گے، مگر اللہ کے محبوب ﷺ پر درودِ پاک پڑھنے کا صلہ پچاس ہزار سال تک نور کی صورت میں ملتا رہے گا، کیونکہ قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا۔ اللہ اکبر! (الجامع الصغیر للسیوطی، ص ۲۸۰، حدیث: ۴۵۸۰)

اے عاشقانِ صحابہ و اہلبیت! جب درودِ پاک ہمارے لیے اتنا فائدہ مند ہے تو ہم کیوں نہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، ہر وقت ہر گھڑی درود و سلام پڑھیں۔ اعلیٰ حضرت کے بھائی جان، مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الحنان اپنے نعتیہ دیوان "ذوقِ نعت" میں لکھتے ہیں:

دنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت
پیارے پڑھوں نہ کیونکر تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہے میرا میں کس سے داد چاہوں
سلطانِ بندہ پرور تم پر سلام ہر دم

کیا خوف مجھ کو پیارے نارِ جحیم سے ہو
تم ہو شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اپنے گدائے در کی لیجے خبر خدارا
کیجے کرم حسنؔ پر تم پر سلام ہر دم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ رسول! آج کی نشست میں ہم جمیعِ عالم برائے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عنوان پر بیان سننے کی سعادت حاصل کریں گے، جس کی اہم باتیں یہ ہیں:

(1)۔۔۔اللہ پاک نے تمام عالم کو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے بنایا

(2)۔۔۔اعلیٰ حضرت سے ایک سوال

(3)۔۔۔ساری چیزیں مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے میں بنیں

(4)۔۔۔مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایمان کی جان ہیں

(5)۔۔۔قبر کے سوالات

(6)۔۔۔عشقِ رسول سے اپنے آپ کو مالا مال کریں

(7)۔۔۔ربِّ کائنات کا وعدہ

(8)۔۔۔آج ہم عاشقِ رسول ہیں

(1)۔۔۔اللہ پاک نے تمام عالم کو نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے لیے بنایا

اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کو ہمارے نبی، آخری نبی، مکی مدنی محمد رّسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے بنایا ہے، چنانچہ:

حدیث نوری

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث

احد الاعلام عبد الرزاق ابو بکر بن ہمام رضی اللہ عنہ نے اپنی مصنف میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی جس حدیث کو حدیثِ نوری بھی کہا جاتا ہے چنانچہ:

قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلُ اللہِ ﷺ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَہُ اللہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ۔

حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان، مجھے بتادیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی۔

قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِہٖ فَجَعَلَ ذٰلِكَ النُّوْرُ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَیْثُ شَاءَ اللہُ تَعَالٰی۔

فرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔

وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَكٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا اَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنِّیٌّ وَلَا اِنْسِیٌّ۔

اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔

فَلَمَّا اَرَادَ اللہُ تَعَالٰی اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَّمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے۔

فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ الْقَلَمَ، وَمِنَ الثَّانِي اللَّوْحَ، وَمِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ۔

پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔

ثُمَّ قَسَّمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ۔

پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگان حامل عرش۔

وَمِنَ الثَّانِي الْكُرْسِيَّ وَمِنَ الثَّالِثِ بَاقِيَّ الْمَلَائِكَةِ۔

دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔

ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ، فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ السَّمٰوٰتِ۔

پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان۔

وَمِنَ الثَّانِي الْاَرَضِيْنَ۔

دوسرے سے زمینیں۔

وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ۔

تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے۔

ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ الحديث۔

پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الٰی آخر الحدیث۔

(المواہب اللدنیۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۷۱و۷۲)

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۶و۴۷)

اللہ نے میرے نور سے ہر شے کو پیدا کیا

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے:

قَدْ قَالَ الْاَشْعَرِیْ اِنَّهٗ تَعَالٰی نُوْرٌ لَیْسَ کَالْاَنْوَارِ۔

امام اجل امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کر کے اہل سنت کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں: کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اور نوروں کی مانند۔

وَالرُّوْحُ النَّبَوِیَّةُ الْقُدْسِیَّةُ لَمْعَةٌ مِّنْ نُوْرِهٖ۔

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے۔

وَالْمَلَائِکَةُ شَرَرُ تِلْكَ الْاَنْوَارِ۔

اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں۔

وَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔

(مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۵)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا قول

ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہمارے نبی ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا، اور پھر نبی ﷺ کے نور سے تمام عالم کو پیدا فرمایا۔

اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر ۳۰ کے صفحہ نمبر ۶۶۷ میں فرماتے ہیں:

سارا جہان ذات الٰہی سے بواسطہ حضور ﷺ صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور ﷺ کے واسطے حضور ﷺ کے صدقے حضور ﷺ کے طفیل میں۔

(2)۔۔۔اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے ایک سوال

اعلیٰ حضرت سے ایک سوال ہوا کہ ’’لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ‘‘ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو ضرور میں افلاک کو پیدا نہ فرماتا)

(کشف الخفاء حدیث ۲۱۲۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۱۴۸)

اس حدیثِ قدسی کو علمائے دین ہمیشہ سے محفل میلاد شریف میں بیان کرتے آئے اور اب بھی بیان کرتے ہیں اور اکثر علمائے دین نے بر سرِ مجلس اس حدیث کو بتلایا کہ یہ حدیث قدسی ہے اور بہت سی اردو میلاد کی کتابوں میں یہی لکھا ہے اور تمام دنیا کے میلاد خواں اسی کو پڑھتے ہیں مگر کسی عالم نے کبھی اس کی نسبت کچھ اعتراض نہ کیا اور مولانا غلام امام شہید کے میلاد شریف شہیدی میں یہی حاشیہ پر لکھا ہے کہ حدیثِ قدسی ہے، اسی طرح بہت سی اردو کی میلاد کی کتابوں میں ہے، اور لغاتِ کشوری میں بھی لکھا ہے کہ قدسی ہے، بر عکس اس کے مولانا محمد یعقوب صاحب نے اس حدیث کی بابت بیان کیا ہے کہ یہ حدیث قدسی نہیں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اکثر بزرگان دین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بے شک یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں۔ اس حدیث کی نسبت جو کچھ حکم خدا اور رسول کا ہو بیان فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا جواب

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ ''تلالؤ الافلاک بجلال احادیث لولاک'' میں ہے اور انہی لفظوں کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھا، مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں:

خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَاَھْلَھَا لِاُعَرِّفَھُمْ کَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِیْ وَلَوْلَاكَ یَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا

ترجمہ: اللہ عزوجل اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ: میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے بنایا کہ تمہاری عزت اور مرتبہ جو میری بارگاہ میں ہے ان پر ظاہر کروں، اے محمد! اگر تم نہ ہوتے، میں دنیا کو نہ بناتا۔

(تاریخ دمشق الکبیر ذکر عروجہ الی السماء داراحیاء التراث العربی بیروت ۲۹۷/۳)

دنیا میں افلاک وزمین سب کچھ ہے

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ مزید ارشاد فرماتے ہیں: اُس حدیث میں تو فقط افلاک کا لفظ تھا اس میں ساری دنیا کو فرمایا، جس میں افلاک وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب داخل ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۹ ص۱۵۔۱۶)

(3)۔۔۔ساری چیزیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں بنیں

لہذا پتہ چلا کہ اگر میرے سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نہ ہوتے، تو نہ فلک کو سجایا جاتا، نہ کسی چیز کا سایہ ہوتا، نہ عرش و کرسی ہوتے، نہ چاند و تارے ہوتے، شب و روز ہوتے نہ ہوتے نظارے، شاعر بڑے خوبصورت انداز میں لکھتا ہے:

فلک خوبصورت سجایا نہ ہوتا　　کسی چیز کا یاں سایہ نہ ہوتا

نہ عرش و کرسی نہ چاند و ستارے　　شب و روز ہوتے نہ ہوتے نظارے

نہ جن و بشر نہ کوئی پرندہ　　حیاتی مماتی نہ مردہ نہ زندہ

نہ حور نہ آدم نہ حوا کی باتیں　　نہ یعقوب یوسف زلیخا کی باتیں

نہ تخت اور تاجوں کے سلطان ہوتے　　محلوں کے والی نہ دربان ہوتے

نہ ملتی کسی کو یہاں زندگانی　　ہوا یہ نہ ہوتی نہ ہوتا یہ پانی

نبی نہ ولی غوث ابدال ہوتے　　نہ ہوتے مہینے نہ یہ سال ہوتے

ثنا خواں نہ ہوتے نہ یہ خوش بیانی　　نہ میلاد ہوتے نہ یہ نعت خوانی

پھر شاعر کہتا ہے:

نہ عرشی نہ فرشی نہ خاکی نہ نوری　　زمانے میں کچھ بھی نہ ہوتا ظہوری

بلکہ حق یہ ہے کہ:

نہ قرآں حدیث و حوالہ نہ ہوتا　　جو پیدا میرا شاہِ والا نہ ہوتا

تبھی تو اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ عشق و محبت میں ڈوب کر دنیا والوں کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ: اے دنیا والو! نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے جیسا مت کہنا کہ:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جَہان کی جان ہے تو جہان ہے

ہر شے پے لکھا ہے نام تیرا

جب میرے نبی ﷺ کی یہ شان دنیا والوں نے دیکھی کہ آسمان کا شامیانہ جو ہمارے اوپر ہے وہ نبی کے صدقے میں ہے، زمین کا بچھونا جو ہمیں عطا ہوا وہ نبی ﷺ کے صدقے عطا ہوا، چاند کی چاندنی سورج کی روشنی، نبی ﷺ کے ہونے سے ہے، ہوا کا چلنا پانی کا بہنا، نبی ﷺ ہی کے وجودِ مسعود سے ہے، بلکہ دنیا کا ذرہ ذرہ میرے مصطفیٰ ﷺ کے لیے ہے، اسی کی جانب شاعر اشارہ کرتے ہوئے آقا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرکے دنیا والوں کو یہ پیغام دے رہا ہے:

سلطانِ جہاں محبوبِ خدا تیری شان و شوکت کیا کہنا
ہر شے پہ لکھا ہے نام تیرا تیری ڈگری کی رفعت کیا کہنا

جب میں نے اس شعر پر غور کیا، کہ شاعر کہتا ہے، ہر چیز پر مصطفیٰ ﷺ کا نامِ نامی اسمِ گرامی لکھا ہوا ہے، تو میں نے ہر چیز کو بنظرِ غائر دیکھنے لگا، ہر چیز کو جانچنے لگا، کہ مصطفیٰ ﷺ کا نامِ پاک کہاں ہے؟ مگر آقا ﷺ کے نام کے بجائے کمپنی کا نام پایا، جس چیز کو دیکھتا کمپنی کا نام دکھائی دیتا، میں نے سوچا، اگر اس شعر کو دنیا والوں نے دیکھا، تو اعتراض پر اعتراض کرنا شروع کر دیں گے، کہ شاعر نے تو یہ دعوی کیا ہے کہ ہر شے میں مصطفیٰ جانِ

رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام لکھا ہے، حالانکہ چیزوں پر کمپنی کا نام لکھا ہوا ہے، یہ تو مسئلہ کھڑا ہو جائے گا، میں اسی سوچ و فکر میں ڈوبا ہوا تھا، کہ اب کروں تو کیا کروں؟

اتنے میں اچانک میرے ذہن میں کبیر داس کا ایک دوہا آیا، گویا کہ کبیر داس نے کہا: "اے عاشق! کس سوچ میں ڈوبا ہے؟ غم کیا ہے؟ کیوں متحیر نظر آتا ہے؟ کس مصیبت میں گرفتار ہے؟ صدمہ کیا ہے؟ کیوں ہے بے تاب؟ یہ بے چینی کا رونا کیا ہے؟ بے کسی کیسی ہے؟ ذرا بتا تجھ پے گزرا کیا ہے؟"

میں نے کہا: "اک مسئلہ ہے، جو مجھے در پیش ہے، سوچ رہا ہوں کہ اس کا حل کیا ہے؟"

کبیر داس نے کہا: "ذرا بتا مجھے وہ مسئلہ کیا ہے؟"

میں نے کہا: وہ مسئلہ یہ ہے کہ شاعر نے کہا کہ: "دنیا کی ہر شے پر مصطفے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام ہے" لیکن میں اس کو ایسا نہیں پا رہا، اگر لوگ مجھ سے اس کے متعلق سوال کریں گے تو میں اس کا کیا جواب دوں گا؟

ہر شے پر آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نام لکھا ہے کی دلیل

کبیر داس نے کہا: فکر نہ کر غم مت کھا، میں تجھے ایسا جواب بتاتا ہوں کہ جب تجھ سے کوئی اس کے متعلق سوال کرے تو، تو بطورِ دلیل اس کو پیش کر دینا، ہر چیز میں سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام آئے گا، میں نے کہا جلد بتا، اس میں وقفہ کیا ہے؟ کبیر داس نے کہا: سن وہ ضابطہ یہ ہے:

کسی چیز کی گنتی گن لو چوگن کرلو وائے
دو ملاکر پنج گن کرلو بیس سے بھاگ لگائے
باقی بچے کو نو گن کرلو آخر میں دو دیوٗ ملائے
کہت کبیر سن بھائی سادھو نام محمد ﷺ آئے

دوہے کی مثال

مثال کے طور پر آپ کسی بھی چیز کے نام کے حروف شمار کر لیں، جیسے مسجد میں چار حرف ہیں، پھر چار کو چار گنا کر لیں تو سولہ ہوئے، پھر سولہ میں دو ملایا تو اٹھارہ ہوئے، پھر اٹھارہ کو پانچ گنا کر لیں، تو نوے ہوئے، اس کے بعد نوے کو بیس سے بھاگ دے دیں، تو اسی برابر برابر کٹ جائیں گے اور دس بچے گا، پھر دس کو نو گنا کر لیں تو نوے ہوئے، اور آخر میں دو اور ملا دیں تو ۹۲ ہوئے، اور ۹۲ اسمِ محمد کا عدد ہے، اسی انداز سے آپ کسی بھی چیز کے حروف شمار کر کے دوہے میں دئے ہوئے قاعدے کے مطابق عمل کریں گے تو آخر میں ۹۲ کا عدد حاصل ہو گا۔ لہٰذا پتہ چلا کہ ہر چیز مصطفیٰ ﷺ کے لئے بنائی گئی ہے۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(4)۔۔۔مصطفےٰ ﷺ ایمان کی جان ہیں

مسلمانوں! جب میں نے اس دوہے کو پڑھا، تو کبیر داس کو مخاطب کر کے بر ملہ کہا : تبھی تو میرے آقا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی شان کا کچھ یوں تذکرہ کرتے ہیں اور دنیا کو یہ پیغام دیتے ہیں، کہ اے لوگوں یقیناً ہمارے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی تو شان یہ ہے:

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

مسلمانو! ذرا سوچو، غور سے سوچو، کہ قرآن نبی ﷺ کو ایمان بتائے، اور ایمان نبی ﷺ کو جان بتائے، تو اس نبی ﷺ کی کیا شان ہو گی، تبھی تو مجددِ دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سب سے اَولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و وَالا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالَم کا دُولہا ہمارا نبی

ہم اپنے آقا ﷺ کو تکلیف پہنچارہے ہیں

پس قرآن نے نبی ﷺ کو ایمان بتایا، ایمانِ نبی ﷺ کو جان بتایا، تو اب آپ بتائیں کہ کوئی شخص ایسا دنیا میں ہے، جو اپنی جان کو تکلیف پہنچائے، جو اپنی جان کو مصیبت میں ڈالے، اپنے آپ کو سردیوں کی رات میں گھر کے باہر برہنہ رکھ کر اپنی جان کو تکلیف پہنچاے۔

آپ یہی جواب دیں گے کہ، نہیں نہیں، دنیا میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے، بلکہ لوگ تو اپنی جان کو آرائش وزیبائش کے محلات میں آرام سے رکھنے کی تمنا کرتے ہیں، ہاں وہ شخص جو پاگل ہو جسے دنیا ومافیہا کی کچھ خبر نہ ہو، وہ ایسا کرے تو ہو سکتا ہے، ورنہ جو ذی شعور ہو، عقل مند ہو وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

تو میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں، کیونکہ الحمد اللہِ عزوجل آپ عقلمند ہیں، اللہ عزوجل نے آپ کو عقل سے نوازا ہے، شعور سے سر فراز فرمایا ہے، آپ شعور مند ہیں، لہٰذا آپ سے سوال ہے، کہ جب آپ کا ایمان نبی ﷺ کو جان بتارہا ہے، تو نبی ﷺ آپ کی جان ہوئے اور جان کیا چیز ہے؟ اگر جان سے بھی کوئی اعلیٰ چیز ہوتی، اور اس سے نبی ﷺ کو تشبیہ دی جاتی تب بھی کم تھا، کہ اعلی حضرت فرماتے ہیں:

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے! صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

کہ ہمارا جو دنیا میں وجود ہے، وہ مصطفی ﷺ کے صدقے میں ہے، تو جب کوئی اپنی جان کو تکلیف نہیں پہنچاتا، تو ہم اور آپ اپنے آقا ﷺ کی سنتوں کو ترک کر کے اپنے آقا ﷺ کو تکلیف کیوں پہنچا رہے ہیں؟ آج ہم اپنے آقا ﷺ کے فرمان کو ترک کر کے کیوں انہیں تکلیف پہنچا رہے ہیں؟

ہاں! ہاں! آج ہم لوگ اپنے آقا ﷺ کی سنتوں کو چھوڑ کر فیشن اپنا کر آقا ﷺ کے فرمان کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ ذرا کان لگا کر اس فرمانِ نبوی ﷺ کو سنئے:

میرے گروہ میں سے نہیں

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ ترجمہ: جو میری سنت سے منہ پھیرے وہ میرے گروہ سے نہیں۔

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر ابی ایوب حدیث ۱۸۱۴۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹۸/۷)

مرنے کے بعد کی ہوش رُبا منظر کشی

اے غافِل اسلامی بھائی! ذرا ہوش کر!! مرنے کے بعد تیری ایک نہ چلے گی، تیرے ناز اٹھانے والے تیرے کپڑے بھی اتار لیں گے۔ تو کتنا ہی بڑا سرمایہ دار سہی، تجھے وُہی کورے لٹھے کا کفن پہنائیں گے جو فٹ پاتھ پر دم توڑ دینے والے لاوارِث کو پہنایا جاتا ہے۔ تیری کار ہے تو وہ بھی گیرج میں کھڑی رہ جائے گی۔ تیرے بیش قیمت لباس صندوق میں دھرے رہ جائیں گے۔ تیرا مال و متاع اور خون پسینے کی کمائی پر وُرَثاء قابِض ہو جائیں

گے۔ "اپنے" اشک بہا رہے ہوں گے۔ "بیگانے" خوشیاں منا رہے ہوں گے۔ تیرے ناز اٹھانے والے تجھے اپنے کندھوں پر لاد کر چل دیں گے اور ایک ایسے ویرانے میں لے آئیں گے کہ تو کبھی اس ہولناک سنّاٹے میں خُصُوصاًرات کے وقت ایک گھڑی بھی تنہا نہ آیا تھا، نہ آسکتا تھا بلکہ اس کے تصوُّر سے ہی کانپ جایا کرتا تھا۔ اب گڑھا کھود کر تجھے منوں مِٹّی تلے دَفن کر کے تیرے سارے عزیز چلے جائیں گے۔ تیرے پاس ایک رات کُجا ایک گھنٹہ بھی ٹھہرنے کے لئے کوئی راضی نہ ہو گا۔ خواہ تیرا چہیتا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، وہ بھی بھاگ کھڑا ہو گا۔ اب اس تنگ و تاریک قَبْر میں نہ جانے کتنے ہزار سال تیرا قیام ہو گا۔ تو حیران و پریشان ہو گا، افسردگی چھائی ہو گی، قَبْر بھینچ رہی ہو گی، تو چِلّا رہا ہو گا، حسرت بھری نگاہوں سے عزیزوں کو نگاہوں سے اَوجھل ہوتا ہوا دیکھ رہا ہو گا، دل ڈوبتا جارہا ہو گا۔

(5)۔۔۔قبر کے سوالات

اتنے میں قَبْر کی دیواریں ہلنا شروع ہوں گی اور دیکھتے ہی دیکھتے دو خوف ناک شکلوں والے فِرِشتے (مُنکَر و نکیر) اپنے لمبے لمبے دانتوں سے قَبْر کی دیوار کو چیرتے ہوئے تیرے سامنے آموجود ہوں گے، ان کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے، کالے کالے مُہِیب (یعنی ہیبت ناک) بال سر سے پاؤں تک لٹک رہے ہوں گے، تجھے جِھڑک کر بٹھائیں گے۔ کَرَخت (یعنی نہایت ہی سخت) لہجے میں اس طرح سُوالات کریں گے: "مَنْ رَّبُّكَ؟" (یعنی تیرا رب عَزَّوَجَلَّ کون ہے؟) "مَا دِيْنُكَ؟" (یعنی تیرا دین کیا ہے؟) اِتنے میں تیرے اور مدینے کے درمِیان جتنے پردے حائل ہوں گے، سب اُٹھا دیئے جائیں گے

کسی کی موہنی، دلرُبا اور پیاری پیاری صورت سامنے آجائے گی۔ یا وہ عظیم اور پیاری ہستی خود تشریف لے آئے گی۔ کیا عجب! تیری آنکھیں شرم سے جُھک جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ تُو سوچ میں پڑ جائے کہ نِگاہیں اُٹھاؤں تو کیسے اُٹھاؤں! اپنی بگڑی ہوئی صورت دِکھاؤں تو کیسے دکھاؤں! یہ وُہی تو میرے آقا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم ہیں جن کا میں کلمہ پڑھا کرتا تھا۔ اپنے آپ کو ان صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کا غلام بھی کہتا تھا۔ لیکن میں نے یہ کیا کیا!

مصطفیٰ ﷺ نے تو یہ فرمایا

میٹھے میٹھے آقا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے تو یہ فرمایا: "داڑھی بڑھاؤ، مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیوں کو مُعافی دو یہودیوں جیسی صورت مت بناؤ۔" لیکن ہائے میری بد بختی! میں چند روزہ دنیا کی زینت میں کھو گیا۔ فیشن نے میرا ستیاناس (سَتْ۔تِیا۔ناس) کر دیا۔ آقا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کے سختی سے منع کرنے کے باوُجود میں نے چہرہ یہودیوں یعنی مدنی آقا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کے دشمنوں جیسا ہی بنایا۔ ہائے! اب کیا ہو گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری بگڑی ہوئی شکل دیکھ کر سرکارِ عالی وقار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم منہ پھیر لیں اور یہ فرمادیں کہ "یہ تو میرے دشمنوں والا چہرہ ہے، میرے غلاموں والا نہیں!!" اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو سوچ اُس وقت تجھ پر کیا گزرے گی۔

نہ اُٹھ سکے گا قِیامت تلک خدا کی قسم
اگر نبی نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

توبہ کرلیجئے ابھی موقع ہے

ایسا نہیں ہوگا، اِن شاءَاللہ عَزَّوَجَلَّ ہرگز نہیں ہوگا۔ ابھی تو زندہ ہے، مان جا! اپنے کمزور بدن پر ترس کھا! جھٹ ہِمّت کر! انگریزی فیشن، فِرنگی تہذیب کو تین طَلاقیں دے ڈال اور اپنا چہرہ میٹھے میٹھے آقا مَکّی مَدَنی مصطفی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کی پاکیزہ سنَّت سے آراستہ کرلے اور ایک مُٹّھی داڑھی سجالے۔ ہرگز ہرگز شیطان کے اِس فریب میں نہ آ، اور ان وساوِس کی طرف توجُّہ مت لا، کہ "ابھی تو میں اس قابل نہیں ہوا، میری تو عمر ہی کیا ہے؟ میرا علم بھی اتنا کہاں ہے؟ اگر کسی نے دین کے بارے میں سُوال کر دیا تو مجھے جواب نہیں آئے گا، میں تو جب قابِل ہو جاؤں گا اُس وَقت داڑھی رکھوں گا۔" یادرکھ! یہ شیطان کا کامیاب ترین وار ہے کہ انسان اپنے بارے میں یہ سمجھ بیٹھے کہ "ہاں، اب میں قابِل ہو گیا ہوں۔" یادرکھئے! اپنے آپ کو قابِل سمجھنا ہی، ناقابلیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

بڑے بڑے علمائے کرام بھی جواب نہیں دیتے

عاجِزی اختیار کر! بڑے بڑے علمائے کرام بھی ہر سُوال کا جواب نہیں دیتے تو کیا ہر سُوال کا جواب دینے کی تُو نے ذمّہ داری لی ہوئی ہے؟ نفس کی حیلہ بازیوں میں مت آ! اور مان جا۔ خواہ ماں روکے، باپ منع کرے، معاشرہ آڑے آئے، شادی میں رُکاوٹ کھڑی ہو۔ کچھ ہی ہو جائے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کا حکم ماننا ہی پڑے گا۔

اور نوجوان اسلامی بھائی، جن کی شادی ابھی تک نہیں ہوئی، وہ یہ نہ سوچے کہ اگر داڑھی رکھ لیا تو میری شادی رک جائے گی، میرا رشتہ ٹوٹ جائے گا، اے نوجوان! تسلّی رکھ! اگر جوڑا لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا ہے تو تیری شادی ضرور ہو جائے گی اور اگر نہیں لکھا تو دُنیا کی کوئی طاقت تیری شادی نہیں کرواسکتی۔ زندگی کا کیا بھروسہ؟(رسالہ کالے بچھو ص۴۔۹)

(6)۔۔۔عشق رسول ﷺ سے اپنے آپ کو مالا مال کریں

لہٰذا عشقِ مصطفی ﷺ کی دولت سے اپنے آپ کو مالا مال کریں، کیونکہ عشقِ رسول ہی ہمیں ہر جگہ ہر وقت کام آئے گی چاہے وہ دنیا ہو، چاہے وہ قبر ہو، اور چاہے وہ حشر ہو: اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

لحد میں عشقِ رخِ شہہ کا داغ لے کے چلے
اندھری قبر سنی تھی چراغ لے کے چلے
تیرے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

اور جو شخص رسول اللہ ﷺ سے عشق کرے، ان کے فرمودات کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ سنتِ نبوی کے مطابق گزارے تو وہ قیامت میں، جنت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو گا، مگر عشق بھی ہو تو نمایہ انداز کا، سنیئے! صحابیٔ رسول حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا عشق کیسا تھا، اور اس عشق کا صلہ کیا ملا؟ چنانچہ:

حضرت ثوبان کا عشق رسول ﷺ

ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے عاشق زار حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو ان کا چہرہ اترا ہوا اور رنگ اڑا ہوا دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے وجہ پوچھی۔ تو درد مند عاشق نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نہ کوئی جسمانی تکلیف ہے اور نہ کہیں درد۔ بات یہ ہے کہ رخ انور جب آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے تو دل بے تاب ہو جاتا ہے فوراً زیارت سے اس کو تسلی دیتا ہوں۔ اب رہ رہ کر مجھے یہ خیال ستا رہا ہے کہ جنت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا مقام بلند کہاں ہو گا اور یہ مسکین کس گوشہ میں پڑا ہو گا۔ اگر روئے تاباں کی زیارت نہ ہوئی تو میرے لئے جنت کی ساری لذتیں ختم ہو جائیں گی، فراق و ہجر کا یہ جانکاہ صدمہ تو اس دل ناتواں سے برداشت نہ ہو سکے گا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم یہ ماجرا سن کر خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ جبرئیل امین علیہ السلام یہ مژدہ لے کر تشریف لائے:

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓىٕكَ رَفِیْقًا (۶۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔ (پ ۴، النساء: ۶۹)

(الجامع لاحکام القرآن، الحدیث ۲۳۰۹، ج۵، ص۲۶۱)

(7)۔۔۔ربِّ کائنات کا وعدہ

اللہ اکبر! کیسا عشق تھا؟ اور اس کی جزا بھی تو دیکھو! کہ رب تعالیٰ نے ان کی دل جوئی کے لئے بطورِ ثبوت قرآنِ عظیم کی آیت نازل فرمادی کہ اے میرے محبوب ﷺ کے عاشقوں غم نہ کرو، تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے گا تو اسے ان کا ساتھ ملے گا۔ پیارو! یہ ربِّ کائنات کا وعدہ ہے۔

آؤ اطاعت گزار عاشق بنیں

لہٰذا اطاعت گزار عشاق کو جنت میں جدائی کا صدمہ نہیں پہنچے گا بلکہ ان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی معیت ورویت میسر ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ عشق مصطفوی میں صرف حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی یہ کیفیت نہ تھی بلکہ سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی حال تھا۔

اور اب آخر میں ایک ایسی سچی داستان سنیئے! جس کے دامن میں یہ سیکھنے کو ملے گا کہ ایک عاشق رسول کو کیسا ہونا چاہئے، چنانچہ ابو داؤد شریف کی حدیثِ پاک ہے:

مصطفیٰ ﷺ کی رضا کے خاطر اپنا مکان ڈھادیا

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک دن رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و سلم کہیں تشریف لے گئے ہم بھی ساتھ ہی تھے کہ تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و سلم نے ایک بلند عمارت ملاحظہ کی تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کی گئی: یہ فلاں انصاری کی ہے۔ (یہ سُن کر) مدینے کے تاجور، سلطانِ بحر وبر، محبوبِ

ربِّ اکبر صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم خاموش ہوگئے اور یہ بات قلبِ اَطہر میں رکھ لی۔ حتی کہ اُس عمارت کا مالِک حاضِر ہوا اور اُس نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم کو (لوگوں کی موجودَگی میں) سلام عرض کیا، سرکار صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم نے اُس سے اِعراض کیا، اُس (انصاری) نے یہ عمل کئی مرتبہ کیا یہاں تک کہ اُس (انصاری) شخص نے اپنے بارے میں ناراضی (کا اظہار) اور اِعراض جان لیا تو اُس نے جنابِ رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم کے اَصحاب سے یہ کیفیت بیان کرتے ہوئے کہا: وَاللہ! میں رسولُ اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم کو ناراض پاتا ہوں۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے فرمایا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم تشریف لے گئے تھے تو تمہاری عمارت دیکھی۔ (یعنی ہمارا اندازہ یہی ہے کہ تم سے ناراضی کا سبب تمہاری تعمیر کردہ بلند عمارت ہے۔ یہ سن کر) وہ (انصاری) اپنی عمارت کی طرف لوٹے اور اُسے ڈھا کر زمین بوس کر دیا۔ (ابو داؤد ج۴ص۴٦٠حدیث ۵۲۳۷ مُلَخَّصاً)

یقیناسودا نہایت ہی سستا ہے

پیارے اسلامی بھائیو! یہ ہے حضراتِ صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا عشقِ رسول صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم۔ مفسّرِ شہیر حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: مُصطَفٰی جانِ رَحمت صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم نے انہیں نہ تو عمارت ڈھانے کا حکم دیا اور نہ ہی یہ فرمایا کہ اِس طرح کی عمارت بنانا جائز نہیں، اُن صحابی کو صرف اندازہ ہی ہوا کہ شاید تاجدارِ نُبُوَّت صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و

سلم اِس عمارت کے سبب مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں، تو ان کا یہ ذِہن بنا کہ یہ عمارت میرے اور محبوب کے درمیان رُکاوٹ بن گئی لہٰذا اُسے ڈھا دیا۔ اِس ڈھانے میں مال کو برباد کرنا نہیں اور نہ ہی یہ فضول خرچی ہے بلکہ اصل مقصود محبوب کو منانا ہے، اگر عمارت ڈھانے سے اللہ پاک کے پیارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم راضی ہو جائیں تو یقینا یقینا یقینا سودا نہایت ہی سستا ہے، جنابِ خلیل علیہ السلام تو رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے فرزند کو ذَبح کرنے کیلئے تیار ہو گئے تھے۔ اللہ اکبر! (مراٰۃ ج۷ ص۲۱ مُلَخَّصاً)

نہیں چاہتا حکومت نہیں سلطنت ہے پانا
مِری زندگی کا مقصد ہے حضور کو منانا

کیا کیا پسند ہے اور کیا کیا پسند نہیں ہے

اور آج میں اور آپ دیکھیں کہ ہمارا کیا کیا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پسند ہے؟ اور کیا کیا پسند نہیں ہے؟ صبح سے لے کر شام تک، شام سے لے کر صبح تک، عقیقے، ولیمے سے لے کر بڑی بڑی دعوتوں تک، اپنی زندگی کی پہلی سانس سے آخری ہچکی تک، اپنے کاروبار سے لے کر اپنے گھر کے انداز تک، سونے سے لے کر اٹھنے تک، کھانے سے لے کر فارغ ہونے تک، صبح کے پہلے گراہک سے لے کر آخری گراہک تک، سفر میں جانے سے لے کر واپس آنے تک، لڑکے یا لڑکی کی منگنی سے لے کر شادی کے آخری مراحل تک، اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کو دیکھیں، ہمارا کون کون سا عمل حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پسند ہے اور کون سا عمل پسند نہیں ہے، اس پہ بار بار سوچیں۔

(8)---آج ہم بھی عاشقِ رسول ہیں

اس صحابی کا مکان حضور ﷺ کو پسند نہ تھا تو انہوں نے اس مکان کو حضور ﷺ کی خوشی حاصل کرنے کے لئے زمین بوس کر دیا، گرا دیا، کیوں گرا دیا؟ کیونکہ وہ عاشقِ رسول تھے، اپنے محبوب ﷺ کی خوشنودی ان کو مطلوب تھی، آج ہم بھی عاشقِ رسول ہیں اور نعرہ بھی لگاتے ہیں:

غلام ہیں غلام ہیں رسول ﷺ کے غلام ہیں
غلامیٔ رسول میں موت بھی حیات ہے
غلامی رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے
جو ہو نہ عشق مصطفیٰ ﷺ تو زندگی فضول ہے

اور جب عشق زیادہ بڑھتا ہے تو ساری حدوں کو پار کر کے کچھ یوں کہتے دکھائی دیتے ہیں:

غلام مصطفی بن کر میں بک جاؤں مدینے میں
انہی کے نام پر سودا سرِ بازار ہو جائے

دور دور تک نظر نہیں آتے

تو کبھی غلامیٔ رسول ﷺ پر موت قبول کرنے کی آرزو ہے، تو کبھی عشقِ رسول ﷺ کے بغیر زندگی کے فضول ہونے کا دعوی ہے تو کبھی حضور ﷺ کے نام پر بک جانے کی باتیں ہیں، یہ سب کچھ ہونے کے باوجود، جب بات آتی ہے حضور ﷺ کی

سنتوں پر عمل کرنے کی، جب بات آتی ہے حضور ﷺ کے دین کے لئے قربانی دینے کی تو دور دور تک نظر نہیں آتے۔

اب کہاں گیا ہمارا دعوی؟

اب کہاں گیا ہمارا دعوی؟ اب کہاں ہیں وہ ترانے؟ کیا ہوا جناب؟ ابھی تو آپ مر مٹنے کی باتیں کر رہے تھے، حضور ﷺ کی پیاری سنت داڑھی رکھنے کی بات آئی تو بغلیں جھانکنے لگے، دین کے لئے قربانی دینے کی بات آئی تو پیچھے کھسکنے لگے۔

آج ہم پیچھے کھسک رہے ہیں، آج ہم بغلیں جھانک رہے ہیں، اگر کل وہ محبوب ﷺ ہم سے آگے پیچھے ہو گئے، اور روٹھ گئے، تب تو سارا ہی ملیا میٹ ہو جائے گا۔ اللہ اکبر!

آیئے آج عہد کرتے ہیں

تو پیارو! صحابہ کے انداز محبت رسول ﷺ سے روشنیاں حاصل کرتے ہوئے آیئے آج مصطفیٰ ﷺ کے حضور یہ عہد کرتے ہیں

چھوڑ کے تیرا دامن رحمت آقا ہم سے بھول ہوئی
کھو دی اپنی قدر و قیمت آقا ہم سے بھول ہوئی
حد سے گزری ہے نادانی آپ کی کوئی بات نہ مانی
گھیرے ہوئے ہے نفرت و ذلت آقا ہم سے بھول ہوئی

بن گے سیم و زر کے بندے تن کے اجلے من کے گندے
چھن گئی ہم سے فقر کی دولت آقا ہم سے بھول ہوئی
دیکھیں ہماری آنکھ مچولی اپنا سینہ اپنی گولی
بھول گئے ہم درسِ اخوت آقا ہم سے بھول ہوئی
علم و عمل کا رشتہ ٹوٹا آقا جب سے آپ کا دامن چھوٹا
فرقہ فرقہ ہو گئی اُمت آقا ہم سے بھول ہوئی
ساری دنیا سے ٹھکرائے ہوئے تمہارے در پے ہیں آئے ہوئے
آقا! کھول دو ہم پے بابِ رحمت آقا ہم سے بھول ہوئی
درس قرآن بھول گئے ہم آقا تیرا فرمان بھول گئے ہم
لے ڈوبی ہمیں مال کی کثرت آقا ہم سے بھول ہوئی
کون کرے ان سب کا مداوا آقا ہے ہمیں تیرا سہارہ
کر دو اپنی خاص عنایت آقا ہم سے بھول ہوئی

ان کو منانے کا، آج موقع ہے

تو پیارو! سوچیں! آج وقت ہے ان کو منانے کا، آج موقع ہے ان سے رشتہ جوڑنے کا، اگر آج ہم انہیں نہ منا سکیں، اگر آج ان سے رشتہ نہ جوڑ سکیں، تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کل پچھتانا پڑے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا وہ شعر یاد آگیا کہ:

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قِیامت میں اگر مان گیا

تو بات کہاں سے کہاں نکل گئی، خیر یہ بھی ضروری تھا، تاکہ ہم حضور ﷺ کے سچے عاشق بن سکیں، اور ہمیں تو اپنے آقا و مولی ﷺ پر فخر کرنا چاہیے، کہ ہمارے آقا، وہ آقا ہیں جو باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں، ہر چیز فخر کر رہی ہے، جس شہر میں مصطفی ﷺ پیدا ہوئے، اس شہر کی خود رب کائنات قسم یاد فرمارہاہے ''لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ''

زمین بھی فخر کرتے ہوئے آسمان کو طعنہ دے رہی ہے،

خم ہو گئی پشتِ فلک اس طعنِ زَمیں سے
سن ہم پہ مَدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

لہذا اپنے آقا و مولی ﷺ پر ہمیں بھی فخر و ناز کرنا چاہیئے:

دل میں فخر کا دریچہ باز کرنا چاہیئے
جن کا تو آقا ہے ان کو ناز کرنا چاہیئے

اور اپنے ہر انداز کو زمانے سے جدا رکھنا چاہیئے، کیوں؟ کیونکہ

ہم اپنا انداز زمانے سے جدا رکھتے ہیں
ہم محبوب بھی محبوبِ خدا رکھتے ہیں

ہمارے اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ زمانے سے جدا ہو، کھانے پینے کا انداز زمانے سے جدا ہو، رہن سہن کا طریقہ زمانے سے الگ ہو، کلام و سلام کا انداز زمانے سے نرالا ہو، ہر کام کا

انداز زمانے سے جدا ہو، اور یہ سب زمانے سے جدا کب ہو گا؟ جب ہمارا انداز سنتِ محبوب ﷺ کے مطابق ہو گا۔

اور آقا ﷺ کی سنتوں سے محبت آقا ﷺ سے محبت کی نشانی ہے، اور آقا ﷺ کی محبت جنت میں جانے کا سبب ہے، چنانچہ:

تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبوَّت، مصطَفٰے جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت، نوشۂ بزمِ جنّت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔

(مِشْکاۃُ الْمَصابِیح ج۱ ص۵۵ حدیث ۱۷۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سنتیں عام کریں دین کا ہم کام کریں
نیک ہو جائیں مسلمان مدینے والے
تبلیغ سنتوں کی کرتا رہوں ہمیشہ
مرنا بھی سنتوں میں ہو سنتوں میں جینا

آخر میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنا اور اپنے حبیب ﷺ کا عشق عطا فرمائے، محبوب ﷺ کی سنتوں کا اسیر بنائے، سنتوں پر عمل کا جذبہ عطا فرمائے، اور کل قیامت میں محبوب ﷺ کی شفاعت سے حصہ عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خطیب

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

تاریخ اجراء

10.JUNE2012 بروز اتوار
استاد جامعۃ المدینہ فیضان صدیق اکبر آگرہ الہند

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

(6)شانِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی فضیلت

(1)---شانِ مصطفی ﷺ بزبانِ قرآن

(2)---شانِ مصطفی ﷺ بزبانِ مصطفی ﷺ

(3)---شانِ مصطفی ﷺ بزبانِ جبرئیل

(4)---شانِ مصطفی ﷺ بزبانِ صحابہ

(5)---شانِ مصطفی ﷺ کے بعد جمالِ مصطفی ﷺ

(6)---جمالِ مصطفی ﷺ بزبانِ صحابیٔ مصطفی ﷺ

(7)---جمالِ مصطفی ﷺ بزبانِ زوجۂ مصطفی ﷺ

(8)---حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا

(9)---حضور ﷺ کا سایہ نہ ہونے کی وجہ

خطیب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

(6)شانِ مصطفے ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه ﷺ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه ﷺ

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اے عاشقانِ صحابہ و اہلبیت! آج ہم اور آپ جس دور سے گزر رہے ہیں وہ دور ترقی کا دور کہلاتا ہے کہ نئی نئی چیزیں بنائی جارہی ہیں، سال کا کام مہینوں میں ، مہینوں کا کام دنوں میں ،دنوں کا کام گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا کام پل بھر میں کئے جارہے ہیں۔ آج ایسی ترقی کا دور ہے کہ ہر کوئی لگا ہوا ہے ،اس خیال سے کہ کہیں میں دوسروں سے پیچھے نہ رہ جاؤں۔

مگر میں آپ کے سامنے ایک بات رکھنا چاہتا ہوں کہ لوگوں کا ترقی حاصل کرنے کے باوجود اگر جائزہ لیا جائے تو ہر کوئی پریشان ہے۔ دن رات کمانے کے باوجود گھر کے اخراجات پورے کرنا ایک دشوار کام بن گیا ہے۔ آدمی دن رات اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کا پلان بناتا ہے مگر کامیاب نہیں ہو پارہا۔ کہا جاتا ہے پہلے گھر میں کم کھانا پکتا تھا بہت سارے

لوگ کھالیتے تھے اور اب بہت سارا کھانا پکتا ہے مگر کم لوگ بھی نہیں کھا پارہے ہیں۔ یعنی یوں کہہ لیجئے کہ آج ہمارے گھروں سے برکت اٹھتی جارہی ہے۔مال واسباب کی کثرت ہے مگر برکت نہیں ہے۔ کثرت الگ چیز ہے اور برکت الگ چیز ہے۔ آدمی کی کامیابی کثرت سے نہیں ہے بلکہ آدمی کی کامیابی برکت سے کہ جس کو برکت مل جائے اس کا تھوڑا ہی بہت ہو جاتا ہے۔

اے عاشقان رسول! بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج ہر کوئی اپنے دل میں اپنی حاجت لیے گھوم رہاہے کہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے،میری یہ آرزو پوری ہو جائے، میری یہ تمنا پوری ہو جائے ، مگر وہ حاجت،وہ آرزو اور وہ تمنا پوری ہونے کا نام نہیں لیتی۔غریب چاہتا ہے میں امیر ہو جاؤں،امیر چاہتا ہے میں سب سے بڑا امیر بن جاؤں۔پیدل چلنے والا چاہتا ہے میں پیدل نہ چلوں بلکہ میرے پاس سائیکل ہو جائے۔سائیکل والا چاہتاہے کب تک پیڈل مار مار کر تھکتا رہوں گا کاش! میرے پاس موٹر سائکل ہو جائے۔موٹر سائکل والا چاہتا ہے یار فیملی ممبر بڑھ گئے ہیں اب کار ہونی چاہیئے۔الغرض ہر کسی کی کوئی نہ کوئی حاجت ہے ،کوئی نہ کوئی آرزو ہے ،کوئی نہ کوئی تمنا ہے۔ مگر وہ حاجت ،وہ آرزو،وہ تمنا پوری ہو جائے بہت مشکل ہے۔ڈاکٹر اقبال لکھتے ہیں:

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم

یہ تو دنیا کی حاجتوں کا بیان ہے آگے بڑھیں تو آخرت کی بھی حاجتیں ہیں اگرچہ ہم

ان حاجتوں کے بارے میں نہیں سوچتے۔ سکرات و موت کا معاملہ، سوالاتِ قبر اور عذابِ قبر کا معاملہ، قیامت میں اٹھائے جانے کا معاملہ، حساب و کتاب کا معاملہ، پل صراط سے گزرنے کا معاملہ، جنت و دوزخ میں داخل ہونے کا معاملہ۔ یہ بھی ہماری حاجتوں میں شامل ہیں، ان سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان سب سے ہمیں دوچار ہونا ہے۔

اے عاشقانِ رسول! آج کی اس نورانی محفل کے صدقے میں آپ کو ایک ایسا وظیفہ بتاتا ہوں جس کی برکت سے آپ کی ایک حاجت نہیں، دو حاجت نہیں، تین حاجت نہیں، پانچ، دس، بیس اور پچاس حاجت نہیں بلکہ سو حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔ اور یہ تجربہ کیا ہوا عمل ہے۔ الحمد للہ ایک بار جمعہ کے دن مسجد میں بیان کے دوران سگِ عطار نے یہ عمل بیان کیا تو صرف بیان کی برکت سے اسی دن دنیا کی کئی حاجتیں پوری ہو گئیں۔ لہٰذا خوب توجہ سے سنیئے:

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علاّمہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رَضوی دَامَت بَرَکاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ''سیّدی قُطبِ مدینہ '' میں بحوالہ جَمْعُ الْجَوامِعْ اللہ کے آخری نبی ﷺ کی ایک حدیثِ پاک نقل فرماتے ہیں کہ:

سلطانِ دوجہان، مدینے کے سلطان، رَحمتِ عالَمیان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہ تَعالیٰ عَلیہ واٰلہٖ و سلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جو مجھ پر جُمُعہ کے دن اور رات ۱۰۰ مرتبہ دُرُود شریف پڑھے اللہ اُس کی ۱۰۰ حاجتیں پوری فرمائے گا، ۷۰ آخِرت کی اور ۳۰ دُنیا کی اور اللہ پاک ایک فِرِشتہ مقرّر فرمادے گا جو اُس دُرُودِ پاک کو میری قبر میں یوں پہنچائے گا جیسے

تمہیں تحائف پیش کئے جاتے ہیں، بِلاشبہ میرا علم میرے وِصال کے بعد وَیسا ہی ہو گا جیسا میری حیات میں ہے۔(جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّیُوطی ج۷ ص۱۹۹ حدیث ۲۲۳۵۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! اب آپ ہر جمعہ کو سو بار درودِ پاک پڑھنے کا معمول بنا لیجئے اور پھر اس کی برکتیں خود دیکھیئے، ان شاء اللہ آپ کی ہر نیک و جائز حاجت ایک ایک کر کے پوری ہوتی ہوئی نظر آئیں گی۔ ان شاء اللہ

زبان و قلب کی عظمت درودِ پاک سے ہے
ہر ایک غم میں حفاظت درودِ پاک سے ہے
دعائیں ہوتی ہیں مقبول اس وسیلے سے
خدا کی خاص عنایت درودِ پاک سے ہے
غمِ جہاں سے کبھی سابقہ نہیں پڑتا
مجھے تو ہر گھڑی راحت درودِ پاک سے ہے
خدا کے نام کے بعد محمد کا نام لیتے رہو
ہر ایک کام میں برکت درودِ پاک سے ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ رسول! آج کے بیان میں ہم شانِ مصطفے ﷺ کے عنوان پر سننے کی سعادت حاصل کریں گے، جس کی اہم باتیں یہ ہیں:

(1)۔۔۔شانِ مصطفی ﷺ بزبانِ قرآن

(2)۔۔۔شانِ مصطفی ﷺ بزبانِ مصطفی ﷺ

(3)۔۔۔شانِ مصطفی ﷺ بزبانِ جبرئیل

(4)۔۔۔شانِ مصطفی ﷺ بزبانِ صحابہ

(5)۔۔۔شانِ مصطفی ﷺ کے بعد جمالِ مصطفی ﷺ

(6)۔۔۔جمالِ مصطفی ﷺ بزبانِ صحابیِ مصطفی ﷺ

(7)۔۔۔جمالِ مصطفی ﷺ بزبانِ زوجۂ مصطفی ﷺ

(8)۔۔۔حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا

(9)۔۔۔حضور ﷺ کا سایہ نہ ہونے کی وجہ

(1)۔۔۔شانِ مصطفے ﷺ بزبان قرآن

آج کی نشست میں ہم ان شاء اللہ عزوجل شانِ مصطفی ﷺ کے عنوان سے کچھ باتیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے، اللہ عزوجل ہمیں مصطفی کریم علیہ الصلوۃ و التسلیم کا عشقِ عظیم نصیب فرمائے۔

اللہ تبارک و تعالی کی بارگاہِ عظیم میں ساری مخلوقات میں سے حضرتِ انسان معزز و مکرم ہے، پھر ساری انسانیت میں اولیائے کاملین کا درجہ ہے، اور اولیائے کاملین سے بڑا مقام و مرتبہ انبیائے کرام علیہم السلام کا ہے، اور سارے انبیائے کرام علیہم السلام میں سے اللہ کی بارگاہ میں ہمارے نبی، سچے نبی آخری نبی ﷺ کا مقام و مرتبہ ہے، اور اسی کو اعلی حضرت عظیم المرتبت، شہنشاہِ فقاہت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن شعر کی صورت میں کچھ یوں نغمہ سراں ہوتے ہیں:

خلق سے اولیا اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

اللہ تبارک و تعالی نے قرآنِ عظیم میں جابجا انبیا و مرسلین کو ان کے ناموں سے مخاطب فرمایا ہے، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو مخاطب کر کے ربِّ کائنات عزوجل کا ارشاد ہوتا ہے:

وَ قُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ (پ ۱ البقرۃ ۳۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو۔

حضرت نوح علیہ السلام سے اللہ جل مجدہ الکریم کا خطاب کچھ یوں ہوا:

قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ (پ ۱۲، ہود ۴۶)

ترجمہ کنز الایمان: فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں۔

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا

ترجمہ کنز الایمان: اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ۔(پ۱۲،الھود۷۶)

قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ

ترجمہ کنز الایمان: فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے۔(پ۹،الاعراف،۱۴۴)

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ

ترجمہ کنز الایمان: اے داود بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔(پ۲۳،ص،۲۶)

یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ

ترجمہ کنز الایمان: اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر۔(پ۷،المائدہ،۱۱۰)

یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ-ﹰاسْمُهٗ یَحْیٰى (پ۱۶،مریم،۷)

ترجمہ کنز الایمان: اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جن کا نام یحییٰ ہے۔

یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍؕ-وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّاۙ(۱۲) (پ۱۶،مریم،۷)

ترجمہ کنز الایمان: اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی۔

سارے انبیاو مرسلین علیہم الصلوۃ التسلیم کو ربّ کریم نے ان کا نام لے کر خطاب فرمایا لیکن ہمارے اور آپ کے نبی مکی مدنی ﷺ کو اللہ تبارک و تعالی نے نام سے نہیں بلکہ صفات کے مخاطب فرمایا ہے، چنانچہ:

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ (پ۶المائدۃ۶۷)

ترجمہ کنز الایمان: اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ

ترجمۂ کنزالایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے۔(پ۱۰،الانفال ۶۴)

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ

ترجمۂ کنزالایمان: اے جھرمٹ مارنے والے۔(پ۲۹،المزمل،۱)

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ

ترجمۂ کنزالایمان: اے بالاپوش اوڑھنے والے (پ۲۹،المدثر،۱)

اے عاشقانِ رسول! شانِ مصطفے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دیکھئے! کہ خود اللہ عزوجل نے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ان کے القابات وصفات سے مخاطب فرمایا، اور لوگوں کو بھی حکم دیا کہ میرے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ادب کے ساتھ پکارا کرو، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (پ۱۸،النور ۶۳)

ترجمۂ کنزالایمان: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

ایسا کیوں؟ کیونکہ میرا رسول عام انسانوں کی طرح نہیں ہے بلکہ میرے:

محبوب کا چہرہ: وَالضُّحٰی ہے۔　　ان کی زلفیں: وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ہیں۔

ان کا سینہ: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ہے۔　　ان کا کلام: مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ہے۔

ان کا شہر: لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ہے۔　　ان کا امر: اَمْرُ اللّٰه ہے۔

ان کی زبان: لِسَانُ اللّٰه ہے۔　　ان کا ہاتھ: یَدُ اللّٰه ہے۔

ان کا چہرہ: وَجْهُ اللّٰه ہے۔

سر سے لے کر پاؤں تک سارے کا سارا وجود: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کِسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

(2)۔۔۔شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی زبانی سنئے، فرماتے ہیں: چند صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لے آئے، جب قریب پہنچے تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو کچھ گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ ان میں سے بعض نے کہا: تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اپنا خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: یہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اللہ تعالیٰ کے ہم کلام ہونے سے زیادہ تعجب خیز تو نہیں۔ ایک نے کہا حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح ہیں۔ کسی نے کہا: حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللہ تعالیٰ نے صفی کیا یعنی چن لیا۔

حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کے پاس تشریف لائے، سلام کیا اور فرمایا ”میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام خلیلُ اللہ ہیں، بیشک وہ ایسے ہی ہیں، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نَجِیُّ اللہ ہیں، بے شک وہ اسی طرح ہیں، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روحُ اللہ اور کلمۃُ اللہ ہیں، واقعی وہ اسی طرح ہیں۔ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا وہ بھی یقیناً ایسے ہی ہیں

۔ سن لو! میں اللہ تعالٰی کا حبیب ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا بھی میں ہی ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے جنت کا کُنڈا کھٹکھٹانے والا بھی میں ہی ہوں، اللہ تعالٰی میرے لئے اسے کھولے گا اور مجھے داخل کرے گا، میرے ساتھ فقیر مؤمن ہوں گے اور کوئی فخر نہیں۔ میں اَوّلین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم ہوں لیکن کوئی فخر نہیں۔

(ترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۵/ ۳۵۴، الحدیث: ۳۶۳۶)

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرم راز ہے رُوحِ امیں
تُو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مِثل نہیں ہے خدا کی قسم

خلیل اور حبیب میں فرق

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان اس حدیثِ پاک کی شرح کرتے ہوئے مراۃ المناجیح کی جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۲ میں لکھتے ہیں:

خیال رہے کہ خلیل و حبیب میں چند طرح کا فرق ہے:

(۱)۔۔۔ خلیل بنا ہے خُلَّت سے بمعنی حاجت، حبیب بنا ہے حُبٌّ سے یعنی محبت بمعنی اسم فاعل بھی ہے اور اسم مفعول بھی یعنی محب و محبوب۔ خلیل وہ جو رب سے محبت کرے حاجت سے، حبیب وہ جو رب سے محبت کرے بغیر کسی حاجت کے یعنی طالب ذات ہو۔

(۲)۔۔۔ خلیل وہ جو مرید ہو طالب ہو، حبیب وہ جو مراد ہو، مطلوب ہو، مجذوب ہو۔

(۳)۔۔۔ خلیل وہ جو رب کی رضا چاہے، حبیب وہ کہ رب تعالٰی اس کی رضا چاہے "وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی" اور "فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا"

(۴)۔۔۔ خلیل وہ جو رب کی مغفرت و رحمت کا امیدوار ہو، حضرت ابراہیم نے کہا تھا "اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ"، حبیب وہ کہ رب تعالٰی اسے اپنی رحمت کا یقین دلائے "لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ"

(۵)۔۔۔ خلیل وہ جو اپنا ذکر خیر باقی رکھنے کی درخواست کرے "وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ"، حبیب وہ جس کا ذکر رب تعالٰی بلند کرے "وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" بلکہ اپنے نام کے ساتھ ان کا نام ملائے۔

(۶)۔۔۔ خلیل وہ جو رب سے جنت مانگے "وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّ رَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ"، حبیب وہ جسے رب جنت دوزخ بلکہ عالم کثرت کا مالک بنادے "اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ"۔

(۷)۔۔۔ خلیل وہ جو باہر کا دوست ہو، حبیب وہ جو درون سرا ہو۔ چنانچہ قیامت میں حضرت خلیل فرمائیں گے کنت خلیلا من وراء۔

تم تو ہو مغز اور پوست اور ہیں باہر کے دوست
تم ہو درون سرا تم پہ کروڑوں درود

کلیم اور حبیب میں فرق

جس طرح خلیل اور حبیب میں فرق آپ نے سنا اسی طرح کلیم اور حبیب میں بھی فرق ہے چنانچہ:

(۸)۔۔۔کلیم وہ جو رب سے کلام کرنے طور پر جائے، حبیب وہ جسے رب کلام کرنے کے لیے عرش پر بلائے۔

(۹)۔۔۔کلیم وہ جو تجلّی صفات کی جھلک کی تاب نہ لائے"وَ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا"، حبیب وہ جو عین ذات کبریا دیکھے اور مسکرائے۔

موسیٰ ز ہوش رفت بہ یک پر تو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

(۱۰)۔۔۔کلیم وہ جس کی راز دارانہ گفتگو محبوب کو سنا دی جائیں، حبیب وہ جس سے ہمکلامی کی باتیں کسی کو نہ بتائی جائیں۔

(۱۱)۔۔۔کلیم وہ جس کا عصا غضب کا اژدھا ہو، حبیب وہ جس کا عصا گرتوں کا سہارا ہو۔

عصاء کلیم اژدھائے غضب تھا
گرتوں کا سہارا عصائے محمد

(۱۲)۔۔۔کلیم اللہ وہ جو رب سے عرض کرے"اَرِنِیْٓ"اور رب فرمائے"لَنْ تَرٰنِیْ"، حبیب اللہ وہ جسے رب تقاضوں سے بلائے اپنا دیدار دکھائے ان کو یا محمد فرمائے۔

تو بدیں جمال و خوبی سر عرش گر خرامی
ارنی بگوید آں کس کہ بگفت لن ترانی

روح اللہ اور حبیب اللہ میں فرق

ایسے ہی روح اللہ اور حبیب اللہ میں بھی فرق ہے چنانچہ:

(۱۳)۔۔۔روح اللہ وہ کہ جب اس کی پاک ماں کو تہمت لگے تو اس کے بچپن شریف کی میٹھی پیاری باتوں کے ذریعہ اس طیبہ طاہرہ کی عصمت بیان کی جائے یعنی اس کا گواہ بچہ ہو، حبیب وہ کہ جب اس کی زوجہ طیبہ طاہرہ کو تہمت لگے تو خود خالق گواہی دے۔

(۱۴)۔۔۔روح اللہ وہ جس کا دم بے جان جسموں کو چند روز عارضی زندگی بخشے مگر حبیب اللہ وہ جس کا نام بے جان مردہ دلوں کو دائمی زندگی بخشے اور اس کا یہ فیض تا قیامت جاری رہے۔

(۱۵)۔۔۔روح اللہ وہ جو مرے ہوئے انسانوں حیوانوں کو زندہ کرے، حبیب اللہ وہ جو خشک لکڑیوں کنکروں کو زندگی اور گویائی بخش کر ان سے اپنا کلمہ پڑھوائے۔

صفی اللہ اور حبیب اللہ میں فرق

اب صفی اللہ اور حبیب اللہ کے فرق کو ملاحظہ کیجئے:

(۱۶)۔۔۔ صفی اللہ وہ جنہیں ایک بار فرشتے سجدہ کریں، حبیب اللہ وہ جن پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجیں۔

(۱۷)۔۔۔ صفی اللہ وہ جو اجسام کے والد ہیں، حبیب اللہ وہ جو ارواح کے والد ہیں۔

(۱۸)۔۔۔ صفی اللہ وہ جو سارے انسانوں کے والد ہیں، حبیب اللہ وہ جو سارے عالم کی اصل ہیں جن کے نور سے عرش و فرش لوح و قلم وغیرہ بنے۔

(۱۹)۔۔۔ صفی اللہ وہ جنہیں اللہ نے چیزوں کا نام سکھایا "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا"، حبیب اللہ وہ جسے رحمن نے قرآن سکھایا "اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ"۔

(3)۔۔۔شان مصطفے بزبان جبرائیل

اب فرِشتوں کے سردار، حضرتِ سَیِّدُنا جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام سے شانِ مصطفٰی ﷺ سنتے ہیں، چنانچہ آپ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں: قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا فَلَمْ اَجِدْ رَجُلاً اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ۔ یعنی میں نے زمین کے مَشارِق و مَغارِب چھان ڈالے مگر محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) سے افضل کسی کو نہ پایا۔

(المعجم الاوسط، ۴/۳۷۳، حدیث:۶۲۸۵)

اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سرکارِ اعلیٰ حضرت، شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

یہی بولے سِدرہ والے چمنِ جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تِرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

(4)---شان مصطفے ﷺ بزبان صحابہ

حضرتِ سَیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اِرْشاد فرماتے ہیں: "اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَضَّلَ مُحَمَّدًا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ" یعنی بے شک اللہ تَعَالٰی نے محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تمام اَنبیاء و ملائکہ سے افضل کِیا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ اے ابن عباس آسمان والوں پر کس طرح بزرگی دی فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے آسمان والوں سے فرمایا کہ تم میں سے جو کہے گا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں، تو یہ وہی ہو گا جسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے، اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں، اور اللہ تعالٰی نے حضور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا کہ ہم نے آپ کے لیے روشن فتح دی کہ آپ کے صدقہ سے آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ اللہ بخشے، لوگوں نے کہا کہ نبیوں پر کیسے بزرگی دی فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ان کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ ان کے لیے بیان کریں تو اللہ جسے چاہے گمراہ کرے آخر آیت تک، اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے لوگوں کے لیے کافی، تو حضور ﷺ کو جن وانسان کی طرف بھیجا۔(سنن الدارمی، باب ما اعطی النبی....،۱/۳۸، الحدیث:۴۶)

(5)---شانِ مصطفے ﷺ کے بعد جمال مصطفے ﷺ

شانِ مصطفے ﷺ کے بعد اب جمالِ مصطفے ﷺ ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالٰی نے ہمارے نبی، آخری نبی، مکی مدنی، محمدِ عربی ﷺ کو کیسا جمال عطا فرمایا ہے، چنانچہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد بلکہ آپ میانہ قد تھے۔ میں نے آپ کا مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۔(الشمائل المحمدیة، باب ماجاء فی خلق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، الحدیث:۵، ص۱۹)

(6)۔۔۔جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبان صحابئ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ بِن رَوَاحہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: اگر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ مُبارَکہ میں روشن نشانیوں (یعنی دِیگر معجزات) کا ظہور نہ بھی ہوتا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرۂ اَنور (یعنی روشن چہرہ) ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے کی خبر دے دیتا۔(شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد السادس، النوع السادس...الخ، ۵۰۳/۸)

(7)۔۔۔جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبان زوجۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُمُّ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ بی بی عائشہ صِدِّیقہ طَیِّبہ طاہِرہ عابِدہ عَفِیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں: رَسولِ باکمال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حُسن و جمال دُنیا سے نرالا اور رنگِ بدن نہایت روشن تھا، جو آپ کی خوبی بیان کرتا وہ چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دیتا (یعنی مِلاتا) اور آپ کا پسینا مُبارَک چمک اور صفائی میں موتی کے مانند تھا۔

(الخصائص الکبریٰ، باب الآیة فی عرقه الشریف، ۱۱۵/۱)

تیرہ دِل کو جلوۂ ماہِ عَرب درکار ہے
چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں

عظمت والے رب نے سب کچھ عطا کر دیا

سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آپ کے عظمت والے رب نے ایسے کثیر فضائل اور امتیازات عطا فرمائے ہیں جن کے سبب آپ دیگر لوگوں سے ممتاز اور منفرد ہیں۔ تبھی شاعر کہتا ہے:

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

چہرۂ مصطفےٰ ﷺ چاند سے بھی زِیادہ خوبصورت

اس شعر میں اس حدیثِ پاک کی طرف اشارہ بھی ہے کہ:

حضرت جابر بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے رَسُوْلُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو چاندنی رات میں سُرخ (دھاری دار) حُلّہ پہنے ہوئے دیکھا، میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چہرۂ انور کو دیکھتا، تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زِیادہ خوبصورت نظر آتا تھا۔

(ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی الرخصة...الخ، ۴/۳۷۰، حدیث: ۲۸۲۰)

چہرۂ مصطفےٰ ﷺ چاند سے زیادہ حسین کیوں؟

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: کئی وجوہات کی بنا پر نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ حسین ہے:

(۱)۔۔۔چاند صرف رات میں چمکتا ہے چہرۂ مصطفٰے دن و رات چمکتا ہے۔

(۲)۔۔۔چاند صرف تین رات (آب و تاب سے) چمکتا ہے چہرۂ مصطفٰے ہمیشہ ہر دن اور ہر رات چمکتا ہے۔

(۳)۔۔۔چاند جسموں پر چمکتا ہے چہرۂ مصطفٰے جسموں کے ساتھ دلوں پر بھی چمکتا ہے۔

(۴)۔۔۔چاند صرف جسموں کو نور دیتا ہے جبکہ چہرۂ مصطفٰے اِیمان کو نور دیتا ہے۔

(۵)۔۔۔چاند گھٹتا ہے پھر بڑھتا ہے جبکہ چہرۂ مصطفٰے گھٹنے سے محفوظ ہے۔

(۶)۔۔۔چاند سے عالَمِ اَجسام کا نظام قائم ہے، جبکہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عالَمِ ایمان کا نظام قائم ہے۔(مراٰۃ المناجیح، ۸/ ۶۰ ملخصاً)

حضورِ انور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا چاند سے زیادہ حسین (یعنی Beautiful) ہونا صِرف اُن کی عقیدت میں نہ تھا بلکہ واقعہ یوں ہی ہے۔ چاند دیکھ کر کسی نے اپنے ہاتھ نہ کاٹے، حُسنِ یوسف دیکھ کر زنانِ مِصر (یعنی مِصر کی عورتوں) نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور حُسنِ یوسفی سے حُسنِ محمد کہیں افضل ہے لہٰذا حضرت جابر (رَضِیَ اللہُ عَنْہُ) کا یہ فرمان بالکل دُرُست ہے (کہ میرے نزدیک حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چاند سے زیادہ حسین تھے۔)

تمام تر حُسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا

امام قرطبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حُضُورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تمام تر حُسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا اگر آپ کا کامل حُسن (یعنی Complete حُسن) ہم پر ظاہر ہو جاتا تو

ہماری آنکھیں اُس جلوۂ زیبا(یعنی خوبصورت جلوے) کو دیکھنے کی طاقت نہ لاتیں۔

(مواھب اللدنیة،المقصد الثالث... الخ،الفصل الاول فی کمال خلقته...الخ، ۵/۲۔)

مولانا حسن رضاخان رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ فرماتے ہیں:

اِک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالَم کو
وہ اگر جَلوہ کریں کون تَماشائی ہو

ہند، ابن ابی ہالہ کی زبانی، حسنِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کہانی

رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زیرِ سایہ حضرتِ سَیِّدُنا ہند ابنِ ابی ہالہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نے پَرورش پائی تھی۔ آپ سیدہ فاطمۃُ الزّہرا رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا کے اَخیافی بھائی ہیں (اخیافی اُس کو کہتے ہیں جن کی والدہ ایک ہو اور والد الگ الگ ہوں۔ (بہارِ شریعت، اصطلاحات، ۲/ ۱۳)

اُمُّ المومنین حضرتِ سَیِّدَتنا خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے ابوہالہ کے نکاح میں تھیں جس سے یہ حضرتِ ہند پیدا ہوئے تھے۔

(سیرتِ مصطفٰی، ص ۹۲ بتغیرٍ قلیلٍ)

اور یہ حسنینِ کریمین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا کے ماموں جان تھے۔ آپ چھوٹی عمر میں نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جی بھر کر دیکھتے اور چہرۂ پاک پر ہمیشہ نگاہ ٹکائے رکھتے کیونکہ آپ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آپ کے گھر میں رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حُلیۂ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وَصف ہند بن ابی ہالہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ سے مشہور ہوا نہ کہ اکابر صحابہ سے، کیونکہ صحابۂ کِرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُم شان و عظمتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہیبت کے باعث

آپ پر نظریں نہیں ٹِکا سکتے تھے۔ ہند بن ابی ہالہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی نظر رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یوں اِحاطہ (یعنی گھیرا) کرتی تھی جیسا کہ ہالہ (یعنی دائرہ) چودھویں کے چاند کا۔ آپ کو یہ سعادت مُبارَک ہو۔ مگر اِس کے باوجود جو کچھ ابنِ ابی ہالہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے بیان فرمایا وہ ایسے ہی ہے جیسے سمندر سے ایک قطرہ۔

(نسیم الریاض، القسم الاول فی تعظیم العلی الاعلیٰ...الخ، الباب الثانی...الخ، ۱/۵۰۷)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عظمت والی نگاہوں میں، عظیم دِلوں میں مُعَظَّم (یعنی عظمت والے، عزت والے) تھے، چہرۂ مُبارَک ماہِ دوہفتہ (یعنی چودہویں کے چاند) کی طرح چمکتا، جگمگاتی کُشادہ پیشانی اور گھنی داڑھی شریف تھی، رُخسار (یعنی گال) نرم ونازُک اور ہموار (یعنی برابر) تھے اور مُنہ مُبارَک فَراخ، دانت شریف کُشادہ اور روشن تھے۔ (ترمذی، الشمائل المحمدیۃ، باب ما جاء فی خلق رسول اللّٰہ، ۵/۵۰۴، حدیث:۹)

چہرۂ اَنور خوشی سے دَمک اُٹھتا

بُخاری شریف کی حدیث میں ہے: جب رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خُوش ہوتے تو چہرۂ اَنور خوشی سے دَمک (یعنی چمک) اُٹھتا اور یوں معلوم ہوتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی، ۲/۴۸۸، حدیث:۳۵۵۶)

رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زِیادہ حسین (یعنی خوبصورت) کسی کو نہیں دیکھا، ایسا معلوم ہوتا کہ سورج آپ کے پیارے پیارے چہرے میں چل رہا ہو۔

(مشکاۃ، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین، الفصل الثالث، ۲/۳۶۲، حدیث:۵۷۹۵)

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہُوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حضرتِ سَیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی زبانی

جنَّتی صحابی حضرتِ سَیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: میرے نزدیک رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بڑھ کر کوئی حسین تَر (یعنی خوبصورت) نہیں تھا، میں نور والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُبارَک چہرے کو اُس کے جَلال و جمال کی وجہ سے جی بھر کر دیکھنے کی طاقت نہ رکھتا تھا، اگر کوئی مجھے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوبی و جمال بیان کرنے کے لئے کہتا تو میں کیسے ایسا کر سکتا تھا کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آنکھ بھر کر دیکھنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔

(مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام ...الخ، ص ۷۰، حدیث:۱۲۱)

اِک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالَم کو
وہ اگر جَلوہ کریں کون تَماشائی ہو

(8)۔۔۔حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سایہ نہ تھا

صحابی ابنِ صحابی حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں: رَسُولِ بے مثال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سایہ نہ تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سورج کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو آپ کے جسمِ اَنور کی روشنی سورج کی روشنی پر غالِب آجاتی اور اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چَراغ (LAMP) کے پاس کھڑے ہوتے تو آپ کے جسمِ

اَنور (یعنی روشن بدن) کی روشنی چراغ (LAMP) کی روشنی پر چھاجاتی تھی۔

(سبل الهدى والرشاد، الباب العاشر فى صفة وجهه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، ۴۰/۲)

یااِلٰہی سَرد مِہری پر ہو جب خُورشیدِ حشر
سیّدِ بے سایہ کے ظِلِّ لِوا کا ساتھ ہو

(9)۔۔۔حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سایہ نہ ہونے کی وجہ

حضرتِ سَیِّدُنا علّامہ زَرقانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اللہ پاک کے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے سایہ نہ تھا، اِس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نُور ہیں اور حافظ رَزین مُحَدِّث رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اِس کا سبب یہ تھا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چمکتا دَمکتا نور ساری دُنیا کے نوروں اور روشنیوں پر غالب (یعنی چھایا ہوا) تھا۔ بعض عُلَما نے کہا کہ اِس کی حکمت رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُبارک سائے کو اس سے بچانا ہے کہ کہیں کسی کافر کا پاؤں اِن کے مبارک سائے پر نہ پڑ جائے۔

(شرح الزرقانى على المواهب، المقصد الثالث...الخ، الفصل الاول...الخ، ۵/۵۲۴)

شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ لکھتے ہیں:

آپ کا سایہ کیسے ہوتا
آپ ہیں نورِ حق کا سایہ
ظِلِّ رَحمت طَلعَت والے
تم پر لاکھوں سَلام

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

ہم اُن کے زیرِ سایہ رہتے ہیں جن کا سایہ نظر نہیں آتا
جھولیاں بھرتی جاتی ہیں مگر دینے والا نظر نہیں آتا

اللہ پاک ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے حسن و جمال کا صدقہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔



الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ   و علی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

(7) مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کی جان ہیں

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی فضیلت

(1)۔۔۔اعلیٰ حضرت کیا ہیں؟

(2)۔۔۔اعلیٰ حضرت کے شعر پر چار سوال

(3)۔۔۔پہلے سوال کا جواب

(4)۔۔۔دوسرے سوال کا جواب

(5)۔۔۔تیسرے سوال کا جواب

(6)۔۔۔چوتھے سوال کا جواب

(7)۔۔۔اعلیٰ حضرت سے ایک سوال

خطیب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دھلی

(7) مصطفی ﷺ دنیا کی جان ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ

وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه ﷺ

وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه ﷺ

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اے عاشقانِ رسول! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہم ایمان والے ہیں اور اللہ پاک اپنے پاکیزہ کلام قرآنِ پاک میں ایمان والوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ (پ۴، آل عمران، ۱۳۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

یعنی اللہ پاک نے اس آیت میں ایمان والوں کے لیے کامیابی اور سلامتی کی بشارت دی ہے مگر اس کے باوجود اگر ہم مسلمانوں کا جائزہ لیں تو پتا چلتا ہے کہ ہر کسی کو طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا ہے، کوئی بیمار ہے تو کوئی قرضدار، کوئی گھریلو ناچاقیوں کا شکار ہے تو کوئی تنگدست و بے روزگار، کوئی اَولاد کا طلبگار ہے تو کوئی نافرمان اَولاد کی وجہ سے بیزار، الغرض ہر ایک کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار ہے۔ کسی کا باپ بیمار ہے تو کسی کی

ماں، کسی کی بیوی بیمار ہے تو کسی کی اولاد، ایسا لگتا ہے کہ بیماریوں، مصیبتوں، آفتوں، بلاؤں نے ہمارے گھروں پر ڈیرا جمار کھا ہے۔

ایسے حالات میں ہر ایک کی خواہش ہے کہ مجھے ان تمام پریشانیوں سے، مصیبتوں سے، آفتوں سے، بلاؤں سے رہائی مل جائے بس خوشحالی والی سلامتی والی زندگی مل جائے ۔لیکن سلامتی ملے کیسے؟

اب یہاں پر میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں کہ اگر آپ کے لیے اللہ کے کوئی ولی سلامتی کی دعا کر دے تو کیا آپ مطمئن نہیں ہو جائیں گے کہ اب میری پریشانیاں دور ہو جائیں گی اور مجھے سلامتی مل جائے گی، کیوں؟ کیونکہ اللہ کے ولی نے سلامتی کی دعا کی ہے۔اور اللہ پاک نے اپنے اولیاء کو یہ قدرت دی بھی ہے کہ وہ جس کے حق میں دعا کر دیں اس کا بیڑا پار ہے اسی لیے ہم کہتے ہیں:

ہم کو تو ہر اک ولی سے پیار ہے
ان شاء اللہ اپنا بیڑا پار ہے

اور شعر بھی آپ نے سنا ہو گا:

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

کسی پریشان حال کے حق میں اللہ کا ولی دعا کر دے تو اس کی پریشانی دور ہو جائے ،اسے تمام غموں سے سلامتی مل جائے، اس کی تقدیر بدل جائے۔اسی ضمن میں ایک بات اور کہہ دوں کہ اللہ پاک نے ولیوں سے بڑا مرتبہ نبیوں کا رکھا، اگر کوئی نبی کسی کے حق میں

سلامتی کی دعا کر دے تو اب کیا خیال ہے؟ اس کی پریشانی پریشانی رہے گی، اس کی مصیبت مصیبت رہے گی۔ آپ کہیں کہ جناب تب تو کمال ہو جائے گا، اگر کسی نبی نے دعا کر دی تو اس کی زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی۔

اب ایک قدم اور آگے بڑھیئے، اگر نبیوں کے نبی، اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی دعا کر دیں تو!

اللہ اکبر! اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ العزت لکھتے ہیں:

خلق سے اولیا اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

جن کا مرتبہ سب سے ارفع و اعلیٰ ہے، جو محبوبِ خدا ہیں، ساری کائنات رب کی رضا چاہے کہ مجھ سے میرا رب راضی ہو جائے اور رب جس کی رضا چاہے اس کے مقام و مرتبہ کا کون اندازہ لگا سکتا ہے، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ العزت لکھتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

اور اعلیٰ حضرت کے بھائی جان، مولانا حسن رضا خان، علیہ رحمۃ المنان اپنے نعتیہ دیوان "ذوقِ نعت" میں اسی بات کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی

خدائے　پاک　خوشی　ان　کی　چاہتا　ہو گا

تمہارا　نام　مصیبت　میں　جب　لیا　ہو گا

ہمار　بگڑا　ہوا　کام　بن　گیا　ہو گا

جو مقصودِ کائنات ہیں، وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں، بھلا ان کی دعا کب رد ہو سکتی ہے، اللہ پاک نے ان کو سارے اختیارات دے دیئے اب محبوب ﷺ جو چاہیں، جسے چاہیں عطا کریں، خالقِ کل نے ان کو مالکِ کل بنا دیا۔

میں تو مالِک ہی کہوں گا کہ ہو مالِک کے حبیب

یعنی　محبوب　و　محب　میں　نہیں　میرا　تیرا

اب آخری بات بتایئے کہ اللہ کے بعد مخلوق میں سب سے بڑا مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بڑا مرتبہ کس کا ہے؟ یقیناً اللہ پاک کا ہے، وہی خالق و مالک ہے، زندگی اور موت دینے والا ہے، جس کو چاہے غریب کرے جس کو چاہے امیر کرے، جس کو چاہے راحت دے اور جس کو چاہے آفت و بلا میں مبتلا کرے۔

ولیوں، نبیوں کی دعاؤں سے لوگوں کو سلامتیاں ملتی ہی ہیں مگر کسی سے اللہ پاک فرما دے "جا بندے تیرے لیے سلامتی ہے" تو کیا خیال ہے؟ دنیا اس کے لیے جنت نہ بن جائے گی، یقیناً بن جائے گی۔

لیکن آپ سوال کریں گے کہ جناب ہماری کیا حیثیت کہ اللہ پاک ہم سے فرمائے کہ "جا بندے تیرے لیے سلامتی ہے" ہماری آنکھوں میں نہ وہ تاب کہ اسے دیکھ سکیں، نہ ہماری یہ مجال کہ ہم اسے سن سکیں، پھر یہ کیونکر ممکن ہے؟

اے عاشقانِ رسول! میں آپ سے کہوں گا کہ ہم نے آج اپنے نبی ﷺ کا در چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے ہم پریشان ہیں اگر درِ مصطفی ﷺ پر جمے رہتے تو یہ نامرادی کے دن نہ دیکھنے پڑتے، کیونکہ

وہ کہ اس در کا ہوا خلقِ خدا اس کی ہوئی
وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

اللہ اکبر! اے عاشقانِ رسول! آیئے میں آپ کو ایک آسان سا وظیفہ بتاتا ہوں جس کی وجہ سے اللہ پاک آپ پر سلامتی نازل فرمائے گا اور جب رب کی سلامتی نازل ہو گی تو ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی ان شاء اللہ چنانچہ:

مسند احمد بن حنبل کی حدیثِ پاک ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بشارت دی کہ:

اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ : مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ''جو آپ پر درود پڑھتا ہے اس پر میں رحمت بھیجتا ہوں اور جو آپ پر سلام پڑھتا ہے اس پر میں سلامتی بھیجتا ہوں'' (مسند احمد بن حنبل، ج۱، ص۴۰۷، حدیث ۱۶۶۴)

(ضیائے درود و سلام ص ۴-۵)

اللہ اکبر! کتنا آسان وظیفہ ہے کہ جو رب سلامتی لینا چاہتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھے اس پر رب سلامتی بھیجے گا۔

یہاں پر ایک سوال ہوتا ہے کہ رب کا تو فرمان ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ (پ۸، سورۂ انعام)

کہ اللہ پاک بندوں کو ایک کا دس عطا فرماتا ہے مگر یہاں پر بندہ ایک بار سلام پڑھے تو رب تعالی بھی ایک بار سلامتی بھیجے، یہ کیسے حالانکہ ہونا یہ چاہیئے کہ بندہ ایک بار سلام پڑھے تو رب تعالی دس بار سلامتی بھیجے۔ میں اس بات پر غور کرتا رہا بالآخر ''سننِ نسائی'' کی ایک حدیثِ پاک پر نظر گئی کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جَاءَنِی جِبْرِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّكَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْكَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَا یُصَلِّیَ عَلَیْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْهِ عَشْرًا وَلَا یُسَلِّمَ عَلَیْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْهِ عَشْرًا

جبرئیل نے مجھ سے عرض کی کہ رب تعالی ارشاد فرماتا ہے: ''اے محمد! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا امتی تم پر ایک بار درود بھیجے تو میں اس پر دس بار رحمت بھیجوں اور تمہارا جو امتی تم پر ایک بار سلام بھیجے میں اس پر دس سلام بھیجوں''

(سننِ نسائی ص ۲۲۲، حدیث ۱۲۹۲)

(ضیائے درود و سلام ص ۳)

وِرد　جس　نے　کیا　دُرود　شریف
اور　دل　سے　پڑھا　دُرود　شریف
حاجتیں　سب　رَوا　ہوئیں　اُس　کی
ہے　عَجَب　کیمیا　دُرُود　شریف

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کا کتنا کرم ہے کہ ہم ایک بار اپنے نبی ﷺ پر سلام بھیجیں تو وہ ہم پر دس سلامتیاں نازل فرمائے، دس بار سلام بھیجیں تو سو سلامتیاں نازل فرمائے

اور جو سو بار سلام بھیجے اس پر ایک ہزار سلامتیاں نازل فرمائے، اور جس پر رب کی سلامتیاں نازل ہو رہی ہوں آپ ایمان سے کہیئے گا: کیا وہ پریشان رہے گا؟ بیمار رہے گا؟ تنگدست رہے گا؟ مصیبتوں سے دوچار رہے گا؟ نہیں اور یقیناً نہیں، کیوں؟ کیونکہ رب کی سلامتیوں کے ہوتے ہوئے مصیبتوں، پریشانیوں، بیماریوں، آفتوں، بلاؤں کا کیا کام۔

اللہ اکبر! اے عاشقانِ رسول! میرا ایمان ہے دنیا کا سب سے زیادہ ستایا ہوا انسان، مصیبتوں میں زندگی بسر کرنے والا انسان، انتہا درجے کا تنگدست و بدحال ہو اور اگر اس پر میرے رب کی صرف ایک سلامتی نازل ہو جائے تو وہ دنیا کا سب سے زیادہ خوش حال انسان ہو جائے گا۔ لیکن یہاں تو ایک بار نبی ﷺ پر سلام بھیجنے سے رب کی دس سلامتیاں نازل ہو رہی ہیں۔ اور اگر میں بات کروں اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کے سلام کی، کہ جب آپ نے نبی ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

تو گویا آپ نے نبی پر لاکھوں سلام بھیج دیا اور لاکھوں کا مطلب ہے ایک کروڑ سے ایک کم یعنی ۹۹ لاکھ، ۹۹ ہزار، ۹ سو، ۹۹، یہ پہلے مصرعہ کا ہوا اور اتنا ہی دوسرے مصرعہ کا تو دونوں ملا کر دو کروڑ میں دو کم یعنی ایک کروڑ، ۹۹ لاکھ، ۹۹ ہزار، ۹ سو، ۹۸، بار سلام بھیج دیا اور رب ایک کے بدلے دس عطا فرماتا ہے تو اس کا دس گنا ۱۹، کروڑ، ۹۹ لاکھ، ۹۹ ہزار، ۹ سو، ۹۸ ہوا۔

اب آپ بتایئے جو شخص صبح سویرے اٹھ کر اعلی حضرت کے لکھے ہوئے سلام کے دو مصرعے:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

پڑھ لے اور اس کی وجہ سے اس پر رب کی (19,99,99,980) سلامتیاں نازل ہو جائیں تو وہ پریشان ہو گا؟ تنگدست ہو گا؟ یقیناً نہیں ہو گا۔لہٰذا آیئے آج کی اس نورانی محفل کے صدقے نیت کیجیئے کہ صبح اٹھ کر سلام کے یہ دو مصرعے ضرور پڑھیں گے۔ ان شاء اللہ

وہ سلامت رہا قیامت میں
پڑھ لیے جس نے دل سے چار سلام

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ رسول! آج کے بیان میں ہم اس بارے میں گفتگو کریں گے کہ مصطفے ﷺ دنیا کی جان ہیں اور اس کے ضمن و ذیل میں ان عنوان پر سننے کی سعادت حاصل کریں گے:

(1)۔۔۔اعلی حضرت کیا ہیں؟
(2)۔۔۔اعلی حضرت کے شعر پر چار سوال

(1)۔۔۔اعلیٰ حضرت کیا ہیں؟

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، عظیم البرکت، پروانۂ شمع رسالت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ ایک ایسی شخصیت ہیں جو کسی تعارف کی محتاج نہیں، ایک ایسی جلیل القدر ہستی کہ جن کے فہم و فراست و علمی جلالت کو اپنے تو اپنے، غیروں نے بھی تسلیم کیا ہے۔

ایسی یگانۂ روزگار ہستی کہ جسے تقریباً پچپن (۵۵) سے زائد علوم پر مکمل دسترس حاصل تھی، کسی بھی شعبہائے زندگی خواہ تحریری ہو یا تقریری، علمی ہو یا ادبی، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی شخصیت نہ صرف یہ کہ دنیائے سنیت کے لیے مشعلِ راہ ہیں بلکہ غیروں اور بدمذہبوں کے لیے ہدایت کے ایک روشن منارے کی حیثیت رکھتی ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تقریباً ایک ہزار سے زائد کتب کے مصنف بھی ہیں، ان کے افکار و خیالات نے جب کبھی الفاظ کا جامہ پہنا ان کے قلمِ نورِ فزا نے علم و ادب کی

روش پر ایسے خوشنما وخوش رنگ گل بوٹے کھلا دیئے ہیں کہ جن کی مہک اور دمک سے کل عالم تاابد معطر رہے گا۔

جب یہ نور برساتا قلم شاعری کی راہ پر گامزن ہوتا ہے تو"حدائقِ بخشش"کے نام سے ایک ایسا دیوان ترتیب پاتا ہے جس کا ہر ہر شعر اپنے اندر عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنجینہ لیے ہوئے ہے۔

اسی حدائقِ بخشش میں نبی ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اس شعر کو پہلے بھی سنا ہو گا

اس شعر کو آپ نے پہلے بھی کئی مرتبہ سنا ہو گا، لیکن اس شعر پر کبھی غور نہ کیا ہو گا، اگر غور کرتے تو ضرور آپ کے ذہن کی سطح پر چار سوال ابھر کر سامنے آتے، اور وہ سوال یہ ہیں:

(2)---اعلی حضرت کے شعر پر چار سوال

(۱)۔۔۔پہلا سوال یہ ہے کہ اعلی حضرت رضی اللہ عنہ نے اس شعر میں رسول اللہ ﷺ کو دنیا کی جان کہا ہے، کہ جان ہیں وہ جہان کی۔اور جان ایک ایسی شے ہے جو دکھائی نہیں دیتی، جب کہ آقا ﷺ تو دکھائی دیتے ہیں، اور لوگوں نے دیکھا تبھی تو دیکھنے والے لوگ صحابی بنے، اور آقا ﷺ کو نہ دیکھتے تو صحابی نہ بنتے، پس اگر آقا ﷺ دنیا کی جان ہیں تو انہیں بھی جان کی طرح دکھائی نہیں دینا چاہئے؟

(۲)۔۔۔دوسرا سوال یہ ہے کہ جان کے لئے سارا جسم ہوتا ہے، لہذا رسول اللہ ﷺ کے لئے دنیا کی ہر چیز ہونی چاہئے؟

(۳)۔۔۔تیسرا سوال یہ ہے کہ جس طرح جان کی حکومت جسم کے ہر عضو پر ہوتی ہے کہ جان اگر ہاتھ کو اٹھانا چاہے تو وہ اٹھ جاتا ہے، پیر کو چلنے کا حکم کرے تو پیر چلنے لگتا ہے، دماغ کو غور و فکر کرنے کو کہے تو وہ غور و فکر کرنے لگ جاتا ہے، تو کیا رسول اللہ ﷺ کی بھی اس دنیا پر حکومت ہے کہ دنیا کی جس چیز کو جو حکم کریں وہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق کرنے لگے؟

(۴)۔۔۔چوتھا سوال یہ ہے کہ جان کو جسم سے پہلے پیدا کیا گیا ہے تو کیا سرکار ﷺ کو بھی دنیا سے پہلے پیدا کیا گیا ہے یا نہیں؟

ان سوالات کے جوابات کیا ہوں گے؟

لہٰذا اس شعر میں یہ چار سوالات ہوئے، اب ان کے جوابات کیا ہوں گے؟ تو آیئے چلتے ہیں اسی امام کے پاس جو ۵۵ سے زائد علوم کا جامع ہے، ہر فن مولی ہے، اسی کی بارگاہ میں عریضہ پیش کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں:

اے امام اہلسنّت، عظیم البرکت، پروانۂ شمع رسالت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ آپ کے شعر پر ہونے والے ان چار سوالات کے جوابات کیا ہوں گے؟ تو گویا کہ بارگاہِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے جواب آیا: ان چاروں سوالات کے جوابات حدائقِ بخشش میں موجود ہیں۔

جب میں نے ان کی حدائقِ بخشش کا مطالعہ کرنا شروع کیا تو الحمد للہ عزوجل مجھے ان تمام سوالات کے جوابات مل گئے۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ وہ جوابات کیا ہیں؟ تو لیجئے آپ بھی سنئے:

(3)---پہلے سوال کا جواب

(۱)---پہلا جواب: جان دکھائی نہیں دیتی مگر صاحبِ بصیرت کو دکھائی دے جاتی ہے۔ پس اسی طرح میرے مصطفیٰ ﷺ دکھائی نہیں دیتے مگر صاحبِ بصیرت کو دکھائی دیتے ہیں بے بصیرت کو میرے مصطفیٰ ﷺ دکھائی نہیں دیتے۔ صدیق و فاروق و عثمان و علی کو دکھتے ہیں، ابو جہل و دیگر کفار کو نہیں دکھائی دیتے، ہجرت کی رات کفارِ مکہ رسول اللہ ﷺ کے گھر کو گھیرے ہوئے ہیں کہ نکلیں تو حملہ کریں، مگر مصطفیٰ ﷺ نکل

کر تشریف لے گئے، کفارِ مکہ مصطفے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نہ دیکھ سکے، اعلی حضرت حدائقِ بخشش میں فرماتے ہیں:

جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عَدو گردِ غار پھرتے ہیں
لاکھوں قُدسی ہیں کام خدمت پر
لاکھوں گِردِ مزار پھرتے ہیں

غار ثور کا واقعہ

اور غار ثور میں جب کفار کی آہٹ پا کر عاشق اکبر حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کچھ گھبرا گئے اور عرض کی: "یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اب دشمن ہمارے اس قدر قریب آگئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہمیں دیکھ لیں گے۔" حضور اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔ (پ۱۰، التوبۃ:۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اعلیٰ حضرت، امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن مکے مدینے کے سلطان، سرورِ ذیشان، سرکارِ دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِس معجزۂ عالی شان اور خوارئ دُشمنان کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جان ہیں جان کیا نظر آئے

کیوں عَدو گردِ غار پھرتے ہیں
کہ مصطفے ﷺ جان ہیں اور جان دکھتی نہیں تو تمہیں کیسے دکھے گی۔

(4)۔۔۔دوسرے سوال کا جواب

(۲)۔۔۔دوسرا جواب: جان کے لئے جسم کا ہر عضو ہوتا ہے، اور میرے مصطفےٰ ﷺ اس دنیا کی جان ہیں، لہذا دنیا کی ہر چیز میرے مصطفےٰ ﷺ کے لئے ہے، اور یہ ایک دنیا ہی کیا بلکہ جتنی بھی دنیا ہیں وہ سب میرے مصطفےٰ ﷺ کے لئے ہیں۔اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکان تمہارے لئے
چُنین و چُناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ دنیا ہی کیا بلکہ تو، تیرا جسم اور تیرے جسم کا ایک ایک رونگٹا اور تیری جان سب کچھ میرے مصطفےٰ ﷺ کا ہے، فرماتے ہیں:

دَہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

پس اعلی حضرت رضی اللہ عنہ نے یہ بات واضح فرمادی کہ تمہارا جسم و جان ہی نہیں بلکہ تمہارا اس دنیا میں آنا میرے مصطفےٰ ﷺ کے لئے ہے، اور قیامت میں اٹھنا میرے مصطفےٰ ﷺ کے لئے ہے، اور قیامت برپا ہی اس لئے ہو گی کہ سارے لوگ

میرے مصطفیٰ ﷺ کا مقام دیکھ لیں، میرے مصطفیٰ ﷺ کی شان دیکھ لیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے بھائی جان، مولانا حسن رضا خان رضی اللہ عنہ اپنے دیوان میں لکھتے ہیں:

دکھائی جائے گی محشر میں شان محبوبی
کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہوگا

خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہوگا

اور دوسرے شعر میں لکھتے ہیں:

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(5)۔۔۔تیسرے سوال کا جواب

(۳)۔۔۔ تیسرا جواب: جیسے جان کی حکومت جسم پر ہوتی ہے ویسے ہی مصطفیٰ ﷺ کی حکومت دنیا، چاند، سورج بلکہ ہر اس شے پر جاری ہے جس کو میرے رب نے پیدا کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِصالتِ کل امامتِ کل سِیادَتِ کل اِمارتِ کل
حکومتِ کل وِلایتِ کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

تمہاری چمک تمہاری دمک تمہاری جھلک تمہاری مہک

زمین و فلک سِماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لئے

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تا جوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری

ملک و جن و بشر حور و پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

اختیاراتِ مصطفٰے ﷺ

اصل میں اختیارات کی دو قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔اختیارِ تکوینی (دنیا کا اختیار)۔یعنی جو چاہیں جسے چاہیں عطا فرمائیں، اور جو چاہیں جس سے چاہیں واپس لے لیں۔

(۲)۔۔۔اختیارِ تشریعی (شریعت کا اختیار)۔یعنی حلال و حرام کے اَحکام) حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قبضے میں کر دیے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں مُعاف فرما دیں۔

اور اللہ تعالی نے اپنے محبوب ﷺ کو دونوں طرح کے اختیارات عطا کئے ہیں چنانچہ:

صدرالشریعہ، بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اِختیاراتِ مصطفٰے کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نائب مطلق ہیں، تمام جہان حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے تحت تصرف کر دیا گیا، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں، تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان اُن کا

محکوم ہے اور وہ اپنے ربّ کے سوا کسی کے محکوم نہیں، تمام آدمیوں کے مالک ہیں، جو اُنھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنّت سے محروم رہے، تمام زمین اُن کی مِلک ہے، تمام جنت اُن کی جاگیر ہے، ملکوت السمٰواتِ والارض حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے زیرِ فرمان، جنت و نار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں، رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں، دنیا و آخرت حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی عطا کا ایک حصہ ہے، اَحکامِ تشرِیعیَّہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں۔''

(بہارِ شریعت، ۱/ ۷۹، حصہ ۱)

(۱) زمین کے خزانوں کی کنجیاں

حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے جوامع الکلم بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے اور رُعب کے ساتھ میری مدد فرمائی گئی ہے ایک روز جبکہ میں سو رہا تھا تو میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ ''

(بخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب قول النبی نصرت بالرعب۔۔۔ الخ، ۲/ ۳۰۳، حدیث: ۲۹۷۷)

(۲) صحابی رسول اور روزے کا کفارہ

حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص آیا اور اس نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: ”یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں ہلاک ہو گیا۔ “رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے استفسار فرمایا: ”کس چیز نے تمہیں ہلاک کیا؟ “اس نے عرض کی: ”میں نے روزے کی حالت میں اپنی زوجہ سے صحبت کرلی ہے۔ “آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس ایک غلام ہے کہ جسے تم کفارہ کے طور پر آزاد کردو؟ “اس نے عرض کی: ”نہیں۔ “فرمایا: ”کیا تم لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ “اس نے عرض کی: ”نہیں۔ “پھر فرمایا: ”کیا تم ساٹھ ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ “اس نے عرض کی: ”نہیں۔“ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما ہوگئے۔ کچھ دیر بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک کھجوروں سے بھرا ہوا ٹوکرا پیش کیا گیا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس شخص سے فرمایا: ”یہ ٹوکرا اٹھالو اور اس کی تمام کھجوریں صدقہ کردو۔ “اس نے عرض کی: ”کیا مجھ سے بھی بڑھ کر کوئی فقیر ہے؟ مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان کوئی گھر والا مجھ سے زیادہ محتاج نہیں۔ “یہ سن کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اتنا مسکرائے کہ آپ کی مبارک و نورانی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ ارشاد فرمایا: ”جاؤ اپنے گھر والوں کو کھلادو۔“

(مسلم، کتاب الصیام، باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان۔۔۔الخ، ص ۵۶۰، حدیث:۱۱۱۱)

(۳) صحابی رسول اور قربانی کا جانور

حضرتِ سَیِّدُنا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضرت سَیِّدُنا ابوبُردہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عید کی نماز سے پہلے اپنی قربانی کرلی تو حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن سے ارشاد فرمایا: ”اس کے بدلے میں دوسری قربانی کرو۔“ وہ عرض گزار ہوئے: ”یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے پاس تو چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے۔“ حضرت سَیِّدُنا شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ ایک سال کی بکری سے بہتر ہے۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”اسی کی قربانی دے دو لیکن تمہارے بعد کسی اور کے لیے ایسا کرنا کافی نہ ہو گا۔“

(بخاری، کتاب الاضاحی ، باب قول النبی لابی بردۃ۔۔۔ الخ، ۳/ ۵۷۵، حدیث: ۵۵۵۷۔)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے شریعت میں اختیارات کی جھلک دیکھئے کہ

(۴)۔۔۔ایک شخص کو مہر کی جگہ صرف قرآن سکھانا کافی قرار دے دی۔

(سنن ابی داؤد، ص۱۳۷۸)

(۵)۔۔۔ حضرت سیدنا خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی گواہی دو مردوں کے قائم مقام کر دی۔ (صحیح البخاری، ص۴۰۵)،

(۶)۔۔۔ایک شخص کے لئے روزے کا کفارہ خود ہی کھالینا جائز فرمادیا۔

(صحیح البخاری، ص۱۵۱)

(۷)۔۔۔حضرت سیدتنا اَسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عدتِ وفات کا سوگ معاف فرمادیا(المواہب اللدنیہ، ج۲، ص۳۱۰)

علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب کا تعارف

"اَلْبَاهِرُفِيْ حُكْمِ النَّبِيِّ صلَّى الله عليه وسلَّم بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِر" سیدنا امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی تصنیف ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سرکارِ نامدار، دوعالَم کے مالک و مختار باذن پَرْوَرْدگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری اور باطنی فیصلوں میں بااختیار ہونے کو بیان کیا ہے اور آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ مبارکہ، فرامینِ صحابہ کرام علیہم الرضوان اوراقوالِ علمار حمہم اللہ تعالیٰ کی روشنی میں ثابت کیا کہ اللہ عزوجل نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علومِ ظاہریہ وباطنیہ عطا فرمائے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار ہے کہ معاملات کا فیصلہ ظاہری شواہد کے مطابق فرمائیں یا اصل حقائق کی بناپر۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے بہت سارے معاملات کے فیصلے اصل حقائق کے مطابق فرمائے حالانکہ ظاہری شواہد اس کے برعکس تھے جس طرح حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کا باطنی علم کی بناپر بچے کو قتل کرنے کا فیصلہ کرنا اس کے حقیقت پر آگاہی کے سبب تھا جبکہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہرِ شریعت پر عمل پیرا تھے اس لئے انہوں نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے فیصلوں پر اعتراض کیا اور ہمارے آقا ومولیٰ حضرت سیدنا محمدِ مصطفٰی صلی اللہ

تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے دونوں علوم عطا فرمائے یعنی خواہ ظاہر کے مطابق فیصلہ فرمائیں یا باطن کے مطابق۔

اختیاراتِ تکوینی کی مثالیں

بعطائے پَروردگار مالک و مختار نبی، اللہ کے کَرَم سے غیبوں پر خبردار نبی (یعنی غیب کو جاننے والے) صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آفتاب (یعنی سورج) کو حکم دیا کہ کچھ دیر رُک جائے، وہ فوراً ٹھہر گیا۔ (معجم اوسط، باب العین، من اسمہ علی، ۳/۱۱۶، حدیث: ۴۰۳)

عاشقوں کے امام، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے فرمانِ عالی شان کا خُلاصہ ہے: یہ حدیث اُس حدیث کے علاوہ ہے جس میں مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کیلئے سورج کو رُکنے کا حکم اِرشاد فرمایا تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اِسے خِلافتِ رَبِّ الْعِزَّت کہتے ہیں، تمام مخلوقِ اِلٰہی کو اِن کے حکم کی اِطاعت و فرمانبرداری لازم ہے۔

وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب اُن کا ہے، وہ سب سے بڑے محبوب (یعنی پیارے) ہیں، جب دودھ پیتے تھے جُھولے میں چاند اُن کی غلامی کرتا تھا (یعنی بات مانتا تھا)، جِدھر اِشارہ فرماتے اُسی طرف جُھک جاتا، جب دودھ پیتوں کی یہ زبردست حکومت ہے تو اَب (اِعلانِ نبوت کے بعد) کہ خِلافۃ الکبریٰ کا ظہور عین شباب پر (جوبنوں پر) ہے آفتاب (یعنی سورج) کی کیا مجال کہ اُن کے حکم سے پِھرے (یعنی فرمانبرداری نہ کرے)

(فتاوٰی رضویہ، ۳۰/ ۴۸۵-۴۸۸ ملخصًا)

کیا تم نے نہیں سنا:

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ بَرگ و شَجر یہ باغ و ثَمر
یہ تیغ و سِپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لئے

نہ جنّ و بشر کہ آٹھوں پہر ملائکہ در پہ بَستہ کمر
نہ جُبّہ و سَر کہ قلب و جگر ہیں سجدہ کُناں تمہارے لئے

اور مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی حکومت دنیا ہی پر نہیں بلکہ آخرت پر بھی ہے:

خلیل و نجی، مسیح و صَفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی
یہ بے خبری کہ خَلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

تبھی تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

فرش والے تِری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خُسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھَریرا تیرا

(6)۔۔۔چوتھے سوال کا جواب

(۴)۔۔۔چوتھا جواب: جس طرح جان کو جسم سے پہلے پیدا کیا گیا ہے ایسے ہی میرے مصطفےٰ ﷺ کو بھی میرے اللہ نے دنیا سے پہلے بلکہ ہر چیز سے پہلے اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نہ رُوحِ امیں نہ عرشِ بَریں نہ لَوحِ مُبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رَمزیں کھلیں ازل کی نِہاں تمہارے لئے

ہے انھیں کے دم قدم کی باغِ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

برات کا سارا مجمع دولہا کے دم سے ہوتا ہے، حدیث میں ہے: ''لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاك'' اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو آسمان پیدا نہ ہوتے''۔ ''تو دنیا میں جو کچھ ہے وہ حضور ﷺ کے دم قدم سے ہے۔''

خلقت کے وہ دُولہا ہیں محفل یہ انہی کی ہے
ہے ان ہی کے دَم سے یہ سب اَنجمن آرائی

حدیث نوری

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے شاگرد اورامام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے استاذ اورامام بخاری وامام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام رضی اللہ عنہ نے اپنی مصنف میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی جس حدیث کو حدیثِ نوری بھی کہا جاتا ہے چنانچہ:

حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی،

فرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالٰی نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالٰی نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگان حامل عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الٰی آخر الحدیث۔

(المواہب اللدنیۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۷۱و۷۲) (شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۶و۴۷) (تاریخ الخمیس مطلب اللوح والقلم مؤسسۃ شعبان ۱/۱۹و۲۰) (مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص۲۲۱)

(مدارج النبوۃ قسم دوم باب اول مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲)

(7)---اعلی حضرت سے ایک سوال

اعلی حضرت سے ایک سوال ہوا کہ ''لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ'' (ترجمہ: اللہ تعالی فرماتا ہے: اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو ضرور میں افلاک کو پیدا نہ فرماتا)

(کشف الخفاء حدیث ۲۱۲۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۱۴۸)

اس حدیثِ قدسی کو علمائے دین ہمیشہ سے محفل میلاد شریف میں بیان کرتے آئے اور اب بھی بیان کرتے ہیں اور اکثر علمائے دین نے بر سرِ مجلس اس حدیث کو بتلایا کہ یہ حدیث قدسی ہے اور بہت سی اردو میلاد کی کتابوں میں یہی لکھا ہے اور تمام دنیا کے میلاد

خواں اسی کو پڑھتے ہیں مگر کسی عالم نے کبھی اس کی نسبت کچھ اعتراض نہ کیا اور مولانا غلام امام شہید کے میلاد شریف شہیدی میں یہی حاشیہ پر لکھا ہے کہ حدیثِ قدسی ہے، اسی طرح بہت سی اردو کی میلاد کی کتابوں میں ہے، اور لغاتِ کشوری میں بھی لکھا ہے کہ قدسی ہے، برعکس اس کے مولانا محمد یعقوب صاحب نے اس حدیث کی بابت بیان کیا ہے کہ یہ حدیث قدسی نہیں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اکثر بزرگان دین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بے شک یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں۔ اس حدیث کی نسبت جو کچھ حکم خدا اور سول کا ہو بیان فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت کا جواب

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بنایا اگر حضور ﷺ نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ ''تلالؤ الافلاک بحلال احادیث لولاک'' میں ہے اور انہی لفظوں کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں:

خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِی وَلَوْلَاكَ يَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا

ترجمہ: اللہ پاک اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ: میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے بنایا کہ تمہاری عزت اور مرتبہ جو میری بارگاہ میں ہے ان پر ظاہر کروں، اے محمد! اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

(تاریخ دمشق الکبیر ذکر عروجہ الی السماء داراحیاء التراث العربی بیروت ۲۹۷/۳)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

اُس حدیث میں تو فقط افلاک کا لفظ تھا اس میں ساری دنیا کو فرمایا جس میں افلاک و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب داخل ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۹ ص ۱۵۔۱۶)

اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں نبیٔ آخر الزمان ﷺ کے صدقے کامیابیٔ دونوں جہان عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ   وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

(8)امت کا معنی اور مفہوم

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی فضیلت

(1)۔۔۔چراغ تلے اندھیرا

(2)۔۔۔امت کے معانی

(3)۔۔۔اللہ پاک نے امت کو فضائل و کمالات کیوں دیئے؟

(4)۔۔۔ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا

(5)۔۔۔نئی ایجادات کا علم اسلام نے کیوں نہ بتایا؟

(6)۔۔۔اعلیٰ حضرت کا اقول

(7)۔۔۔اسلام ایک سرچشمہ ہے

(8)۔۔۔لفظِ امت ہم سے تقاضا کرتا ہے

خطیب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دھلی

(8)امّت کا معنی اور مفہوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ

بِاللّٰهِ۔ (پ۔۴۔ال عمران۔۱۱۰)

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اے عاشقانِ رسول! دُعا، اللہ رب العزت جل وعلا سے مناجات کرنے، اس کی قربت حاصل کرنے، اس کے فضل وانعام کے مستحق ہونے اور بخشش و مغفرت کا پروانہ حاصل کرنے کا نہایت آسان اور مجرب ذریعہ ہے۔ اسی طرح دعا پیارے مصطفی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متوارث سنت، اللہ رب العزت جل وعلا کے پیارے بندوں کی متواتر عادت، درحقیقت عبادت بلکہ مغزِ عبادت، اور گنہگار بندوں کے حق میں اللہ رب العزت جل وعلا کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت وسعادت ہے۔

دُعا کی اہمیت اور وقعت کا اندازہ خود قرآن پاک میں اللہ رب العزت پارہ

۲۴، سورۂ مومن کی آیت نمبر ۶۰ میں بیان فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ (پ۲۴، المؤمن:۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔

اور پارہ ۲، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۶ میں ارشاد ہوا:

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ (پ۲، البقرۃ:۱۸۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

مزید دعا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوتے ہی اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی امت کے حق میں ''رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ'' "خدایا میری امت کو میرے واسطے بخش دے۔" کے دلنشین کلمات کے ذریعہ دعا مانگی اور اپنی امت کو اپنی احادیث مبارکہ کے ذریعہ دعا مانگنے کی بار بار ترغیب ارشاد فرمائی ہے اور دعا نہ مانگنے کی صورت میں ربِ جلیل کا نہایت سخت حکم: ''مَنْ لَا

یَدْعُوْنِی أَغْضِبُ عَلَیْہِ" یعنی "جو مجھ سے دعا نہ کریگا میں اُس پر غضب فرماؤں گا۔" سنائی ہے جس سے دعا کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

("کنزالعمال"، الحدیث: ۳۱۲۴، الجزء الثاني، ج۱، ص۲۹)

دعا مانگنے کے متعلق پانچ فرامینِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ملاحظہ فرمائیں:

(1)۔۔۔اِنَّ الدُّعَاءَ ھُوَ الْعِبَادَۃ. یعنی دعا بھی عبادت ہے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ (پ۲۴، المؤمن:۶۰) ترجمۂ کنزالایمان: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ المؤمن، الحدیث:۳۲۵۸، ج۵، ص۱۶۶)

(2)۔۔۔اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃ. یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء، الحدیث:۳۳۸۲، ج۵، ص۲۴۳)

(3)۔۔۔اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء، الحدیث:۳۳۸۱، ج۵، ص۲۴۳)

(4)۔۔۔بندے کی دعا تین چیزوں میں سے ایک سے خالی نہیں ہوتی یا تو اس کا کوئی گناہ معاف کر دیا جاتا ہے یا فوراً اسے کوئی بھلائی عطا کر دی جاتی ہے یا اس کے لئے بھلائی جمع کر دی جاتی ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۱۳۳، ج۴، ص۳۷، مفہوماً)

حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: "دعا نیکی میں اس طرح کفایت کرتی ہے جس طرح کھانے میں نمک۔" (احیاء العلوم مترجم، ج۱، ص۹۰۸)

(5)۔۔۔**اللہ پاک** سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ اللہ پاک پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے۔

(سنن الترمذی، احادیث شتی، باب انتظار الفرج وغیر ذلک، الحدیث:۳۵۸۲،ج۵،ص۳۳۳)

اے عاشقانِ رسول! دعا کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ ماجد، رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمن اِرشاد فرماتے ہیں: "اے عزیز! دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی اور اُن کو تعلیم کی، حلِ مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں، اور دفعِ بلا وآفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں۔"

لہذا دعا خود بھی مانگنی چاہیئے اور دوسروں سے دعا کروانی بھی چاہیئے، میں آپ کے لیے دعا کروں آپ میرے لیے دعا کریں اچھی بات ہے لیکن میری دعا آپ کے حق میں اورآپ کی دعا میرے حق میں قبول ہو جائے کوئی گارنٹی نہیں، آپ کو کتنے ایسے لوگ مل جائیں گے جو کہتے سنائی دیتے ہیں کہ کتنے سالوں سے دعا کرتا اور کروارہا ہوں لیکن میری مصیبت، میری پریشانی، میری بیماری ختم ہوتی ہی نہیں، پتا نہیں کیا معاملہ ہے؟

اے عاشقانِ رسول! آج کی نورانی محفل کے صدقے میں آپ کو دعا کے قبول ہونے کا ایک زبردست نسخہ بتانے لگا ہوں کہ جب بھی آپ اس نسخے کو استعمال کرکے دعا مانگیں گے تو ان شاء اللہ ضرور قبول ہو گی، کیوں؟ کیونکہ یہ نسخہ امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم اور امیر المؤمنین علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہما نے بتایا ہے چنانچہ:

شہنشاہِ وِلایت، مولائے کائنات، مولا علی، مشکِل کُشا، علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی

وَجْهَهُ الکَرِیْم فرماتے ہیں: ہر شخص کی دُعا پردے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ سیّدُنا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اٰل محمد پر دُرودِ پاک پڑھے۔(المعجم الاوسط، ج۱، ص۲۱۱، الحدیث:۷۲۱)

اور وزیرِ رِسالت مآب، آسمانِ صَحابِیّت کے دَرَخشاں ماہتاب، نِظامِ عَدْل کے آفتابِ عالمتاب، امیرُالْمُؤمِنِین حضرتِ سیّدُنا عُمَر بن خطّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) یعنی بے شک دُعا زمین و آسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اُس سے کوئی چیز اوپر کی طرف نہیں جاتی جب تک تم اپنے نبیِّ اَکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرودِ پاک نہ پڑھ لو۔(ترمذی ج۲ ص۲۸ حدیث ۴۸۶)

حضرت علّامہ کفایت علی کافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الشَّافِی فرماتے ہیں:

دُعا کے ساتھ نہ ہووے اگر درُود شریف
نہ ہووے حَشر تلک بھی بر آورِ حاجات

قبولیَّت ہے دُعا کو دُرود کے باعِث
یہ ہے دُرود کہ ثابِت کرامت وبَرَکات

اے عاشقانِ رسول! نیت کیجیے کہ جب بھی دعا مانگیں گے تو دعا مانگنے سے پہلے اور دعا مانگنے کے بعد درود شریف پڑھیں گے ان شاءاللہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ رسول! آج کے بیان میں ہم ان شاء اللہ الکریم ان عنوان پر کچھ اہم چیزیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے:

(1)۔۔۔چراغ تلے اندھیرا

(2)۔۔۔امت کے معانی

(3)۔۔۔اللہ پاک نے امت کو فضائل و کمالات کیوں دیئے؟

(4)۔۔۔ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا

(5)۔۔۔نئی ایجادات کا علم اسلام نے کیوں نہ بتایا؟

(6)۔۔۔اعلیٰ حضرت کا اقول

(7)۔۔۔اسلام ایک سر چشمہ ہے

(8)۔۔۔لفظِ امت ہم سے تقاضا کرتا ہے

(1)۔۔۔چراغ تلے اندھیرا

پیارے محترم اسلامی بھائیو! اس نورانی اور عرفانی محفل میں ایک اہم اور بڑا ہی عمدہ موضوع لے کر حاضر خدمت ہوا ہوں، یہ موضوع ایسا ہے کہ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ چراغ تلے اندھیرا، یعنی چراغ اپنے اطراف میں روشنی اور اجالے تو پھیلاتا ہے، جس کی وجہ سے ہر چیز دیکھی جانے کے قابل ہو جاتی ہے، لیکن اس چراغ کو یہ پتہ نہیں رہتا کہ میں جس روم کو، جس کمرے کو یا جس حصۂ زمین کو روشن کر رہا ہوں، تو کیا میں اپنے نیچے کو بھی روشن

کر رہا ہوں؟ چراغ یہ بھول جاتا ہے، دوسروں کو توروشنی دیتا ہے لیکن اپنے نیچے کی زمین کو روشنی نہیں دے پاتا، یہی معاملہ آج کے اس موضوع کا ہے کہ ہم بڑی لمبی گفتگو کرتے ہیں، بے شمار بیانات سنتے ہیں، لیکن جب باری آتی ہے کہ ہم کیا ہیں؟ اور کوئی ہم سے پوچھے کہ تم کون ہو؟ تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی امت ہیں، امت محمدیہ ہیں۔

چند سوالات

لیکن اس امت کا معنی کیا ہے؟ جس امت میں ہمارا شمار ہے اس امت کو کہتے کیا ہیں؟ اللہ تعالی نے اس امت کے کتنے نام اپنے ناموں پر رکھے؟ اس کا مفہوم اور اس لفظِ امت میں کیا اسرار ورموز پوشیدہ ہیں؟ اس کو جاننے کی جانب ہماری توجہ نہیں جاتی۔ ان شاءاللہ آج کے اس بیان میں لفظِ امت پر گفتگو کی جائے گی، لغوی اعتبار سے ،اصطلاحی اعتبار سے، پھر امت کی اقسام بھی بیان ہوں گی، پھر اللہ نے چاہاتو آخر میں امت کے فضائل بھی بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

(2)۔۔۔امت کے معانی

سب سے پہلے یہ دیکھیے کہ امت کہتے کس کو ہیں؟ تو امت کے معانی بہت سارے آتے ہیں:

امت کا پہلا معنی

(۱)۔۔۔ایک معنی تو امت کا قوم اور عوام ہے کہ قوم اور عوام کو بھی امت بولتے ہیں۔

امت کا دوسرا معنی

(۲)۔۔۔ دوسرا معنی ہے نسل اور برادری۔ کہ ایک نسل اور ایک برادری کے لوگوں کو امت کہتے ہیں۔

امت کا تیسرا معنی

(۳)۔۔۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ کسی نبی پر ایمان لانے والوں کو امت کہتے ہیں، جیسے ہم اللہ کے پیارے نبی، آخری نبی، مکی مدنی، محمد عربی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں، تو ہم امت محمدیہ کہلائیں۔

امت کا چوتھا معنی

(۴)۔۔۔ چوتھا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کی پیروی کرنے والے لوگوں کو امت بولتے ہیں، اب ہم نے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا، نبی ﷺ کی غلامی میں آگئے تو اب نبی ﷺ جیسے چلتے ہیں اس کی پیروی کرنے والوں کا چلنا بھی ویسے ہی ہو، جس طرح نبی بیٹھتے ہیں، ان کے پیروکاروں کا بیٹھنا بھی اسی طرح ہو، جس طرح کھاتے ہیں، پیتے ہیں، سوتے ہیں، جاگتے ہیں، دنیوی معاملات کرتے ہیں یا دینی معاملات کرتے ہیں چاہے وہ نماز ہو،

چاہے وہ روزہ ہو، چاہے وہ حج ہو، چاہے دیگر عبادات ہوں، جس جس انداز اور جس جس طریقے سے نبی کرتا جاتا ہے، زندگی کے تمام افعال و اعمال بجالاتا ہے، تو اس پر ایمان لانے والے لوگ اس کے طریقہ کار کو اپنی زندگی میں نافذ کرتے چلے جاتے ہیں، تو ان لوگوں کو بولتے ہیں امت۔

امت کا پانچواں معنی

(۵)۔۔۔امت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ امت کا معنی ہے وہ زمین کا حصہ جو بہت بلند ہو، بہت اونچی ہو، اس زمین کو امت بولتے ہیں۔

محترم اسلامی بھائیو! اس معنی کو ذہن میں رکھیے اور پھر جس امت میں ہم ہیں اس کا رتبہ، اس کی شان، اس کی عزت و وقار، اللہ تعالی نے کیسا رکھا ہے اس کو سمجھنے کی کوشش کیجئے، کہ امت کا جو معنی ہے اس کو سامنے رکھئے اور اللہ تعالی جو امت کو عطا کرتا ہے، اس کو سامنے رکھئے، پس جب امت کا معنی اور رب عزوجل کی عطاؤں کو ملایا جائے تو ایک دم مطابقت ہو جاتی ہے۔

اونچی زمین نچلی زمین سے افضل ہوتی ہے

مثال کے طور پر امت بولتے ہیں اس زمین کو جو سب سے اونچی ہو، اچھا اونچی زمین جو ہوتی ہے وہ بہت اچھی بھی ہوتی ہے، سب سے افضل بھی ہوتی ہے، کہ نیچے کی زمین میں بارش ہوئی، پانی جمع ہو جائے گا، کیچڑ ہو جائے گی، لیکن اوپر جو زمین ہو گی، جو اونچی زمین ہو گی، اس میں کبھی آپ کیچڑ نہیں دیکھیں گے، مثلاً ہماری دنیا گول ہے، گیند کی طرح

ہے، نقشے میں دیکھئے تو ہمارا آگرہ کشمیر کے مقابلہ میں نیچے ہے اور کشمیر ہمارے آگرہ سے اوپر ہے، بہار ہمارے آگرہ سے بھی نیچے ہے اسی لیے وہاں باڑھ زیادہ آتی ہے، کہ وہ نیچے ہے۔ اب بتایئے یو پی ہے یا بہار ہے یا اور بھی کوئی صوبے ہیں وہ خوبصورت ہیں یا کشمیر کا حصہٗ زمین خوبصورت ہے؟ یقیناً کشمیر ہندوستان کے تمام صوبوں سے خوبصورت ہے، کیوں خوبصورت ہے؟ کیونکہ وہ اونچائی میں ہے۔

نبی پر ایمان لانے والے بھی اونچے ہو جاتے ہیں

اور کشمیر کو دنیا کی جنت بھی کہا گیا ہے، پتہ چلا جو اونچا ہوتا ہے وہ نیچے والوں سے افضل ہوتا ہے، اونچی زمین کو امت بولتے ہیں، اور نبی پر ایمان لانے والوں کو بھی امت بولتے ہیں، اس لیے کہ یہ نبی پر ایمان لا کر، نبی کی پیروی کر کے، تمام دنیا کے لوگوں سے اونچے ہو جاتے ہیں، جنت ان کے لیے، آخرت ان کے لیے، دنیا ان کے لیے، طاقت ان کے لیے، قوت ان کے لیے، سرمایہ ان کے لیے، حکومت ان کے لیے، صدارت ان کے لیے، سارے فضائل اور سارے کمالات اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کے صدقے اپنے محبوب ﷺ کی امت کو دے رکھے ہیں۔

(3)۔۔۔اللہ نے امت کو فضائل و کمالات کیوں دئیے؟

اور اللہ تعالی نے اپنے محبوب ﷺ کی امت کو یہ ساری خوبیاں اور فضائل و کمالات کیوں دئے؟ تاکہ یہ دنیا کے دوسرے لوگوں سے ہیچ نہ ہو سکیں، بلکہ یہ سر اٹھا کر جینے کا حق رکھ سکیں، تو امت کا معنی تھا اونچی جگہ اور جو نبی کی امت میں آجاتا ہے اللہ بھی

اس کو وہ فضیلت وہ کمالات اور وہ اوصاف حمیدہ عطا فرما دیتا ہے کہ دنیا کے تمام انسان میں وہ افضل، اکرم، اعلی اور عمدہ اور نمایاں اور بہترین شخص کے طور پر نمودار ہوتا ہے۔

اس پر قرآن مجید شاہد ہے

بس شرط یہ ہے کہ لوگ امت بنیں، اور رب تعالی نے بھی اس کی تصدیق فرمائی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ(۱۳۹) (پ۴، آل عمران ۱۳۹)

اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ، تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

لہذا اگر بلندی چاہئے، سر فرازی چاہئے، کامیابی چاہئے تو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سچے امتی بننا پڑے گا، اگر ہم سچے امتی بن گئے، تو پھر وہ ساری خوبیاں جو اس زمین میں ہوتی ہیں جس زمین کو امت کہتے ہیں، ہمیں بھی نصیب ہو جائیں گی، ان شاء اللہ عزوجل۔

امت کا چھٹا معنی

(٦)۔۔۔ امت کا چھٹا معنی ہے، وہ زمین جس میں ڈھلان ہو، جس میں کیا ہو؟ ڈھلان ہو، اونچی بھی ہو اور اس میں ڈھلان بھی ہو۔

ایک زمین وہ بھی ہوتی ہے جو اس طور پر اونچی ہوتی ہے کہ نیچے سے اوپر تک بالکل سیدھی کھڑی ہوتی ہے، جس پر نہ کوئی چل سکتا ہے اور نہ چڑھ سکتا ہے، اور اس اونچائی تک پہنچنے کے لئے ہوائی جہاز کا سہارا لینا پڑتا ہے، لیکن ایک زمین وہ بھی ہوتی ہے جو

اونچی تو ہوتی ہے لیکن اس میں ڈھلان ہوتی ہے، جس پر چلنا آسان اور چڑھنا بھی آسان ہوتا ہے۔

ایسی شریعت جس پر عمل کرنا آسان ہو

تو پیارے اور محترم اسلامی بھائیو! امت اس زمین کو بولتے ہیں جو ڈھلان دار ہو، اور ڈھلان دار زمین پر چل کر اوپر جانا ممکن ہوتا ہے، آسان ہوتا ہے، ڈھلان والی زمین میں نیچے سے اوپر کی جانب جائیں یا اوپر سے نیچے کی جانب آئیں، آسانی ہی آسانی ہے، اب اس معنی کو ذہن میں رکھ کر، امت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ امت کو امت کیوں کہتے ہیں ؟ اس لیے کہتے ہیں کہ امت کو آسان شریعت دی جاتی ہے جس پر عمل کرنا آسان ہو، ایسا راستہ دیا جاتا ہے، جس پر چلنا آسان ہو، اور امتی اس راستے پر چل کر بشریت کے فرش سے اٹھ کر ملکیت کے عرش تک پہنچ جاتا ہے، مادیت کی تاریکیوں سے نکل کر روحانیت کی روشنیوں تک پہنچ جاتا ہے، معاشرے کی نظروں سے گرا ہوا شخص جب نبی کی شریعت کے احکام پر چل کر نبی کا امتی بن جاتا ہے تو ربِّ کائنات اس کو پستی سے نکال کر بلندی عطا فرماتا ہے، اور وہی بگڑا ہوا شخص قوم کا امام بن جاتا ہے۔

امت کا حال سب پر ظاہر ہے

اور جو زمین ڈھلان کی صورت میں اونچی ہوتی ہے اس میں ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ اسے ہر کوئی نیچے سے دیکھ لیتا ہے اس کی اچھائی اور برائی کا پتہ لگالیتا ہے، پس یہی حال امت کا ہوتا ہے، کہ ہر کافر و مشرک اسلام اور اہلِ اسلام کو بڑے کھلے اور ظاہر انداز میں

دیکھ سکتا ہے، کسی سے اسلام اور اہلِ اسلام کی کوئی بات مخفی نہیں، اگر کوئی مصطفے جانِ رحمت ﷺ کی امتیوں کی زندگی دیکھنا چاہے تو ایسا نہیں ہے کہ نہیں دیکھ پائے گا، اگر ایسا ہوتا تو میرے اور آپ کے خواجہ، ہند کے راجا کو دیکھ کر نوے لاکھ کافر دامنِ اسلام سے مشرف نہ ہوتے، ان نوے لاکھ کفار کا دامنِ اسلام سے وابستہ ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ امتیوں کا ہر عمل، دنیا کے سامنے اسی ڈھلان والی زمین کی طرح عیاں ہے جس کو ہر کس وناکس دیکھ اور سمجھ سکتا ہے، ان کے جیسا بن سکتا۔

امت کا ساتواں معنی

(۷)۔۔۔ایک معنی امت کا طریقہ اور مشرب بھی ہے، کون سا طریقہ ؟ اللہ عزوجل کا عطا کردہ طریقہ، اللہ تعالی اپنے نبی کو لوگوں میں بھیجتا ہے، نبی اپنے ماننے والوں اور پیروی کرنے والوں کو ایک طریقہ دے کر جاتا ہے، ایک نمونہ، ایک ماڈل دے کے جاتا ہے، اچھا یہ ماڈل اور یہ طریقہ ایسا ہوتا ہے جو کامل ہوتا ہے، کہ بندے کے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک تمام معاملات جو اس کو دنیوی زندگی میں پیش ہوں گے، زندگی میں عارض ہوں، ان تمام کا حل شریعت کی صورت میں نبی دے کر جاتا ہے۔

اسلام میں ایسا طریقہ ہے جو کسی کے پاس نہیں

اور یہی بات ہے پیارے اور محترم اسلامی بھائیو! اسلام کے پاس ایسا طریقہ ہے، ایسا بہترین انداز ہے، جو کسی قوم اور مذہب والوں کے پاس نہیں ہے، کسی امت میں بھی نہیں ہے، لیکن پیارے اور محترم ساتھیو! بات یہ ہے کہ ہم اس طریقے کو، اس انداز کو اپنا

نہیں پائیں، یقیناً اگر ہم اسلام کا طریقہ اور انداز اپنا لیتے، تو جس طرح خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالی علیہ کو دیکھ کر کتنے غیر مسلم مسلمان ہو گئے تھے، آج ہمارے کردار کو دیکھ کر بھی غیر مسلم مسلمان ہو جاتے، اگر آج ہم اسلامی طور طریقے پر قائم و دائم رہتے، تو ہمارے کردار کو دیکھ کر بھی غیر مسلم مسلمان ہوئے بغیر نہ رہتے۔

(4)---ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا

لیکن ہم نے کیا کیا؟ کہ ہم نے اپنے اوپر اتنا ظلم کیا کہ ہم نے اپنے نبی ﷺ کے طریقے ہی کو چھوڑ دیا، اپنے نبی کے انداز ہی کو چھوڑ دیا، ان کی سنتوں سے ہی منہ موڑ لیا، جس کی وجہ سے آج ہم بے راہ ہو چکے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسا ماڈل نہیں ہے، جس کو ہم اپنا آئیڈیل بنا سکیں، تبھی تو کبھی ہنود کی پیروی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، تو کبھی یہود کے طریقوں کو اپناتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، تو کبھی کسی کی، تو کبھی کسی کی۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے

حالانکہ اللہ تعالی نے ہمیں بہترین ماڈل دیا تھا، جیسے کہ قرآنِ پاک کے پارہ ۲۱، سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۲۱، میں ارشادِ خداوندی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے

یا مصطفی! گناہوں کی عادتیں نکالو
جذبہ مجھے عطا ہو سنت کی پیروی کا
میری عادتیں ہوں بہتر بنوں سنتوں کا پیکر
مجھے متقی بنانا مدنی مدینے والے

(5)۔۔۔نئی ایجادات کا علم اسلام نے کیوں نہ بتایا؟

پیارے اسلامی بھائیو! بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ جس شریعت محمدی پر ہمیں عمل کرنا تھا، اس کی اشاعت کرنی تھی، ہم نے عمل کرنے کے بجائے، اسی شریعت پر اعتراض کرنے لگ گئے، لوگوں کے کہنے میں لگ گئے، کہ صاحب تمہارے نبی ﷺ کو اتنا علم تھا تو ہوائی جہاز بنانے کا طریقہ کیوں نہیں بیان کر دیا؟ راکٹ بنانے کا طریقہ کیوں بیان نہ کیا؟ چاند پر جانے کا طریقہ کیوں نہیں بتادیا؟ اپنے امتیوں کو چاند پر کیوں نہ بسادیا؟

قرآن میں سب کچھ ہے

پیارے اور محترم اسلامی بھائیو! ایسے وسوسوں میں پڑ کر ہم اپنے دین سے اپنا رشتہ نازک کر رہے ہوتے ہیں، کمزور کر رہے ہوتے ہیں، یقیناً میرا اور آپ کا ایمان بلکہ ہم سب کا ایمان، یہ کہتا ہے کہ ہمارے اسلام میں سب کچھ ہے، جی ہاں! یہ حقیقت ہے، ہمارے اسلام میں راکٹ بنانے کا طریقہ بھی ہے، ہوائی جہاز بنانے کا طریقہ بھی ہے، ٹرین بنانے کا طریقہ بھی ہے، موبائل اور کمپیوٹر اور کیا کیا میں بتاؤں دنیا کے اس ترقی کے دور میں جو جو چیزیں وجود میں آچکی ہیں اور جو آنے والی ہیں ساری چیزوں کے بنانے کا طریقہ، چلانے کا طریقہ

الحمد للہ عزوجل اسلام میں ہے، کوئی سیکھنا چاہے تب نہ، کوئی اس علم کو لینا چاہے تب نہ، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالی قرآن پاک کے پارہ ۱۴ سورۂ نحل کی آیت نمبر ۸۹ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِیْنَ (۸۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔

اقوالِ بزرگانِ دین

اس آیتِ پاک کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں نقل کرتے ہیں:

امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: کہ اُمّت کے سارے علوم حدیث کی شرح ہیں اور حدیث قرآن کی۔ ابو بکر بن مجاہد سے منقول ہے انہوں نے ایک روز فرمایا: کہ عالَم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کتاب اللہ یعنی قرآن شریف میں مذکور نہ ہو۔ ابنِ ابو الفضل مرسی نے کہا کہ اولین و آخرین کے تمام علوم قرآنِ پاک میں ہیں۔ غرض یہ کتاب جامع ہے جمیع علوم کی، جس کسی کو اس کا جتنا علم ملا ہے وہ اتنا ہی جانتا ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان پ۱۴، النحل، ۸۹)

اس میں تمام چیزوں کا علم ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں "قرآن مجید ہر نافع علم پر مشتمل ہے یعنی اس میں گزشتہ واقعات کی خبریں اور آئندہ ہونے والے واقعات کا علم موجود ہے، ہر حلال و حرام کا حکم اس میں مذکور ہے، اور اس میں ان تمام چیزوں کا علم ہے جن کی لوگوں کو اپنے دنیوی، دینی، معاشی اور اُخروی معاملات میں ضرورت ہے۔

(ابن کثیر، النحل، تحت الآیۃ: ۸۹، ۴/ ۵۱۰)

(6)---اعلی حضرت رضی اللّٰہ عنہ کا اقول

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں "قرآن عظیم گواہ ہے اور اس کی گواہی کس قدر اعظم ہے کہ وہ ہر چیز کا تِبیان ہے اور تبیان اس روشن اور واضح بیان کو کہتے ہیں جو اصلاً پوشیدگی نہ رکھے، اور اہلِ سنت کے نزدیک "شَیْءٍ" ہر موجود کو کہتے ہیں تو اس میں جملہ موجودات داخل ہو گئے، فرش سے عرش تک، شرق سے غرب تک، ذاتیں اور حالتیں، حرکات اور سکنات، پلک کی جنبشیں اور نگاہیں، دلوں کے خطرے اور ارادے اور ان کے سوا جو کچھ ہے (وہ سب اس میں داخل ہو گیا) اور انہیں موجودات میں سے لوحِ محفوظ کی تحریر ہے، تو ضروری ہے کہ قرآنِ عظیم میں ان تمام چیزوں کا بیان روشن اور تفصیل کامل ہو اور یہ بھی ہم اسی حکمت والے قرآن سے پوچھیں کہ لوح میں کیا کیا لکھا ہوا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ (قمر:۵۳)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْۤ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (یس:۱۲)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ایک ظاہر کر دینے والی کتاب (لوحِ محفوظ) میں ہر چیز ہم نے شمار کر رکھی ہے۔

اور سورۂ انعام میں فرماتا ہے:

وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (انعام:۵۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور نہ ہی زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ہے مگر وہ ان سب کو جانتا ہے۔ اور کوئی تر چیز نہیں اور نہ ہی خشک چیز مگر وہ ایک روشن کتاب میں ہے۔

اور بے شک صحیح حدیثیں فرما رہی ہیں کہ روزِ اول سے آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو گا سب لوحِ محفوظ میں لکھا ہے بلکہ یہاں تک ہے کہ جنت و دوزخ والے اپنے ٹھکانے میں جائیں، اور اسی کو مَاكَانَ وَمَا يَكُوْنُ کہتے ہیں، اور بے شک علمِ اصول میں بیان کر دیا گیا کہ نکرہ مقامِ نفی میں عام ہوتا ہے تو جائز نہیں کہ اپنی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بیان سے چھوڑ دی ہو اور ''کُل'' کا لفظ تو عموم پر ہر نص سے بڑھ کر نص ہے تو روا نہیں کہ روشن بیان اور تفصیل سے کوئی چیز چھوٹ گئی ہو۔

(الدولة المكيه بألمادة الغيبيه، النظر الخامس فی الدلائل المدعی من الاحاديث والاقوال والآيات، ۸۳،۷۵)

کوئی چیز خارج نہیں

قرآن پاک میں ہر چیز کا بیان موجود ہے، دنیا کی کوئی چیز خارج نہیں ہے، نکل نہیں سکتی قرآن کے اندر سے، اور وہ بھی روشن بیان، اور روشن اس چیز کو کہتے ہیں جو ظاہر و باہر ہو، کسی سے چھپی ہوئی نہ ہو، تو اب آپ بتائیے کہ کیا یہ جہاز دنیا میں نہیں ہے؟ کیا یہ راکٹ دنیا میں نہیں ہے؟ لہذا قرآن میں ہر چیز کا علم موجود ہے۔

روشن ہونے کے باوجود ہمیں نظر نہیں آتا

اور اگر آپ یہ کہیں کہ جب قرآن میں ہر چیز کا روشن بیان ہے تو دکھاؤ جہاز بنانے کا طریقہ، دکھاؤ ٹرین بنانے کا طریقہ، دکھاؤ راکٹ بنانے کا طریقہ، اگر ہے تو دکھاؤ۔ تو سنو! اس کا جواب یہ ہے کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ سمندر میں موتی ہوتے ہیں، کسی کو اس بات میں شک و شبہ نہیں ہے، تو کیا ہر کوئی سمندر سے موتی نکال لیتا ہے؟ نہیں نا، پس اسی طرح اس قرآن میں تو بہت کچھ ہے، مگر ہر کوئی نکال نہیں سکتا، علم ہونے کے باوجود سمندر سے موتی ہم اور آپ نہیں نکال سکتے، سمندر سے موتی کون نکالتا ہے؟ غوطہ خور نکالتا ہے، کیا ہم اور آپ نکال سکتے ہیں؟ نکالنے جائیں گے تو اپنی جان کو گنواں بیٹھیں گے، جان کے لالے پڑ جائیں گے، لیکن جو غوطہ خور ہوتا ہے وہ نکال کے لے آتا ہے، پتہ چلا قرآن میں ہے تو سب کچھ، لیکن نکالنے والا تو کوئی ہونا چاہیے، ہم ایسے بنے تو پہلے، اگر غوطہ خور بن جائیں، تو دو چار دن ہی میں لکھ پتی اور کروڑ پتی بن جائیں گے۔

سیکڑوں سال پہلے اسلام کی نئی ایجادات

ہمارے غوث اعظم، ہمارے خواجہ غریب نواز، صحابہ ٔ اکرام، اولیائے عظام نے اس دین کے ڈیپ میں گئے، تو سیکڑوں سال پہلے ہی ان چیزوں کو استعمال کر لیا جن چیزوں کو ہم اور آپ آج استعمال کرتے ہیں۔ بشر حافی رضی اللہ عنہ کو کوئی ہوائی جہاز کی ضرورت نہیں تھی، پل بھر میں سو میل کا سفر کر لیا کرتے تھے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو الٹرا ساؤنڈ کی مشین کی ضرورت نہیں تھی، سونو گرافی مشین کی ضرورت نہیں تھی، وہ تو دیکھ کر بتاتے تھے کہ حاملہ عورت کے پیٹ میں بچہ ہے بچی، فاروقِ اعظم کو کوئی موبائل کی ، کوئی انڈرائڈ موبائل اور انٹرنٹ کی ضرورت نہیں تھی، شہر نہاوند میں جنگ ہو رہی ہے، مدینہ ٔ منورہ سے بات کر رہے ہیں، ساریہ پہاڑ کے پیچھے، مدینہ سے وہاں کا منظر بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں اور بات بھی کر رہے ہیں، اللہ اکبر! وہ کیسا انڈرائڈ موبائل تھا، ویڈیو کالنگ بھی ہو رہی ہے، اور اس موبائل کو چارج کرنے کے لئے نہ لائٹ کی ضرورت اور نہ بیٹری کی ضرورت، نہ موبائل کو خریدنے میں پیسہ خرچ کرنے کی ضرورت، یہ سب کیا ہے؟ اللہ تعالی نے اسلام میں وہ طریقہ رکھا ہے، جس کو نہ کسی ظاہری اسباب کی ضرورت اور نہ کسی کی مدد کی ضرورت۔

فاروق اعظم نے قبر والے سے بات کی

منقول ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان تھا جو متقی، پرہیز گار اور مسجد میں کثرت سے آتا جاتا تھا۔ خوفِ خدا

کے باعث اس کا انتقال ہو گیا، اس کے والد نے راتوں رات ہی اس کے غسل و کفن و دفن کا انتظام کر دیا۔

صبح جب یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ اس کے باپ کے پاس تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ "ہمیں رات کو ہی اطلاع کیوں نہیں دی، ہم بھی جنازے میں شریک ہو جاتے؟"اس نے عرض کی ،"امیر المومنین! آپ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے مناسب معلوم نہ ہوا۔" آپ نے فرمایا کہ "مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔" وہاں پہنچ کر آپ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۔(پ۲۷،الرحمن۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

تو قبر میں سے اس نوجوان نے بلند آواز کے ساتھ پکار کر کہا کہ "یا امیر المومنین! بے شک میرے رب نے مجھے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔" (شرح الصدور ص ۲۱۳)

روح پر سائنسی تحقیق ہو رہی ہے

اللہ اکبر! پیارو! ذرا غور تو کرو: وہ نوجوان قبر میں منو مٹی تلے دبا ہے، مر گیا ہے، ہم جا کے یا کسی سائنسدان سے کہہ دیجئے کہ کسی قبر والے سے بات کر لے، اور کوشش بھی کی گئی ہے، قبر میں کیمرے لگائے گئے ہیں کہ دیکھا جائے قبر میں کیا ہوتا ہے؟ لیکن کچھ رزلٹ آیا، ابھی تک نہیں آیا، یہ روح کیسے نکلتی ہے اس کے بارے میں ریسرچ ہو رہی ہے، اور ماں

کے پیٹ میں جب بچہ بن جاتا ہے اور جب ایک سو بیس دن کا بچہ ہو جاتا ہے تو قرآن پاک سے ثابت ہے کہ چار مہینے کے بعد روح پھونکی جاتی ہے، سائنس اس پر تحقیق کر رہی ہے، حاملہ عورت کو لٹا کر مشینیں فٹ کر دی ہیں کہ جب ایک سو بیس دن ہو جائیں گے، تو روح کس طرح پڑتی ہے، اس کو دیکھیں گے لیکن ابھی تک کچھ رزلٹ نہ آیا، اور نہ ایسی جان کاری دے پائیں گے، کہ روح کس طرح آتی ہے اور کس طرح نکل جاتی ہے؟

روح اللہ کے حکم سے ایک چیز ہے

کیونکہ اللہ تعالی نے قرآنِ پاک کے پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸۵ میں ارشاد فرمایا ہے:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (۸۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

یعنی اے محبوب! لوگ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیں کہ روح یہ اللہ کا حکم ہے، اور اللہ کو جب ہم دیکھ نہیں سکتے تو اس کے حکم کو کیا دیکھ پائیں گے؟ قیامت آجائے گی کوئی سائنس روح کے بارے میں بتا ہی نہیں سکے گی۔ اور رب نے کہہ بھی دیا " وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا " کہ تمہیں ملا ہی تھوڑا علم ہے، اور اس تھوڑے علم سے روح کا علم نہیں حاصل ہو سکتا۔

تو جب فاروق اعظم نے آیتِ پاک تلاوت فرمائی کہ خوف خدا رکھنے والے کے لیے قرآن کہتا ہے کہ دو جنتیں ہیں، تو نوجوان ! تو بتا، تیرے رب نے تجھ کو کتنی جنتیں عطا کی، تو قبر کے اندر سے فاروقِ اعظم کی آواز سن کر اس نوجوان نے بلند آواز کے ساتھ پکار کر کہا کہ "یا امیر المومنین !بے شک میرے رب نے مجھے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔ سبحان اللہ ! یہ ہے دینِ اسلام، جس کی بناپر فاروقِ اعظم نے قبر کے اندر مردے سے بات کی۔

(7)۔۔۔اسلام ایک سرچشمہ ہے

دینِ اسلام میں وہ علوم ہیں جس کے ہوتے ہوئے کسی مشین کی ضرورت نہیں ،کسی بجلی اور کسی واسطے اور ذرائع کی ضرورت نہیں ہے اسلام تو ایسا دین ہے، ایسا سرچشمہ ہے کہ ہر چیز اس میں ہے ہم سیکھنے والے تو بنیں۔

پیارے اور محترم اسلامی بھائیو!بات کہاں سے چلی تھی ؟اور کہاں پہنچ گئی؟ خیر یہ بھی ضروری تھا کہ ہماری نئی نسلوں کو پتہ تو چلے کہ جس چیز کی تلاش ہم غیروں کے پاس جا کر کرتے ہیں وہ ہمیں ہمارا اسلام دے رہا ہے۔

ہم دین اسلام کا علم سیکھیں

تو ہم دین اسلام کا علم سیکھیں، ہم مسلمان ہیں، کم سے کم یہ تو ضرور پتہ ہو کہ مسلمان کہتے کس کو ہیں، ہم بہت ساری چیزوں کی ڈیفینیشن پڑھتے ہیں، کسی کو کوئی کاروبار کرنا ہے، تو کاروبار سیکھتا ہے، کاروبار کے متعلق ساری جان کاری لیتا ہے، تو جناب کاروبار کے لئے آٹھ بجے صبح سے آٹھ بجے شام تک بارہ گھنٹے دکان کھولنی ہے، تو جھاڑو بھی لگانا ہے پھر

گراہکوں سے بات اس طرح کرنی ہے، کاروبار کس طرح کرنا ہے؟ انداز کیا ہونا چاہیے؟ سارا کچھ سیکھتے ہیں اور سیکھ بھی جاتے ہیں، ہم مسلمان ہیں، اور پیدائشی مسلمان ہیں، کاروبار تو بیس پچیس تیس سال کے بعد شروع کرتے ہیں، مگر ہم مسلمان تو پیدا ہونے سے پہلے ماں کے پیٹ سے، بلکہ جب حمل ٹھہرا تھا، بلکہ اس سے بھی پہلے سے مسلمان ہیں، کہ باپ کی پشت میں جو ہمارا نطفہ تھا، ہم اس وقت سے مسلمان ہیں، اتنے پرانے مسلمان، مگر پھر بھی اس اسلام کے بارے میں کوئی بھی جان کاری نہیں، ارے بھائی! سب کچھ چھوڑ کر یہ تو پتہ ہونا ہی چاہیے کہ مسلمان کسے کہتے ہیں؟ اور کیا وہ تمام چیزیں جو مسلمان کی ڈیفینیشن اور تعریف میں بیان کی جاتی ہیں کیا وہ چیزیں میرے اندر ہیں، اگر نہیں ہیں تو اس کو سیکھیں۔

محترم اسلامی بھائیو! کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم ضروری علم دین ضرور حاصل کریں، ایسے بھی دنیادار نہ بن جائیں کہ مرنے کے بعد پچھتانا پڑے۔

تو امت کا ساتواں معنی طریقہ اور مشرب تھا، اور کون سا طریقہ؟ اللہ عزوجل کا عطا کردہ طریقہ، ہمارے پیارے نبی ﷺ کا بتایا ہوا طریقہ، اور سرکارِ اَبد قرار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک ذات ہر درجے اور ہر مرتبے کے انسان کے لئے نمونہ ہے۔

امت کا آٹھواں معنی

(۸)۔۔۔امت کا آٹھواں معنی مدّت اور وقت ہے، کہ کسی بھی نبی کی کوئی امت ہوتی ہے وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے نہیں ہوتی، حضرت موسیٰ علیہ صلوۃ وسلام کی امت ایک وقت تک تھی، حضرت عیسیٰ علیہ صلوۃ وسلام کی امت تھی، وہ بھی ایک وقت کے لیے۔

اس امت کا وقت قیامت تک ہے

ہمارے نبی ﷺ کی امت کا بھی ایک وقت ہے، اس کی بھی ایک مدت ہے، لیکن جس طرح ہمارے نبی ﷺ تمام نبیوں سے افضل ہیں، اسی طرح ہمارے نبی ﷺ کی یہ امت، امت محمدیہ تمام امت سے افضل ہے، جس طرح دیگر نبیوں کی امتوں کا ایک وقت ہوتا تھا، کسی کے لئے پچاس سال، کسی کے لئے سو سال، دو سو سال، لیکن یہ امت افضل امت ہے اس لیے اس کو زیادہ وقت دیا گیا، اور وہ قیامت تک کا وقت ہے۔

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سب سے زیادہ وقت امتِ محمدیہ کو دیا گیا تو امتِ محمدیہ کے لوگوں کی عمریں کم کیوں رکھی گئیں؟ جبکہ پچھلی امتوں کی عمریں زیادہ ہوا کرتی تھیں، ایسا کیوں ہے؟ اس میں کیا حکمت ہے؟ ان شاءاللہ اگلے بیان میں ہم اس پر گفتگو کریں گے، اور امت کی کتنی قسمیں ہیں وہ بھی بیان کریں گے، پھر اس امت کے فضائل کیا ہیں؟ یہ سب کچھ سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔ ان شاءاللہ عزوجل۔

امت کا نواں معنی

(۹)۔۔۔امت کا نواں معنی یہ ہے کہ، امت اس شخص کو کہتے ہیں جو تمام خصائلِ حمیدہ کا جامع ہو، چنانچہ قرآنِ پاک کے پارہ ۱۴، سورۂ نحل کی آیت نمبر ۱۲۰، میں ہے:

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا ؕ وَلَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (۱۲۰)

بے شک ابراہیم ایک امام تھا، اللہ کا فرمان بردار اور سب سے جدا، اور مشرک نہ تھا۔

اس آیت کے تحت تفسیرِ خزائن العرفان میں ہے کہ اُمَّۃً سے مراد نیک خصائل اور پسندیدہ اخلاق اور حمیدہ صفات کا جامع ہونا ہے۔

(8)۔۔۔لفظِ امت ہم سے تقاضا کرتا ہے

لہٰذا لفظِ امت ہم سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ امت کا معنی خصائلِ حمیدہ کا جامع ہونا ہے تو تم بھی اپنے کردار کو ستھرا کرو، صفاتِ حمیدہ کو اپناؤ۔ اور جب ہم صفاتِ حمیدہ سے متصف ہو جائیں گے تو تب جا کر امت بنیں گے۔

صفاتِ حمیدہ سے مراد کیا ہے؟

اور صفاتِ حمیدہ سے مراد اچھی خوبیوں کا ہونا ہے مثلاً خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ و عشقِ مصطفی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم، جذبۂ اتباعِ قرآن و جذبۂ اتباعِ سنّت، جذبۂ احیاءِ سنّت، زُہد و تقوٰی، عَفْو و درگزر، صبر و شکر، عاجِزی وانکِساری، سادَگی و اِخلاص، حُسنِ اَخلاق، دنیا سے بے رغبتی، حفاظتِ ایمان کی فکر، فروغِ علمِ دین، خیر خواہ مسلمین جیسی صفات سے اپنے آپ کو مزین کرنا ہے۔

مدنی انعامات کا رسالہ بہترین ذریعہ ہے

اور ان تمام صفات کا جامع بننے کے لئے امیر اہلسنت بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری زید مجدہ وشرفہ وعلمہ کا عطا کردہ رسالہ بنام "مدنی

انعامات" حاصل کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے۔اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب برپا ہوتا دیکھیں گے۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعاہے کہ وہ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے صدقے اور وسیلے سے دونوں جہان میں برکتیں اور رحمتیں عطا فرمائے، اور صحیح معنوں میں ہمیں امت بننے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خطیب

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

تاریخ اجراء 30july2021

بروز جمعة المبارک

استاد جامعة المدینہ

فیضان صدیق اکبر آگرہ الہند

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ　　وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

(9)امت محمدیہ کی عمر کم کیوں؟

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی فضیلت　(1)۔۔۔تم سب امتوں میں بہترین امت ہو

(2)۔۔۔اصلی چیز کی عمر زیادہ اور نقلی کی کم　(3)۔۔۔حدیث کی شرح بقلمِ رضا

(4)۔۔۔کسی کے لئے قیامت کا دن مختصر ہو گا؟(5)۔۔۔اس امت پر اللہ تعالی کا کرم ہے

(6)۔۔۔امت محمدیہ کو کم عمر دئے جانے کا سبب(7)۔۔۔کیا قبر بھی جنت ہے؟

(8)۔۔۔کام کم اجر زیادہ　(9)۔۔۔امت کی اقسام

(10)۔۔۔امتِ محمدیہ کے افضل و اکرم ہونے کی وجوہات

(11)۔۔۔تورات میں اُمَّتِ محمدیہ کے فضائل(12)۔۔۔موسی علیہ السلام کی تمنّی

خطیب

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دھلی

(9)امت محمدیہ کی عمر کم کیوں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ

بِاللّٰهِ۔ (پ۔۴۔ال عمران۔۱۱۰)

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اہلِ سنّت کا گروہِ ناجی اب چار مذہب میں مجتمع ہے

علامہ سیّد احمد مصری طحطاوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه لکھتے ہیں: اہلِ سنّت کا گروہِ ناجی اب چار مذہب میں مجتمع ہے وہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ہیں، آج کے دور میں جو ان چار مذاہب سے خارج ہو بدعتی اور جہنمی ہے۔(حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الذبائح، ۴/۱۵۳)

چاروں مذہب کے چاروں اماموں کے نام

مذہبِ حنفی کے امام، امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں، مذہبِ مالکی کے امام، امامِ مالک بن انس رضی اللہ عنہ ہیں، مذہبِ حنبلی کے امام، امامِ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ ہیں، اور مذہبِ شافعی کے امام، امامِ شافعی رضی اللہ عنہ ہیں۔

آج کی اس نورانی و عرفانی بزم میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے متعلق چند باتیں اور پھر ان سے منقول درود شریف کی فضیلت سننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں ،ان شاء اللہ عزوجل

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف

حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کانام محمد بن ادریس بن عباس اور کنیت ابوعبداللہ ہے مقام غزّہ میں ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ باعمل عالم دین، بلند شرف والے، اچھے اخلاق والے، سخاوت کرنے والے، تاریکیوں میں روشنی اور تبع تابعین میں سے ہیں۔

رمضان المبارک میں ۶۰ قرآن پاک ختم فرماتے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا امام مالک اور حضرت سیِّدُنا امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِما سے بھی علم حاصل کیا۔ مذہب المُہَذَّب شافعیہ کے عظیم المرتبت پیشوا ہیں ۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مصر میں ۲۰۴ھ کو رجب المرجب کی آخری تاریخ میں جمعرات کی رات وصال فرمایا اور جمعہ کے دن آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو دفن کیا گیا۔

(حلیۃ الاولیاء، الرقم: ۱۴۴۲ الامام الشافعی، ج۹، ص۱۴۳، ۱۷۱)(مرقاۃ المفاتیح، شرح مقدمۃ المشکاۃ، ج۱، ص۶۶)

سونے کی کرسی

اور آپ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بہت بلند وبالا ہے چنانچہ: حضرت سیِّدُنا ربیع بن سلیمان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے وصال کے بعد ان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''اے ابوعبد اللہ!: مَاصَنَعَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا '': مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور مجھ پر نفیس موتی بکھیرے۔''

(احیاء علوم الدین، باب منامات المشائخ، ج۵، ص۲۶۷)

درود شریف

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن حَکَم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کو دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' فرمایا: ''مجھ پر رحم فرمایا اور بخش دیا اور میرے لئے جنت یوں سجائی گئی جیسے کہ دلہن کو سجایا جاتا ہے اور مجھ پر نعمتیں یوں نچھاور کی گئیں جیسے کہ دولہا پر نچھاور کرتے ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''کس سبب سے آپ نے یہ مقام پایا؟'' فرمایا: ''میری کتاب ''الرِّسَالَۃ'' میں جو درود پاک لکھا ہے اس کے سبب سے۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کس طرح ہے؟'' فرمایا: '' وہ یوں ہے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ

یعنی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیِّدُنا محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کرنے والوں اور ان کے ذکر سے غافل رہنے والوں کی تعداد کے برابر ان پر رحمت

نازل فرما۔"

حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن حَکَم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: صبح کو میں نے کتاب "اَلرِّسَالَۃ" کو دیکھا تو وہی درود پاک لکھا ہوا تھا جو آپ نے خواب میں بتایا تھا۔

(سعادۃ الدارین ، الباب الرابع فیما۔۔۔الخ، اللطیفۃ الحادیۃ والعشرون، ص ۱۳۴)

آیئے اس درودِ پاک کو ایک بار ہم بھی پڑھ کر اس کی برکتیں حاصل کریں:

صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ رسول! آج کے بیان میں ہم ان شاء اللہ الکریم امتِ محمدیہ کی عمر کم کیوں رکھی گئی؟ کے عنوان پر کچھ اہم چیزیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔تم سب امتوں میں بہترین امت ہو

(2)۔۔۔اصلی چیز کی عمر زیادہ اور نقلی کی کم

(3)۔۔۔حدیث کی شرح بقلمِ رضا

(4)۔۔۔کسی کے لئے قیامت کا دن مختصر ہو گا؟

(5)۔۔۔اس امت پر اللہ تعالی کا کرم ہے

(6)۔۔۔امت محمدیہ کو کم عمر دیئے جانے کا پہلا سبب

(7)۔۔۔کیا قبر بھی جنت ہے؟

(8)۔۔۔کام کم اجر زیادہ

(9)۔۔۔امت کی اقسام

(10)۔۔۔امتِ محمدیہ کے افضل واکرم ہونے کی وجوہات

(11)۔۔۔تورات میں اُمَّتِ محمدیہ کے فضائل

(12)۔۔۔موسیٰ علیہ السلام کی تمنّی

آج کی گفتگو

پیارے اور محترم اسلامی بھائیو! پچھلے بیان میں ہم نے لفظِ امت کے معانی و معارف پر گفتگو کی تھی، آج ان شاء اللہ ہم اس عنوان کے متعلق کچھ سننے کی سعادت حاصل کریں گے کہ جب امتِ محمدیہ تمام امت سے افضل و اعلی ہے تو اس کی عمریں کم کیوں ہیں، نیز امت کی کتنی اقسام ہیں، اوراللہ پاک نے اپنے کتنے ناموں پر اس امت کا نام رکھاہے؟ یہ سب کچھ اور مزید بہت کچھ سنیں گے، ان شاءاللہ عزوجل۔

(1)۔۔۔تم سب امتوں میں بہترین امت ہو

اللہ تعالی نے اس امت کو اپنے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل سابقہ امم سے افضل و اکرم بنایا، جیسے کہ قرآن پاک کے سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۱۰، اس پر شاہد ہے: ”کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ“ کہ تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، اور اس آیت پاک کے نازل ہونے کا سبب بھی یہود کا اعتراض تھا کہ یہودیوں میں سے مالک بن صیف اور وہب بن یہودا نے حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم سے کہا: کہ ہم تم سے افضل ہیں اور ہمارا

دین تمہارے دین سے بہتر ہے جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو، اس پر اللہ تبارک و تعالی نے یہ آیت نازل فرمایا: "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" کہ اے میرے محبوب ﷺ کے امتیوں تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، چاہے وہ کسی نبی کی امت ہو، حضرت موسی علیہ السلام کی امت یہود ہوں یا عیسی علیہ السلام کی امت نصاری ہو، تم سب سے بہتر ہو، کیونکہ تمہاری نسبت جو میرے محبوب ﷺ سے ہو گئ ہے، جب میرا محبوب ﷺ سب انبیا و رسل علیہم السلام میں افضل ہے تو تم ساری امم سابقہ میں افضل ہو۔ اللہ اکبر! رب عزوجل کی کیسی اس امت پر کرم نوازیاں ہیں۔

پس اللہ تبارک و تعالی نے اس امت کو افضل بنایا، اکرم بنایا، عزت بخشی، وقار عطا فرمایا اور تمام امت میں اعلی بنا کر اس کو بلندیوں کی دہلیز پر لا کر کھڑا کر دیا۔

(2)۔۔۔اصلی چیز کی عمر زیادہ اور نقلی کی کم

اب یہاں پر ایک سوال ہوتا ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالی نے امتِ محبوب ﷺ کو بلندی کی دہلیز پر کھڑا کر دیا، تو پچھلی امتوں کی عمریں تو بڑی طویل ہوتی تھیں، بڑی لمبی لمبی عمریں ہوتی تھیں، تو جب یہ امت تمام امم سے افضل ہے تو اس کی عمر بھی زیادہ ہونی چاہئے، نہ یہ کہ اس کی عمر کم کر دی جائے، کیونکہ جو اچھی چیز ہوتی ہے وہ دیرپا ہوتی ہے، آپ دیکھیں کوئی چیز اگر لوکل کوالٹی کی ہے تو وہ کم چلتی ہے، اس کی عمر کم ہوتی ہے جلد ہی خراب ہو جاتی ہے، اور اگر وہ چیز اچھی کوالٹی کی ہے، کمپنی کی ہے، لیبل لگا ہوا ہے تو پھر وہ چیز لمبے عرصے تک چلتی ہے، اور کہتے بھی ہیں کہ: سستا روئے بار بار اور مہنگا روئے ایک بار، تو

نقلی چیز کی زندگی کے مقابلے میں اصلی چیز کی زندگی زیادہ ہوتی ہے، کم افضل چیز کی زندگی کم ہوتی ہے اور افضل چیز کی زیادہ ہوتی ہے، تو جب اللہ تبارک و تعالی نے اس امت کو تمام امتوں سے افضل بنایا تو اگر پچھلی امتوں کی عمر سو سال تھی تو اس کی دو سو سال ہونی چاہئے، اگر پچھلی امتوں کی عمر دو سو سال تھی تو اس امت کی عمر تین سو سال ہونی چاہیے تھی، لیکن اس کا الٹ کر دیا گیا کہ پچھلی امتوں کی عمریں زیادہ، اور امت محمد ﷺ کی عمر کم، اس میں کیا حکمت ہے؟ اس امت کی عمر کم رکھنے میں کیا اسرار و رموز ہیں؟ اور اس پر مشکوۃ المصابیح میں بحوالہ جامع الترمذی ارشادِ نبوی ﷺ بھی موجود ہے، چنانچہ:

میری امت کی عمریں

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: عُمُرُ اُمَّتِیْ مِنْ سِتِّيْنَ سَنَةً اِلٰی سَبْعِيْنَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا:
میری امت کی عمر ساٹھ ستر سال کے درمیان ہو گی۔

(مشکوۃ المصابیح باب الاستحباب المال و العمر للطاعۃ الفصل الثانی ص۴۵۰ مجلس البرکات)

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَا بَيْنَ سِتِّيْنَ اِلَی السَّبْعِيْنَ وَ اَقَلُّهُمْ مَنْ يُّجَوِّزُ ذٰلِكَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میری امت کی عمریں ساٹھ ستر سال کے درمیان ہوں گی، کم لوگ اس سے آگے بڑھیں گے۔

(مشکوۃ المصابیح باب الاستحباب المال و العمر للطاعۃ الفصل الثانی ص۴۵۰ مجلس البرکات)

دونوں حدیث کی شرح

اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں:

اس کا مطلب یہ ہے کہ: میری امت کی عمریں عموماً ساٹھ ستر سال کے درمیان ہوں گی اگرچہ بعض لوگ ساٹھ سال سے پہلے مرجائیں گے، بعض ستر سے بڑھ جائیں گے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی عمر ۶۳ سال ہوئیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عمر بیاسی یا اٹھاسی سال ہوئی۔

اور بہت کم لوگ ستر سے آگے بڑھیں گے، سو سال سے آگے بڑھنے والے تو بہت ہی کم ہوں گے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو تین سال ہوئی، جناب اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی عمر سو سال ہوئی، اور اس عمر میں بھی کسی قوت میں کمی نہ آئی، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو بیس سال

ہوئی، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عمر ساڑھے تین سو سال ہوئی مگر اسلام میں تھوڑا عرصہ رہے، اور ۵۳ھ میں وفات پائی۔

ان دونوں حدیث میں بھی یہ بات بیان کی گئی کہ میری امت کی درمیانی عمر ساٹھ سے ستر سال کے مابین ہوگی، لیکن بعض لوگ اس عدد سے پہلے بھی انتقال کر جائیں گے اور بعض اس کے بعد، لیکن اکثریت کی عمر ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہی ہوگی۔

امتِ محمدیہ کے افضل واکرم ہونے کے باوجود اتنی کم عمر کیوں دی گئی؟ اس سوال کا جواب سنن دارمی کی حدیث اور اس کی شرح میں موجود ہے، جس کو میرے اور آپ کے اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت امام اہلِ سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے فتاوی رضویہ میں بیان کیا ہے، لہذا پہلے حدیث ملاحظہ فرمائیں اور پھر اس کی قلمِ رضا سے کی جانے والی شرح دلنواز، چنانچہ:

ہم ظہور میں پچھلے

امام دارمی نے عمرو بن قیس ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب رحمت خاص کا زمانہ آیا اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے لئے کمال اختصار کیا۔ ہم ظہور میں پچھلے اور روز قیامت رتبے میں اگلے ہیں اور میں ایک بات فرماتا ہوں جس میں فخر وناز کو دخل نہیں۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے صفی اور میں اللہ کا حبیب ہوں، اور میرے ساتھ روز قیامت لواء الحمد ہوگا۔

(سنن الدارمی باب مااعطی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من الفضل دار المحاسن للطباعۃ القاہرۃ ۱/۳۲)

(3)۔۔۔حدیث کی شرح بقلمِ رضا

اعلی حضرت رضی اللہ عنہ اس حدیث کے تحت فتاوی رضویہ کی جلد نمبر ۳۰ کے صفحہ نمبر ۲۰۸ پر لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ارشاد مذکور "میرے لئے کمال اختصار کیا" کے بارے میں علمائے کرام فرماتے ہیں: کمالِ اختصار کا معنی یہ ہے کہ:

(۱)۔۔۔مجھے اختصار کلام بخشا کہ تھوڑے لفظ ہوں اور معنی کثیر۔یا

(۲)۔۔۔ میرے لئے زمانہ مختصر کیا کہ میری امت کو قبروں میں کم دن رہنا پڑے۔

اعلی حضرت علمائے کرام کا قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: میں اللہ تعالی کی توفیق سے کہتاہوں کہ حدیث کے اس جز "میرے لئے کمالِ اختصار کیا" کا معنی یہ ہے کہ:

حدیث کا پہلا معنی

(۱)۔۔۔ میرے لئے امت کی عمریں کم کیں تاکہ مکارہ دنیا سے جلد خلاصی پائیں، گناہ کم ہوں۔نعمت باقی (جنت)تک جلد پہنچیں۔

حدیث کا دوسرا معنی

(۲)۔۔۔یا یہ مطلب ہے کہ میری امت کے لیے طول حساب کو اتنا مختصر فرمادیا کہ اے امت محمد! میں نے تمہیں اپنے حقوق معاف کیے۔ آپس میں ایک دوسرے کے حق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ۔

حدیث کا تیسرا معنی

(۳)۔۔۔یا یہ معنی ہیں کہ میرے غلاموں کے لئے پل صراط کی راہ جو کہ پندرہ ہزار برس کی ہے اللہ تعالی اس کو اتنی مختصر کردے گا کہ چشم زدن میں گزر جائیں گے جیسے بجلی کوندگئی۔

حدیث کا چوتھا معنی

(۴)۔۔۔یا یہ معنی ہیں کہ قیامت کا دن جو کہ پچاس ہزار برس کا ہے میرے غلاموں کے لیے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت فرض پڑھتے ہیں۔ جیسے کہ حدیثِ پاک میں آیا:

(4)۔۔۔کسی کے لئے قیامت کا دن مختصر ہوگا؟

حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے خبر دیجئے کہ قیامت کے اس دن کھڑے ہونے پر کون قدرت رکھے گا جس کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا

کہ "یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" ترجمہ: جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "وہ دن مؤمن پر ہلکا کر دیا جائے گا حتّٰی کہ اس پر ایک فرض نماز کی طرح ہو جائے گا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ و بدء الخلق، باب الحساب و القصاص والمیزان، الفصل الثالث، ۲ / ۳۱۷، الحدیث: ۵۵۶۳)

حدیث کا پانچواں معنی

(۵)۔۔۔یا یہ معنی ہے کہ علوم و معارف جو ہزار سال کی محنت وریاضت میں نہ حاصل ہو سکیں میری چند روزہ تبلیغ و تربیت سے اللہ تعالی میرے اصحاب پر منکشف فرما دے۔

اور اس بات کی دلیل سورۂ قدر ہے، کہ ایک رات کی عبادت میں ہزار مہینے سے زیادہ عبادت کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے، اور کتنا زیادہ یہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی جانیں۔

ہماری عمریں تو بہت قلیل ہیں

اور "تفسیر عزیزی "میں ہے: حضراتِ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے جب حضرتِ شمعون رحمۃ اللہ علیہ کی عبادات وجہاد کا تذکرہ سنا کہ انہوں نے ہزار ماہ اِس طرح عبادت کی کہ رات کو قیام اور دِن کو روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں کفار کے ساتھ جہاد بھی کرتے۔ تو انہیں حضرتِ شمعون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ پر بڑا رشک آیا اور

مصطفٰی جانِ رَحمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں عرض کیا: ”یارَسُولَ اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم !ہمیں تو بہت تھوڑی عمریں ملی ہیں، اِس میں بھی کچھ حصہ نیند میں گزرتا ہے تو کچھ طلب معاش میں، کھانے پکانے میں اور دیگر اُمورِ دُنیوی میں بھی کچھ وَقت صرف ہو جاتا ہے۔لہٰذا ہم تو حضرتِ شمعون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی طرح عبادت کرہی نہیں سکتے، یوں بنی اِسرائیل ہم سے عبادت میں بڑھ جائیں گے۔ “اُمت کے غمخوار آقا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ سن کر غمگین ہوگئے۔اُسی وَقت حضرتِ سَیِّدُنا جبرئیل اَمین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتسلیم ”سورۃ القدر“ لے کر حاضر خدمت بابرکت ہوگئے اور تسلی دے دی گئی کہ پیارے حبیب (صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) رَنجیدہ نہ ہوں، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت کو ہم نے ہر سال میں ایک ایسی رات عنایت فرمادی کہ اگر وہ اُس رات میں عبادت کریں گے تو (حضرتِ شمعون (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) کی ہزار ماہ کی عبادت سے بھی بڑھ جائیں گے۔

(تفسیرِ عزیزی ج۳ص۲۵۷)(سنن الکبری للبیہقی، کتاب الصیام، باب فضل لیلۃ القدر، ۴ / ۵۰۵، الحدیث: ۸۵۲۲)

(5)۔۔۔اس امت پر اللہ تعالی کا کرم ہے

اللہ اکبر! مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”یہ اللہ تعالٰی کا اپنے حبیب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) پر کرم ہے کہ آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ) کے اُمتی شبِ قدر کی ایک رات عبادت کریں تو ان کا ثواب پچھلی اُمت کے ہزار ماہ عبادت کرنے والوں سے زیادہ ہو“۔(خزائن العرفان، القدر، تحت الآیۃ: ۳، ص ۱۱۱۳)

اس امت سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا" اللہ تعالٰی نے میری امت کو شبِ قدر کا تحفہ عطا فرمایا اور ان سے پہلے اور کسی کو یہ رات عطا نہیں فرمائی۔

(مسند فردوس، باب الالف، ۱ / ۱۷۳، الحدیث: ۶۴۷)

حدیث کا چھٹا معنی

(۶)۔۔۔ یا یہ مطلب ہے کہ زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لئے ایسی مختصر کردی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلا ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہو لیا۔ اور اس پر سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت شاہد ہے کہ مصطفی ﷺ رات کے خفیف عرصے میں معراج کرکے واپس تشریف لے آئے۔

حدیث کا ساتواں معنی

(۷)۔۔۔ یا یہ کہ مجھ پر کتاب اتاری جس کے معدود ورقوں میں تمام اشیاء گزشتہ وآئندہ کا روشن مفصل بیان جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں۔ اس سے زیادہ اور کیا اختصار ہو سکتا ہے۔

حدیث کا آٹھواں معنی

(۸)۔۔۔یا یہ کہ شرق تا غرب اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر فرمادیا کہ میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ جیسا کہ میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

(کنز العمال بحوالہ عن ابن عمر حدیث ۳۱۹۸۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۲۰)

حدیث کا نواں معنی

(۹)۔۔۔یا یہ کہ میری امت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دیا۔ جیسے کہ ربِّ کائنات کا اعلان ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔

ترجمہ کنز الایمان: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں۔

یعنی ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کی جزا اور یہ کوئی انتہائی مقدار نہیں بلکہ یہ تو فضل الٰہی کی ابتدا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے جتنا چاہے اس کی نیکیوں کو بڑھائے ایک کے سات سو کرے یا بے حساب عطا فرمائے۔

دس گنا کم از کم حصہ ہے

اس آیت کے متعلق علامہ عبد الرؤف مناوی رحمة الله عليه فرماتے ہیں: اس آیت میں جس اضافے کا وعدہ کیا ہے یہ اس کا کم از کم حصہ ہے۔

(فیض القدیر، حرف الھمزۃ، ۲/ ۳۱۳، تحت الحدیث: ۱۷۶۳)

زیادہ سے زیادہ حصہ

یادرہے کہ ثواب کے اکثر درجات کی کوئی حد نہیں، قرآنِ پاک میں سات سو گنا کا ذکر فرمانے کے بعد فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کیلئے چاہے اس سے بھی زیادہ بڑھا دے اور قرآنِ پاک میں صبر پر بے حساب اجر کا وعدہ ہے اور حدیث میں مکہ سے پیدل حج کرنے پر ہر قدم پر سات کروڑ نیکیوں کی بشارت ہے۔

حدیث کا دسواں معنی

(۱۰)۔۔۔یا اگلی امتوں پر جو اعمالِ شاقہ طویلہ تھے ان سے اٹھا لئے ، پچاس نمازوں کی جگہ پانچ رہیں اور حساب کرم میں پوری پچاس۔زکوۃ میں چہارم مال کا چالیسواں حصہ رہا اور کتاب فضل میں وہی ربع کا ربع ،وعلی ھذا القیاس ،والحمد للہ رب العلمین۔

یہ بھی مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا کمال ہے

اعلی حضرت رضی اللہ عنہ نے حدیثِ پاک کے ایک جملے کی تشریح میں دس معانی بیان فرمائیں، اور دس معانی بیان فرمانے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں: ”یہ بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اختصار کلام سے ہے کہ ایک لفظ کے اتنے کثیر معانی“۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

(6)۔۔۔امت محمدیہ کو کم عمر دئیے جانے کا پہلا سبب

امت محمدیہ کو کم عمر دئے جانے کی وجہ اور سبب یہ ہے کہ محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امت مکارہ دنیا سے جلد خلاصی پائیں، گناہ کم ہوں، اور ہمیشہ باقی رہنے والی نعمت (جنت) تک جلد پہنچیں۔

اللہ اکبر! کیساراز ہے کم عمر دینے میں، وقتی طور پر تو کم عمر کے ملنے پر صدمہ ہوتا ہے، غم ہوتا ہے، مگر جب اس کاراز معلوم ہوا تو پتہ چلا کہ یہ دنیا مکر کی جگہ ہے، مؤمن کے لئے قید خانہ ہے، اور ہر قیدی قید خانہ سے جلد نجات پانے کا متمنی ہوتا ہے، قید خانے سے جلد رہائی پانے کا خواہش مند ہوتا ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ کتنی جلدی میں قید خانے سے چھوٹ کر اپنے گھر پہنچوں۔

دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے

اور جب دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے اور اس کا اصلی گھر جنت ہے پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کو کم عمر کے ذریعہ دنیا (قید خانے) سے جلد نجات دے کر اس کے اصلی گھر (جنت) کا راہی بنا دیا۔

جیسے کہ صحیح مسلم کی حدیث پاک میں ہے: حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ نامدار، دوعالم کے مالِک ومختار شَہَنْشاہِ اَبرار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "دنیا مؤمِن کیلئے قید خانہ اور کافِر کیلئے جنّت ہے۔"

(صَحیح مُسلِم ص ۱۵۸۲ حدیث ۲۹۵۶)

اور ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہوا: دنیا مسلمان کا قید خانہ اور کافر کی بہشت ہے۔ جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے سیر کرے۔

(المصنف لابن ابی شیبۃ حدیث ۱۶۵۷۱ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳۵۵/۱۳)

دنیا سے مسلمان کے جانے کی مثال

امام ترمذی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا سے مسلمان کا جانا ایسا ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے نکلنا اس دم گھٹنے اور اندھیری کی جگہ سے اس فضائے وسیع دنیا میں آنا۔

(نوادر الاصول الاصل الثالث والخمسون فی ان الکبائر لاتجامع دار صادر بیروت ص۷۵)

نیک مردہ کیا کہتا ہے؟

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں، اگر مردہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے: "مجھے آگے بڑھاؤ"۔

(صحیح البخاری باب قول المیّت وھو علی الجنازۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۶)

(7)۔۔۔کیا قبر بھی جنت ہے؟

اگر آپ یہ کہیں کہ جنت میں جانا تو بعدِ قیامت ہوگا، اس سے پہلے تو قبر میں رہنا ہوگا، کیا قبر بھی جنت ہے؟ تو اس کا جواب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فرمان میں موجود ہے چنانچہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس کیلئے اُس کی دُنیا قید خانہ ہے اُس کیلئے اُس کی قَبْرُ جنَّت اور جس کیلئے اُس کی دُنیا جنّت ہے اُس کی قَبْرُ اُس کیلئے قید خانہ ہے، جس کے لئے دنیا کی زندَگی بطورِ قید تھی موت اُس کی رِہائی کا پیغام ہے، جس نے دُنیا میں نفسانی خواہِشات کو ترک کیا وہ آخِرت میں پورا پورا حصّہ پائے گا، بہتر شخص وہ ہے جو کہ اس سے پہلے کہ دُنیا اِسے چھوڑے وہ خود دُنیا کو ترک کر (یعنی چھوڑ) چکا ہو اور اپنے پَرْوَرْدَگار عزوجل سے ملنے سے قبل اُس عزوجل سے راضی ہو گیا ہو۔ ہر شخص کی قَبْرُ کا مُعامَلہ اُس کی دُنیوی زندَگی کے مطابِق ہے یعنی نیکیوں میں زندَگی گزاری تو قَبْرُ میں راحتیں اور اگر بدیاں کرتے ہوئے مَرا تو ہلاکتیں ہی ہلاکتیں۔ (موعظۂ حسنہ، ص۶۱۔۶۲)

امت محمدیہ کو کم عمر دئے جانے کا دوسرا سبب

اس امت کو کم عمر دئے جانے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ: ایک ہے کام زیادہ کرنا اور مزدوری کم ملنا، اور ایک ہے کام کم کرنا اور مزدوری زیادہ ملنا، اب آپ ہی بتائیں، کہ ان دونوں میں کون سا معاملہ اچھا ہے؟ یقیناً آپ کہیں گے کہ جس میں کام کم ہو اور مزدوری زیادہ ہو، تو وہ اچھا ہے، کہ کام بھی کم کرنا پڑے اور مزدوری بھی زیادہ ملے۔

پس اسی طرح ایک ہے عمر کا زیادہ ہونا اور اجر کا کم ہونا، اور ایک ہے عمر کا کم ہونا اور اجر کا زیادہ ہونا، جس طرح کام کم اور مزدوری کا زیادہ ہونا اچھا ہے، اسی طرح عمر کا کم ہونا اور اجر کا زیادہ ہونا اچھا ہے۔

(8)۔۔۔کام کم اجر زیادہ

دیگر امتوں کی عمریں تو زیادہ تھیں مگر اس عمر میں کی جانے والی عبادات پر اجر تھوڑا تھا، لیکن اللہ عزوجل نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے ہمیں عمر تو کم دی مگر اس عمر میں کی جانے والی عبادت کا اجر زیادہ دیا، لہذا ظاہر کو دیکھتے ہوئے تو اعتراض ہوتا ہے کہ جب سب امتوں سے افضل امت محمدیہ ہے تو اس کی عمریں بھی سابقہ امتوں سے زیادہ ہونی چاہیے، مگر جب مقصد کی طرف نظر کریں گے تو حقیقت سامنے آئے گی کہ عمر کا زیادہ ہونا اچھا نہیں بلکہ اجر کا زیادہ ہونا اچھا ہے، کیونکہ عمر سے مقصد آخرت کے لئے زادِ راہ جمع کرنا ہے، اور جس کے پاس جتنا زادِ راہ زیادہ ہوگا اتنا ہی وہ آخرت میں کامیاب ہوگا۔

اور اسی بات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ کے نبی، مکی مدنی، رسولِ عربی ﷺ نے فرمایا، جیسا کہ:

امت محمدیہ اور یہود و نصاری کی مثال

امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا فرماتے تھے کہ تمہاری عمر، ان لوگوں کی عمر کے مقابلہ میں جو تم سے پہلے تھے ایسی ہے جیسے کہ عصر کی نماز سے غروب شمس تک۔ اہل تورات کو تورات شریف ملی۔ انہوں نے کام کیا جب آدھا دن ہو گیا تو وہ عاجز آگئے یعنی تھک گئے تو ان کو ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر اہل انجیل کو انجیل شریف ملی تو انہوں نے عصر تک کام کیا پھر عاجز ہو کر رہ گئے تو ان کو بھی ایک ایک

قیراط ملا پھر ہمیں قرآن دیا گیا تو ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا تو ہمیں دو دو قیراط عطا ہوئے اس پر ان دونوں اہل کتاب نے کہا کہ اے خدا! تو نے ان کو دو دو قیراط دیئے اور ہمیں ایک ایک قیراط دیا حالانکہ ہم کام میں ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہاری مزدوری میں سے کچھ نقصان کیا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ تو فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں دے دوں۔ (صحیح البخاری ۲ / ۷۹۲)

رب تعالی کی کیسی کرم نوازیاں ہیں

اللہ اکبر! اللہ تعالی نے اپنے محبوب ﷺ کی امت کا کتنا خیال رکھا، کیسی محبت ہے اس امت کے ساتھ، اس امت پر اللہ تبارک و تعالی کی کیسی کرم نوازیاں ہیں۔

اور انہیں کرم نوازیوں میں سے ایک یہ بھی کرم نوازی ہے کہ اللہ عزوجل نے کسی بھی امت کا نام اپنے ناموں پر نہ رکھا، کسی امت کا نام قومِ عاد، تو کسی کا قومِ ثمود، کسی کا یہود تو کسی کا نصاری، مگر اللہ تعالی نے اپنے محبوب ﷺ کی امت کا نام اپنے نام پر رکھا، چنانچہ:

اللہ تعالی نے اس امت کا نام اپنے ناموں پر رکھا

اسحٰق بن راہویہ مسند اور ابو بکر ابن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم مصنف میں مکحول سے راوی، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا لینے کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا: قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔

یہودی بولا: واللہ! خدا نے انہیں تمام بشر سے افضل نہ کیا، امیر المؤمنین نے اسے تمانچہ مارا، وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں نالشی آیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! تم اس تمانچہ کے بدلے اسے راضی کردو (یعنی ذمی ہے) اور ہاں اے یہودی! آدم علیہ السلام صفی اللہ، ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ، نوح علیہ السلام نجی اللہ، موسٰی علیہ السلام کلیم اللہ، عیسٰی علیہ السلام روح اللہ ہیں "وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰه" اور میں اللہ کا پیارا ہوں، ہاں اے یہودی! اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے اللہ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ مؤمن ہے اور میری امت کو مؤمنین کا لقب دیا، ہاں اے یہودی! تم زمانہ میں پہلے ہو "وَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" اور ہم زمانے میں بعد اور روز قیامت میں سب سے پہلے ہیں، ہاں ہاں جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک میں اس میں جلوہ افروز نہ ہوؤں اور حرام ہے امتوں پر جب تک میری امت نہ داخل ہو۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، حدیث ۱۱۸۵۱، ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ، کراچی، ۵۱۱/۱۱)

جائیں نہ جب تک غلام خُلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروروں درود
نہ پہنچیں گے جب تک گنہگار اُن کے
نہ جائے گی جنت میں اُمت کسی کی

(9)---امت کی اقسام

امت کی دو قسمیں ہیں (۱) امتِ اجابت۔ (۲) امتِ دعوت۔

(۱)۔۔۔امت اجابت میں وہ لوگ آتے ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ و سلم کی تبلیغ کو قبول کرکے کلمہ پڑھ لیا جیسے ہم اور آپ تمام مسلمان۔

(۲)۔۔۔اور جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تبلیغ کو قبول نہ کیا وہ امت دعوت ہیں جیسے کفار۔

پارہ ۵، سورۂ نساء کی آیت نمبر ۷۹ کے اس حصے:

وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے حبیب! ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(اس آیت) کے تحت صراط الجنان میں نقل ہے کہ:

محمد ﷺ سب کے نبی ہیں

رسولِ کائنات صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم تمام عرب و عجم اور ساری مخلوق کے لئے رسول بنائے گئے اور کل جہان آپ کا امتی کیا گیا۔ یہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم کے جلیلُ القدر منصب اورعظیمُ الْمَرتَبَت قدر و مَنزِلَت کا بیان ہے۔ اَوّلین وآخرین سارے انسانوں کے آپ ﷺ نبی ہیں، حضرت آدم علیہ الصلوۃ و السلام سے لے کر یَوم قیامت تک سب انسان آپ کے امتی ہیں، اسی لئے تمام نَبیُّوں نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم کے پیچھے نماز پڑھی۔

(صراط الجنان ج ۲ ص ۲۵۴۔۲۵۵)

(10)۔۔۔امتِ محمدیہ کے افضل واکرم ہونے کی وجوہات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تبارک و تعالی نے اپنی مخلوق میں سب سے افضل و اکرم اولیائے کرام کو بنایا، اور اولیائے کرام سے افضل و اکرم انبیائے کرام کو بنایا اور پھر سارے انبیاء سے افضل و اکرم ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو بنایا اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے صدقے و طفیل تمام امتوں میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی امت کو افضل و اکرم بنایا، امتِ محمدیہ کے امتِ اجابت کے افضل و اکرم ہونے کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

افضل واکرم ہونے کی پہلی وجہ

پہلی وجہ: اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ کرنے کی وجہ سے فضیلت:

چنانچہ اللہ عزوجل قرآنِ مجید و فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ (پ۔۴۔ال عمران۔۱۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان:۔ تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللّٰہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کو تمام امتوں سے افضل قرار دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا جو کسی اور نبی کو عطا نہیں کیا گیا۔ ہم نے

عرض کی: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ، وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا "رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، مجھے زمین کی کنجیاں عطا کی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، میرے لئے مٹی کو پاکیزہ کرنے والی بنادیا گیا اور میری امت کو بہترین امت بنادیا گیا۔

(مسند امام احمد جلد۔۱ص ۲۱۰ حدیث۔۷۶۳)

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال: اس آیت میں ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ کی امت کو تمام امتوں سے افضل فرمایا گیا اور بعض آیات میں بنی اسرائیل کو بھی عالَمین یعنی تمام جہانوں سے افضل فرمایا گیا ہے تو اس میں کیا تطبیق ہو گی؟ جیسے کہ پارہ۔۱۔سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۴۷ میں ارشادِ باری تعالی ہے:

یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ﴿۴۷﴾

(پ۔۱۔البقرۃ۔۴۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اے اولادِ یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی

جواب: اس مسئلے میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ان کا افضل ہونا ان کے زمانے کے وقت تک ہی تھا جبکہ حضور سیدُالمرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ کی امت کا افضل ہونا دائمی ہے۔(صراط الجنان جلد دوم ص ۳۲)

افضل واکرم ہونے کی دوسری وجہ

دوسری وجہ: لوگوں پر گواہ ہونے کی وجہ سے فضیلت:

جیسے کہ ربِّ رحیم عزوجل قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ (پ ۲ البقرۃ ۱۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

یعنی اے مسلمانو! جس طرح ہم نے تمہیں ہدایت دی اور خانہ کعبہ کو تمہارا قبلہ بنایا اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم کی امت زمانہ کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہے اور مرتبہ کے لحاظ سے سب سے آگے یعنی افضل ہے۔ افضل کیلئے یہاں ''وسط'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور عربی میں ''بہترین'' کیلئے بھی ''وسط'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

مسلمان دنیا و آخرت میں گواہ ہیں، دنیا میں تو اس طرح کہ مسلمان کی گواہی مؤمن و کافر سب کے بارے میں شرعاً معتبر ہے اور کافر کی گواہی مسلمان کے خلاف معتبر نہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے مُردوں کے حق میں بھی اس امت کی گواہی معتبر ہے اور رحمت و عذاب کے فرشتے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

امت محمدیہ زمین پر گواہ ہے

چنانچہ بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو انہوں نے اس کی تعریف کی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم نے فرمایا ''واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کی برائی بیان کی۔ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم، کیا چیز واجب ہو گئی؟ ارشاد فرمایا: پہلے جنازے کی تم نے تعریف کی، اُس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور دوسرے کی تم نے برائی بیان کی، اُس کے لیے دوزخ واجب ہو گئی۔ تم زمین میں اللہ تعالٰی کے گواہ ہو۔

(بخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت، ۱/۴۶۰، الحدیث: ۱۳۶۷)

امت محمد قیامت میں بھی گواہی دے گی

اورآخرت میں اس امت کی گواہی یہ ہے کہ جب تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا کہ کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے او راحکام پہنچانے والے نہیں آئے؟ تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کہ کوئی نہیں آیا۔ حضراتِ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے دریافت فرمایا جائے گا تو وہ عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں، ہم نے انہیں تبلیغ کی ہے۔ اس بات پر انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کافروں پر حجت قائم کرنے کیلئے دلیل طلب کی جائے گی، وہ عرض کریں گے کہ امتِ محمدِیَّہ ہماری

گواہ ہے۔ چنانچہ یہ امت پیغمبروں کے حق میں گواہی دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی۔ اس پر گزشتہ امت کے کفار کہیں گے، امت محمدیہ کو کیا معلوم؟ یہ تو ہم سے بعد میں آئے تھے۔ چنانچہ امت محمدیہ سے دریافت فرمایا جائے گا کہ ”تم کیسے جانتے ہو؟ وہ عرض کریں گے، یارب! عَزَّوَجَلَّ، تونے ہماری طرف اپنے رسول محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بھیجا، قرآن پاک نازل فرمایا، ان کے ذریعے سے ہم قطعی ویقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضراتِ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کامل طریقے سے فرضِ تبلیغ ادا کیا، پھر سید الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے آپ کی امت کے متعلق دریافت فرمایا جائے گا تو حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کی تصدیق فرمائیں گے۔

(بغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۴۳، ۱/ ۳۸)

افضل واکرم ہونے کی تیسری وجہ

تیسری وجہ: کثرتِ سوال سے اجتناب کی وجہ سے فضیلت:

اس امت سے قبل جتنی امتیں گزری ہیں وہ اپنے نبی علیہ السلام سے سوالات کیا کرتی تھیں اور کثرتِ سوال کے سبب وہ سختیوں میں پڑ کر رہ جاتی تھیں، لیکن امتِ محبوب صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے کثرتِ سوال سے اجتناب کر کے سب سے افضل واکرم ہو گئی، تفسیر کبیر میں ہے، حضرتِ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: امتِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے کم سوال کسی امت نے نہ کئے کہ امتِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے صرف ۱۴ سوالات کئے۔ (التفسیر الکبیر جلد ۳ ص ۱۰۲)

آخر میں ایک دل افروز فضیلت سنیئے اور اندازہ لگایئے کہ اللہ تبارک و تعالی نے ہمیں کیا کچھ نہیں عطا کیا، چنانچہ:

(11)---تورات میں اُمَّتِ محمدیہ کے فضائل

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی بہت ہی پیاری کتاب "اللہ والوں کی باتیں" جلد ۵ صفحہ نمبر ۵۱۶ پر ہے:

ایسی امت جو بھلائی کا حکم دے گی

حضرت سیِّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی اُمّت کا ذِکر پایا ہے جو سب اُمّتوں سے بہتر ہو گی، لوگوں کو بھلائی کا حکم دے گی اور بُرائی سے منع کرے گی، وہ پہلے اور بعد والی تمام کتابوں پر ایمان لائے گی، حتّٰی کہ کانے دجّال کو بھی قتل کرے گی۔ حضرت سیِّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے پاک پرورگار! اسے میری اُمَّت بنادے۔" اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: "اے موسیٰ! وہ اَحمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اُمَّت ہے۔"

ایسی امت جو سورج کا خیال رکھے گی

حضرت سیِّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے پروردگار! میں نے ایک ایسی اُمّت کا ذِکر پایا جس کے لوگ اللہ پاک کی بہت حمد کریں گے، سُورج کا خیال رکھیں گے (یعنی نماز اور روزوں کی وجہ سے ہمیشہ سورج کے طلوع و غروب کا حساب رکھیں

گے۔اسلامی نمازیں افطار سحری تو سورج سے ہیں مگر خود روزے عیدیں حج وغیرہ چاند سے اس لئے مسلمان دونوں کا حساب رکھتے ہیں اور کوئی قوم یہ دونوں کام نہیں کرتی۔

(مرآۃ المناجیح،۸/ ۳۵ملتقطاً)

تو حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:"اے میرے پروردگار!میں نے ایک ایسی اُمّت کا ذِکر پایا جس کے لوگ اللہ پاک کی بہت حمد کریں گے،سُورج کا خیال رکھیں گے اور منصَبِ حکومت و امامت پر فائز ہوں گے،جب کسی کام کا ارادہ کریں گے تو کہیں گے:اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہم اس کام کو کریں گے۔"حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:"اے میرے پروردگار!اسے میری اُمَّت بنادے۔اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:اے موسیٰ!وہ اَحمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اُمَّت ہے۔

ایسی امت جن کی دعائیں قبول ہوں گی

حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:اے ربّ کریم!میں نے تورات میں ایسی اُمَّت کا ذکر پایا،جن کی دُعائیں قبول ہوں گی اوران کے حق میں دعائیں قبول کی جائیں گی،ان کی سفارش قبول ہو گی اوران کے حق میں سفارش قبول کی جائےگی۔یہ کہہ کر حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:الٰہی!تُو انہیں میری اُمّت بنادے۔اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:اے موسیٰ!وہ احمدِ مجتبیٰ،محمدِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اُمّت ہے۔

ایسی امت جو اللہ کی حمد و ثنا کرے گی

حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے ربّ کریم! میں نے تورات میں ایسی اُمّت کا ذکر پایا ہے جو بلندی پر چڑھیں گے تو اللہ پاک کی کبریائی بیان کریں گے اور جب کسی وادی میں اُتریں تو اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کریں گے، ان کے لئے پوری زمین پاک ہو گی اور وہ جہاں بھی ہوں، ساری زمین ان کے لئے قابلِ نماز ہو گی، وہ ناپاکی سے پاکی حاصل کریں گے، جہاں پانی نہ پائیں گے، وہاں مٹی سے پاکی حاصل کرنا، ان کے لئے ایسا ہو گا جیسے پانی سے اور بروزِ قیامت وضو کے اثر سے ان کے اعضائے وضو چمکتے ہوں گے۔ یہ کہہ کر حضرت سیّدُنا موسٰی علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! تُو انہیں میری اُمَّت بنادے۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: اے موسٰی! وہ احمدِ مجتبٰی، محمدِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی اُمَّت ہے۔

ایسی امت جن کے لئے اجر سات سو گنا ہو گا

حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: "اے ربّ کریم! میں نے (تورات میں) ایسی اُمّت کا ذکر پایا ہے کہ جب وہ کوئی نیک کام کرنے کا ارادہ کریں گے تو ان کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور جب وہ نیکی کر لیں گے تو ان کی نیکی کو ۱۰ سے ۷۰۰ گُنا تک بڑھا دیا جائے گا اور اگر کسی گناہ کا ارادہ کریں گے تو ان کے لئے کچھ نہیں لکھا جائے گا اور اگر گناہ کا اِرتکاب کر بیٹھیں گے تو اُن کے لئے صرف وہی گناہ لکھا جائے گا۔" یہ کہہ کر حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے پروردگار! تُو انہیں میری اُمَّت

بنادے۔" اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:"اے موسیٰ!وہ اَحمدِ مجتبیٰ، محمدِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ و سلم کی اُمّت ہے۔

یہاں ایک بات توجہ طلب ہے کہ گناہ کا پختہ ارادہ کرنا مثلاً اسباب نہ ہونے کی وجہ سے گناہ نہ کیا، مگر مکمل ارادہ تھا تو اب گناہ گار ہوگا۔

ایسی امت جو کتاب اللہ کی وارث ہو گی

حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں دیکھا تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کی:"اے اللہ پاک!میں نے ایک اُمَّتِ مرحُومہ کا ذکر پایا، جو کمزور ہونے کے باوجود کتابُ اللہ کے وارث ہوں گے اور تُو نے انہیں چُن لیا ہے، ان میں سے کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہو گا، کوئی درمیانی راہ چلنے والا ہو گا اور کوئی نیکیوں میں سبقت کرنے والا ہو گا، میں نے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں پایا، جس پر رحم نہ کیا گیا ہو۔" یہ کہہ کر حضرت سیِّدُنا موسٰی علیہ السلام نے عرض کی:"اے پاک پروردگار!تُو انہیں میری اُمَّت بنا دے۔" اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:"اے موسٰی!وہ احمدِ مجتبیٰ،مالکِ ہر دوسَرا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اُمّت ہے۔"

ایسی امت جن کی صف فرشتوں کی طرح ہو گی

حضرت سیِّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں دیکھا تو عرض کی:"اے اللہ پاک!ان کے مَصاحِف ان کے سینوں میں (محفوظ)ہوں گے(یعنی قرآنِ کریم ان کے سِینوں میں محفوظ ہو گا)،وہ اہْلِ جنت کا سا مختلف رنگوں کا لباس پہنیں گے اور فرشتوں کی

طرح صفیں بنا کر نماز پڑھیں گے، مساجد میں ان کی آوازیں شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوں گی اور جہنم میں ان میں سے وہی شخص داخل ہو گا جو نیکیوں سے اس طرح خالی ہو، جیسے پتھر درخت کے پتوں سے خالی ہوتا ہے۔" یہ کہہ کر حضرت سیّدُنا موسٰی علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے پروردگار! تُو انہیں میری اُمَّت بنادے۔" اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: "اے موسٰی! وہ احمدِ مجتبٰی، مکی مدنی مُصطفٰے صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کی اُمَّت ہے۔"

(12)۔۔۔موسی علیہ السلام کی تمنّی

جب حضرت سیِّدُنا موسٰی علیہ السلام کو اس فضیلت سے تعجب ہونے لگا جو اللہ پاک نے سیّدُ الانبیاء، مکی مدنی مُصطفٰے صلی اللہ علیہ و الہ و سلم اور اُن کی اُمَّت کو عطا فرمائی تو کہنے لگے: "کاش! میں حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفی، احمدِ مُجتبٰی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے اصحاب میں سے ہوتا۔" تو اللہ پاک نے ان کی رضا کے لئے ۳ آیات نازل فرمائیں، چنانچہ:

موسی علیہ السلام کی دلجوئی کے لئے تین آیات

(۱)۔۔۔پارہ ۹، سُورۃُ الاَعْراف کی آیت نمبر ۱۴۴، میں اِرشاد ہوتا ہے:

قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنِّى اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ﳲ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ(۱۴۴)

ترجمۂ کنز الایمان: فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں ہو۔

(۲)۔۔۔پارہ۹، سُوْرَۃُ الاَعْراف کی آیت نمبر ۱۴۵، میں اِرشاد ہوا:

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِیْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِیْنَ(۱۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے اس کے لیے تختیوں میں لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل اور فرمایا اے موسیٰ اسے مضبوطی سے لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں عنقریب میں تمہیں دکھاؤں گا بے حکموں کا گھر۔

(۳)۔۔۔پارہ۹، سُوْرَۃُ الاَعْراف کی آیت نمبر ۱۵۹ میں اِرشاد ہوا:

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ(۱۵۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے انصاف کرتا۔

یہ سن کر حضرت سیِّدُنا موسیٰ علیہ السلام پوری طرح راضی ہو گئے۔

(اللہ والوں کی باتیں، جلد۵، ص۵۱۶ تا۵۱۹ ملخصا وملتقطا)

امت مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں پیدا ہونے پر شکر

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے امتِ محمدیہ کی شان و عظمت، کہ رب نے کیسی کیسی فضیلتیں عطا فرمائی ہیں، یہاں پر ایک نکتہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ انبیائے کرام اس امت میں ہونے کی تمنا کر رہے ہیں، لیکن کیا ہم نے اس امت میں پیدا ہونے کی کوئی تمنا کی، کوئی منت مانی، کوئی دعا مانگی، کوئی مشقت اٹھائی، نہیں نا، ہمیں تو رب

عزوجل نے بے مانگے یہ سعادت عطا فرما دیا، بغیر دعا کئے یہ نعمت ہماری جھولی میں ڈال دیا۔ اللہ اکبر!

اور جب یہ نعمت و فضیلت ہمیں مل گئی تو کیا ہم نے اس کا شکر ادا کیا، کہ اے رب عزوجل تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے محبوب ﷺ کی امت میں پیدا فرما دیا، بلکہ شکر ادا کرنے کے متعلق ہماری کبھی توجہ بھی نہ گئی ہوگی، لیکن بزرگانِ دین کو دیکھئے، ان سیرت کا مطالعہ کیجئے تو پتہ چلے گا کہ ہمارے اسلاف اس نعمت کا بھی شکر ادا کرتے تھے، جیسے کہ اس دور کے ولیٔ کامل قبلہ امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ اُمّتِ مُصطفٰے میں پیدا ہونے کی اِس نعمت پر اللہ پاک کا شکر ادا کرتے ہوئے بارگاہِ اِلٰہی میں عرض کرتے ہیں:

شکر ادا ہو کیونکر تیرا پیارے نبی کی اُمّت میں
مجھ سے نکمے کو بھی پیدا تُو نے اے رحمٰن کیا

اللہ نے امت محبوب ﷺ کو بے شمار فضائل سے نوازا

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! سُنا آپ نے! اُمّتِ مُصطفٰے کو ربِّ کریم نے دو چار یا پانچ نہیں بلکہ بے شمار فضائل و برکات اور کئی خُصوصیات سے نوازا ہے، وہ تورات شریف جسے اللہ پاک نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا، اس مقدس آسمانی کتاب کے اندر بھی اس عظیم اُمّت کے فضائل و کمالات اور شاندار خُصوصیات کو بیان کیا گیا ہے، حتّٰی کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو عِلْم ہوا کہ یہ تمام فضائل و کمالات اُمّتِ مُصطفٰے کے ہیں، تو آپ علیہ

السلام نے اللہ پاک کی بارگاہ میں اس اُمَّت کو اپنی اُمَّت بنانے کی اِلتجا پیش کی، مگر جب اس کی اجازت نہ ملی تو پھر آپ علیہ السلام نے اُمَّتِ محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں شامل ہونے کی خواہش کا اِظہار ان الفاظ میں کیا کہ ”کاش! میں حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفی، حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب (یعنی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) میں سے ہوتا۔“

چند باتیں ذہن نشین کرلیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہاں چند باتیں ذہن نشین کرلیجئے:

(۱)۔۔۔پیارے آقا، دو عالَم کے داتا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اُمت کا کیسا ہی خاص ولی، صحابی بلکہ کوئی فرشتہ کسی بھی نبی کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا، جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ (فرشتوں کے رسولوں) سے افضل ہیں۔ ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی غیرِ نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔(بہارِ شریعت، حصہ اول، ۱/۴۷ ملخصا)

(۲)۔۔۔حضرت سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا اس اُمت میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار فرمانا، اس اُمت کی فضیلت کا پتہ ضرور دیتا ہے، مگر وہ اس اُمت سے بہت افضل بلکہ ان ۵ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ہیں کہ جو دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بھی افضل ہیں، اور وہ پانچ نبی ہیں جن کو اولو العزم انبیاء کہتے ہیں (۱) محمد

رسول اللہ ﷺ (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۵) حضرت نوح علیہ السلام۔

اللہ کے اس احسان کا حق ادا نہیں ہو سکتا

اللہ پاک کا کروڑہا کروڑ احسان ہے کہ اس نے رسولِ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقے میں ہمیں مسلمان بنایا اور ہمیں رحمتِ کونین، نانائے حسنین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اُمّت میں شامل فرما کر ہم پر اتنا بڑا احسان فرمایا کہ اگر ہم اس کے اس احسان پر ساری زندگی بھی اس کا شکر بجالاتے رہیں تب بھی اس کا حق ادا نہ کر پائیں۔

امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ اپنے مشہورِ زمانہ نعتیہ دیوان "وسائلِ بخشش" میں لکھتے ہیں کہ:

شکر تیرا کہ اُن کی اُمّت میں
مجھ کو اے ذُوالجلال رکھا ہے

امت محمدیہ اس وجہ سے افضل قرار پائی

یقیناً ہمارے پیارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سب سے افضل ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اُمّت بھی پچھلی تمام اُمّتوں سے افضل ہے اور افضلیت کی وجہ ہر گز ہر گز یہ نہیں کہ اس اُمّت میں کثرت سے سرمایہ

دار ہوں گے، اِن میں انجینئر اور ڈاکٹر کثیر ہوں گے، اور نہ ہی فضیلت کی یہ وجہ ہے کہ یہ جنگجو، بہادر اور قوی ہوں گے یا یہ اِس لیے افضل ہیں کہ نہایت ہی چالاک و ہوشیار ہوں گے بلکہ اِن کی افضلیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے کے اَہم مَنْصَب پر فائز ہیں، چنانچہ پارہ ۴، سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۱۰ میں خدائے رحمٰن کا فرمانِ عالیشان ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: تم بہتر ہو اُن سب اُمّتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

تفسیر کی روشنی میں افضل ہونے کی وجہ

تفسیرِ خازن میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت لکھا ہے: اس اُمَّت کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی بدولت دیگر تمام اُمّتوں پر فضیلت دی گئی ہے اور اسی سبب سے یہ اُمّت تمام اُمّتوں میں سب سے بہترین اُمّت ہے، پس ثابت ہوا! اس اُمّت کے بہترین ہونے کی وجہ اس کے افراد کا نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا ہے۔

(تفسیرِ خازن، پ ۴، آل عمران، تحت الآیة: ۱۱۰، ۱/۲۸۹)

اختتامی کلام

پیارے اور محترم اسلامی بھائیو! آپ نے اس بیان میں ملاحظہ فرمایا کہ اللہ تعالی نے ہم پر کتنے احسانات فرمائے، ہمیں ہر جہت اور ہر طرح سے امم سابقہ پر فضیلت عطا فرمائی، حالانکہ یہ ایک مختصر سی جھلک تھی، لہذا اب ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے رب عزوجل کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے اپنی افضلیت و اکرمیت کو برقرار رکھیں، اور خود بھی نیکی کریں اور نیکی کی دعوت دیتے رہیں اور برائی سے بچتے رہیں اور دوسروں کو بچاتے رہیں، اللہ تبارک وتعالی ہمیں محبوب ﷺ کا سچا امتی بننے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

عمل کا ہو جذبہ عطا یا الٰہی
گُناہوں سے مجھ کو بچا یا الٰہی
میں پانچوں نَمازیں پڑھوں باجماعت
ہو توفیق ایسی عطا یا الٰہی
میں پڑھتا رہوں سنّتیں وقْت ہی پر
ہوں سارے نوافِل ادا یا الٰہی
دے شوقِ تلاوت دے ذَوقِ عبادت
رہوں بَاوُضو میں سدا یا الٰہی
ہمیشہ نگاہوں کو اپنی جھکا کر

کروں خاشِعانہ دُعا یا الٰہی
نہ نیکی کی دعوت میں سستی ہو مجھ سے
بنا شائق قافلہ یا الٰہی
سعادت ملے درس فیضان سنت
کی روزانہ دو مرتبہ یا الٰہی
میں مِٹّی کے سادہ سے برتن میں کھاؤں
چٹائی کا ہو بِستَرا یا الٰہی
ہے عالِم کی خدمت یقینا سعادت
ہو توفیق اِس کی عطا یا الٰہی
میں نیچی نگاہیں رکھوں کاش اکثر
عطا کر دے شرم و حیا یا الٰہی
غُصِیلے مِزاج اور تَمَسْخُر کی خَصلت
سے عطارؔ کو تو بچا یا الٰہی

خطیب

ابوشفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

تاریخ اجراء: 06Aug2021 **بروز جمعة المبارک**

استاد جامعة المدینہ فیضان صدیق اکبر آگرہ الہند

☆...☆...☆...☆...☆...☆

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

(10)اللہ پاک سے محبت کیجیے

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی فضیلت

(1)---اللہ پاک کو سارے عالم میں سب سے پیارا کون ہے؟

(2)---اللہ پاک کا اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امت سے محبت

(3)---قبر کی تنہائی اور رحمتِ خداوندی

(4)---اللہ پاک سے محبت ایسی ہونی چاہیے

(5)---ہر شے سے زیادہ محبت

(6)---محبت الٰہی پیدا کرنے کے نو طریقے اور اسباب

خطیب

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)اللہ پاک سے محبت کیجیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک نے اپنی قدرت سے بے شمار مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے اور وہی ان سب کا خالق ہے جن کا شمار انتہائی مشکل ہے لیکن ایک اعتبار سے تمام مخلوقات تین قسموں کی ہیں:

(1)۔۔۔ایک وہ مخلوق جس کو اللہ پاک نے عقل سے نوازا اور شہوت نہ دی۔

(2)۔۔۔دوسری وہ مخلوق جس کو اللہ پاک نے شہوت دی مگر عقل نہ دی۔

(3)۔۔۔تیسری وہ مخلوق جس کو اللہ پاک نے عقل کے نور سے بھی نوازا اور اس میں شہوت بھی رکھی۔

پہلی مخلوق فرشتیں ہیں ، دوسری مخلوق حیوانات ہیں اور تیسری مخلوق حضرتِ انسان ہے۔پس جس شخص کی شہوت اس کی عقل پر غالب آجائے وہ حیوانات سے بھی بدتر ہے اور جس شخص کی عقل اس کی شہوت پر غالب آجائے وہ فرشتوں سے افضل ہے۔

آپ دیکھیں فرشتوں اور نبیوں کے علاوہ کوئی بھی معصوم نہیں، فرشتے اللہ پاک کی نوری مخلوق ہیں جو نہ کھاتے اور نہ پیتے ہیں بلکہ صرف اور صرف ہر دم ہر گھڑی اللہ پاک کے ذکر میں لگے رہتے ہیں۔اگر آپ مجھ سے کہیں کہ میرا فلاں کام کر دیں تو اگر میں آپ کا وہ کام کر دوں تو کتنی دیر؟ جتنی دیر کا وہ کام ہو گا، ہمیشہ اور ہر گھڑی نہیں کر سکتا، کیونکہ مجھے اپنے بھی کام ہیں ، کھانا پینا، سونا بھی ہے۔اور اگر آپ مجھ سے اپنے لیے دعا کو کہیں کہ میرے لیے رحمت کی دعا کر دیں، مغفرت کی دعا کر دیں تو میں ایک بار کر دوں گا، دو بار کر دوں گا، ہمیشہ اور ہر گھڑی تو نہیں کر سکتا، اور پھر میری دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں، اس کی کوئی گارنٹی بھی نہیں۔ لیکن اللہ پاک کی رحمت کے قربان کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے صدقے ایک ایسا وظیفہ عطا فرمایا ہے کہ ہم جب تک وہ وظیفہ کرتے رہیں گے تو اللہ کے معصوم فرشتیں ہمارے لیے رحمت کی دعا، مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے۔ اللہ اکبر! آیئے وہ وظیفہ سنیئے:

حضرت سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "

بندہ جب تک مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے، ملائکہ اس پر رحمت نازل کرتے رہتے ہیں اب بندے کی مرضی ہے کہ وہ درود پاک کم پڑھے یا زیادہ۔"

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عامر بن ربیعہ، رقم ۱۵۶۸۰، ج۵، ص ۳۲۴)

اور دوسری حدیث میں ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "بندہ جب تک مجھ پر دُرُوْدِ پاک پڑھتا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں،اب بندے کی مرضی کم پڑھے یا زیادہ۔" (مسند ابی داود الطیالسی، حدیث عامر بن ربیعۃ، الحدیث:۱۱۴۲، ص۱۵۶)

تیرے کرم سے اے کریم مجھے کون سی شے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

تیرے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا
ثواب ہوگئے سارے عقاب کیا کہنا

الٰہی شکر کروں کتنا فخر کروں کتنا
تیرے کرم نے مجھے فائز المرام کیا

اے عاشقانِ رسول! نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود پڑھنا اللہ پاک کی رحمت و مغفرت پانے کا کتنا پیارا وظیفہ ہے کہ جتنی دیر تک ہم درودِ پاک پڑھتے رہیں گے اللہ کے معصوم فرشتیں ہم پر رحمت نازل کرتے رہیں گے، ہمارے مغفرت کی دعا کرتے رہیں۔ لوگ تو کئی گھنٹے گانا گاتے رہتے ہیں، گناہوں بھرے کام کرتے رہتے ہیں، گناہوں بھری گفتگو کرتے رہتے ہیں جس سے اللہ پاک کی ناراضی اور جہنم کی حقداری ملتی ہے مگر جو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود پڑھتا رہتا

ہے اسے اللہ پاک کی رحمت و مغفرت نصیب ہوتی ہے، اب ہماری مرضی کہ ہم کم درود پڑھیں یا زیادہ۔ اور ایک چھوٹا سا درودِ پاک "صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد" ہے جس کی فضیلت میں لکھا ہے: جو یہ دُرُود پاک پڑھتا ہے اس پر رحمت کے ۷۰ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (القول البدیع، ص۲۷۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ رسول! آج کے بیان میں ہم ان شاء اللہ الکریم اللہ سے محبت کرنے کے عنوان پر کچھ اہم چیزیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔اللہ پاک کو سارے عالم میں سب سے پیارا کون ہے؟

(2)۔۔۔اللہ پاک کا اپنے محبوب ﷺ کی امت سے محبت

(3)۔۔۔قبر کی تنہائی اور رحمتِ خداوندی

(4)۔۔۔اللہ پاک سے محبت ایسی ہونی چاہیے

(5)۔۔۔ہر شے سے زیادہ محبت

(6)۔۔۔محبت الٰہی پیدا کرنے کے نو طریقے اور اسباب

(1)۔۔۔اللہ کو سارے عالم میں سب سے پیارا کون ہے؟

اللہ تبارک و تعالیٰ کو سارے عالم میں سب سے پیارا اور سب سے محبوب ہمارے نبی ﷺ ہیں، کہ انہی کے لئے سارے عالم کو وجود بخشا، اگر رسول اللہ ﷺ کو پیدا کرنا

مقصود نہ ہوتا تو رب تبارک وتعالی دنیا کو نہ بناتا، اور اللہ عزوجل کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اس نے ہمیں وہ نبی عطا فرمایا جو خود اس کا محبوب ہے، تبھی تو شاعر وارفتگی کے عالم میں کہتا ہے:

ہم اپنا انداز زمانے سے جدا رکھتے ہیں

کیوں؟

کیونکہ ہم محبوب بھی محبوبِ خدا رکھتے ہیں

اور ایسا محبوب جن کی تعریف میں اعلی حضرت لکھتے ہیں:

سرور کہوں کہ مالک و مَولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زَیبا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسمِ منوّر کی تابِشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلّا کہوں تجھے

تیرے تو وَصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہُوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

اچھا اعلی حضرت یہ تعریف کیوں کر رہے ہیں؟ خود ہی فرماتے ہیں:

مجرم ہُوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیع روزِ جزا کا کہوں تجھے

لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ

اللہ عزوجل نے اپنے محبوب ﷺ کو وہ مرتبہ دیا کہ آج تک نہ کسی کو ملا اور نہ آئندہ کسی کو ملے گا، امامِ عشق و محبت کچھ یوں مدحت سرا ہیں:

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کِسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرم راز ہے رُوحِ امیں
تُو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مِثل نہیں ہے خدا کی قسم

اور برادرِ اعلیٰ حضرت، شہنشاہِ سخن، مولانا حسن رضا خان لکھتے ہیں: محبوب آپ کا حسن ایسا ہے کہ:

آسماں گر تیرے تلووں کا نظارہ کرتا
روز اِک چاند تصدق میں اُتارا کرتا

چھپ گیا چاند نہ آئی ترے دیدار کی تاب
اور اگر سامنے رہتا بھی تو سجدہ کرتا

یارسول اللہ ﷺ آپ اتنے حسین و جمیل کیوں نہ ہوں؟ کہ:

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا
یوسف کو ترا طالب دیدار بنایا

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

تبھی تو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا مرتبہ بعد از خدا ہے کہ وہ خدا کے اور خدا ان کا:

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا
تو خدا کا خدا ہوا تیرا

تاج والے ہوں اس میں یا محتاج
سب نے پایا دِیا ہوا تیرا

آج بات چھڑ گئی ہے خاندانِ اعلی حضرت کی، تو سنئے شہزادۂ اعلی حضرت مصطفے رضا خان رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی تعریف میں کیا لکھتے ہیں؟ پس عرض گزار ہوتے ہیں یا رسول اللہ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم:

بہارِ جاں فزا تم ہو نسیم داستاں تم ہو
بہارِ باغِ رِضواں تم سے ہے زیبِ جناں تم ہو

حقیقت سے تمہاری جز خدا اور کون واقف ہے
کہے تو کیا کہے کوئی چنیں تم ہو چناں تم ہو

خدا کی سلطنت کا دو جہاں میں کون دولہا ہے
تم ہی تم ہو تم ہی تم ہو یہاں تم ہو وہاں تم ہو

کجا ہم خاک اُفتادہ کجا تم اے شہ بالا
اگر مثل زمیں ہم ہیں تو مثل آسماں تم ہو
یہ کیا میں نے کہا مثل سما تم ہو مَعَاذَ اللہ
مُنَزَّہ مثل سے برتر زِ ہر وہم و گماں تم ہو
میں بھولا آپ کی رِفعت سے نسبت ہی ہمیں کیا ہے
وہ کہنے بھر کی نسبت تھی کہاں ہم ہیں کہاں تم ہو

(2)۔۔۔اللہ کا اپنے محبوب کی امت سے محبت

اللہ عزوجل کو اپنے محبوب ﷺ سے بڑا پیار ہے، اور محبوب ﷺ کے صدقے اللہ عزوجل کو محبوب ﷺ کی امت سے بھی بڑا پیار ہے، کہ جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام انبیاو رسل سے افضل و اعلیٰ کیا، اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کو تمام امم سابقہ سے افضل و اعلیٰ کیا، اور محبوب ﷺ کی امت کو ان انعامات و اکرامات سے نوازا، جس میں کسی امت کا حصہ نہیں۔

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”حکایتیں اور نصیحتیں“ جو کہ الروض الفائق کا اردو ترجمہ ہے اس کے صفحہ نمبر ۴۶۸ پر ہے: حضرت سیدنا کَعْبُ الْاَحبار رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے: جب اللہ پاک نے موجودات کو پیدا فرمانے کا ارادہ کیا اور زمین کو بچھایا اور آسمانوں کو بلند فرمایا تو اپنے فیض ذات سے مٹھی بھر لے کر اس سے ارشاد فرمایا: اے نور! محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ) بن جا۔ اس نور نے ایک نوری ستون

کی صورت اختیار کر لی اور اس قدر روشن ہوا کہ عظمت کے پردے تک جا پہنچا اور ربِّ کائنات کو سجدہ کیا اور کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ یعنی سب خوبیاں اللہ پاک کے لیے ہیں۔ تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: میں نے تجھے اسی لئے پیدا فرمایا اور تیرا نام محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) رکھا ہے، تجھی سے اپنی مخلوق کی ابتدا کروں گا اور تجھی پر اپنی رسالت کا سلسلہ ختم کروں گا۔ پھر اللہ پاک نے اس نور کے چار حصے کر کے ایک حصے سے لوحِ محفوظ اور دوسرے سے قلم کو پیدا فرمایا پھر قلم سے ارشاد فرمایا: لکھ! تو قلم پر ایک ہزار سال تک ہیبتِ الٰہی سے لرزہ طاری رہا۔ اس کے بعد قلم نے عرض کی: اے میرے ربّ! کیا لکھوں؟ ارشاد فرمایا:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھ۔" پس قلم نے لکھا اور مخلوق کے متعلق علمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ پر رسائی پالی۔ پھر اس نے یہ باتیں لکھیں:

(۱)۔۔۔۔۔۔ حضرت سیِّدُنا آدم علیٰ نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک میں موجود اولاد کی تعداد۔

(۲)۔۔۔۔۔۔ جو اطاعتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ بجا لائے گا اللہ عَزَّوَجَلّ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جو اس کی نافرمانی کریگا اُسے دوزخ میں ڈال دے گا۔ اسی طرح۔

(۳) ۔۔۔۔۔۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(۴)۔۔۔۔۔۔ حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(۵)۔۔۔۔۔اور حضرت سیّدُنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی امتوں کے متعلق بھی لکھا یہاں تک کہ جب حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی امت کے متعلق لکھا کہ جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کی وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی، قلم یہ جملہ "وہ اُسے جہنم میں ڈال دے گا" ابھی لکھنا ہی چاہتا تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے نِدا آئی: "اے قلم! ذرا ادب سے" تو وہ ہیبت وجلالِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے شق ہو گیا پھر دستِ قدرت سے تراشا گیا۔ تب سے قلم میں یہ بات جاری ہو گئی کہ تراشے بغیر نہیں لکھتا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلّ نے قلم سے ارشاد فرمایا: اس امت کے متعلق لکھ، "یہ اُمَّت گنہگار ہے اور رب عَزَّوَجَلَّ غفَّار (یعنی بہت بخشنے والا) ہے۔ سبحن اللہ!

اپنے مالکِ حقیقی کو بھولے بیٹھے ہیں

پیارے اور محترم اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے ہمارا پاک پروردگار عزوجل ہماری پیدائش سے پہلے ہی ہم سے کتنی محبت فرمارہا ہے، اور ایک ہم ہیں کہ اپنے مالکِ حقیقی کو بھولے بیٹھے ہیں، اس کی یاد سے غافل ہیں، غفلت کی چادر تان کر دنیا کی رنگینیوں میں مست ہیں۔ مزید اللہ عزوجل کی اپنے بندوں سے محبت کا اندازہ اس حکایت سے لگائیے:

رحمتِ الٰہی ہر گنہگار و نیکو کار کو شامل ہے

منقول ہے، حضرت سیّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃوالسلام نے اپنی مناجات میں عرض کیا:"یا رب عَزَّوَجَلَّ!" اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:"لَبَّیْكَ یَا مُوْسیٰ!" آپ علیہ السلام نے عرض کی:"یااللہ عَزَّوَجَلَّ!تُو تومالک ہے،میری کیا حیثیت کہ تو مجھے لبیک کہہ کر جواب دے۔"تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:"مجھے یہ پسند ہے کہ کوئی بندہ مجھے "یارب" پکارے تو میں اسے "لبیک" کہہ کر جواب دوں۔"حضرتِ سیّدُنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی:"یارب عَزَّوَجَلَّ!کیا یہ ہر مطیع بندے کے لئے ہے؟"ارشاد ہوا:"ہاں!بلکہ ہر گنہگار بندے کے لئے بھی ہے۔"توحضرتِ سیّدُنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی:"فرمانبردار کے لئے تو اس کی اطاعت کے سبب ہے اور گنہگار پر یہ کرم کس وجہ سے؟"تو جواب ارشاد ہوا:"اے موسیٰ!اگر میں بھلائی کرنے والے کو اس کی بھلائی کا بدلہ دوں اور برائی کرنے والے پر اس کی برائی کی وجہ سے احسان نہ کروں تو میرا جود وکرم کہاں جائے گا۔"(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۲۴۲،۲۴۱)

اللہ اکبر! کیسی محبت بھرا برتاؤ ہے ہمارے رب کا،یقیناً محسن احسان ہی کرتا ہے،جوّاد سخاوت ہی کرتا ہے،بندوں کے ساتھ زندگی میں تو لطف وکرم کا معاملہ فرماتا ہی ہے،اور مرنے کے بعد بھی لطف وکرم فرماتا ہے،چنانچہ:

(3)۔۔۔قبر کی تنہائی اور رحمتِ خداوندی

منقول ہے: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کا لطف وکرم بندے پر اس وقت بہت زیادہ ہوتا ہے جب اس کو قبر میں اُتارا جاتا ہے اور سخت مٹی اس کے نرم ونازک رُخسار پر رکھ دی جاتی ہے اور اس کے قرب میں رہنے والے، محبت کرنے والے جب بے وفائی کر جاتے ہیں۔ جب میت کو اوّلاً تختۂ غسل پر رکھ کر اس کا لباس اُتار دیا جاتا ہے تو وہ اپنے احباب سے مایوس ہو کر پکارتا ہے: "ہائے بربادی ورسوائی!" اس کی ندا سوائے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کوئی نہیں سنتا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: "میرے بندے! میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی، آخرت میں بھی پردہ پوشی کروں گا۔

"جب میت کو چارپائی پر رکھ کر گھر سے سوئے قبرستان چل پڑتے ہیں تو وہ چلاتا ہے: ہائے تنہائی!" اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: "اے میرے بندے! اگر تو آج تنہا ہے تو میں ہمیشہ تیرے قریب ہوں۔ خوف نہ رکھ میں تیرے گناہ مٹادوں گا، قبر میں تیری تنہائی پر رحم کروں گا، میں تیری تنہائی میں تیرا مونِس ہوں۔

"جب لوگ اس کو لحد میں اتار کر اس کے نرم ونازک رخسار کو سخت مٹی پر رکھ کر پلٹ جاتے ہیں تو وہ چیختا ہے: "ہائے تنہائی!" اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: "اے میرے بندے! کیا تجھے وحشت ہوتی ہے جبکہ میں تیرا انیس ہوں، کیا تو اکیلے پن کی شکایت کرتا ہے جبکہ میں تیرے قریب ہوں۔ اے میرے بندے! کیا میں تیرا رب نہیں ہوں؟" عرض کریگا: "کیوں نہیں۔ اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ!۔" اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: "اے میرے

بندے! کیسے تو نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کا میں نے تجھے حکم دیا تھا؟ اور کیسے اس کا مرتکب ہوا جس سے میں نے تجھے منع کیا تھا؟ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ تجھے میری طرف پلٹنا ہے؟ تیرے اعمال میرے سامنے پیش ہوں گے؟ کیا تو نے میرے عہد کو بھلا دیا تھا؟ یا تو میرے وعدے اور وعید کا منکر تھا؟ اب تیرے دوستوں نے تجھے تنہا چھوڑ دیا، مال تیرے ہاتھ سے چھوٹ گیا، مال نے تیرے مقصد میں تجھے کوئی نفع نہ دیا، نہ دوستوں نے تجھے تیرے برے اعمال سے بچایا۔ اب تیرے پاس کیا عذر ہے؟"

بندہ عرض کریگا: "اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرا دل، مال و دولت کی محبت میں گرفتار ہوا، ان دونوں نے مجھے گناہوں پر آمادہ کیا، اب میں تیرے جوارِ رحمت میں ہوں اور تیرا اس رات مہمان ہوں تو مجھے اپنی آگ سے عذاب نہ دینا، اگر تو ہی مجھ پر رحم نہیں فرمائے گا تو پھر کون رحم کریگا؟" اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: "اے میرے بندے! لوگوں نے تجھے چھوڑ دیا اور اگر وہ تیرے پاس رہتے تو بھی تجھے ان سے نفع نہ ہوتا، انہوں نے تجھے میرے دروازے کی طرف متوجہ کر دیا اور میرے رحم و کرم پر چھوڑ کر گئے ہیں۔ اے میرے بندے! ٹھنڈا سانس لے اور آنکھوں کو بھی ٹھنڈا کر لے کہ تو آج رات میرا مہمان ہے اور کریم اپنے مہمان کو محروم نہیں چھوڑتا۔ اے فرشتو! احسن طریقے سے اس کی مہمان نوازی کرو اور اس پر اس کے گھر والوں اور قرابت داروں سے زیادہ مہربان ہو جاؤ۔ (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۶۴۲۔۶۴۳)

پیارے اور محترم اسلامی بھائیو! کیسا مہربان، رحیم و کریم ہمارا رب ہے؟ کیا اب بھی اس سے دور بھاگیں گے؟ کیا اب بھی اس کی نافرمانی کریں گے؟ کیا اب بھی اس کے حکموں کو توڑیں گے؟ کیا اب بھی شراب پئیں گے؟ کیا اب بھی جوا کھیلیں گے؟ کیا اب بھی زنا اور چوری سے باز نہیں آئیں گے؟ کیا اب بھی نمازیں چھوڑیں گے؟ نہ نہ، اب تو مان جائیے، اب تو رب کے دربار میں آ جائیے، رب سے معافی مانگ لیجئے، اپنے رحیم رب سے صلح کر لیجئے، آج کھلے چہرہ آ جائیے ورنہ کل تو چہرہ چھپا کر آنا ہی ہو گا، مرنے کے بعد پچھتانا ہی ہو گا، رب کی رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، رب کی عنایتوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ کئے ہوئے جرموں کی طرف نہ دیکھو، کہ گناہ بہت کئے ہیں، اس کی فکر نہ کرو، بس معافی مانگ کر تو دیکھو وہ بڑا غفور رّحیم ہے، ساری خطاؤں کو بخش دے گا چنانچہ:

تمہاری ساری خطاؤں کو معاف فرمادیگا

حضرتِ سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: "اگر تمہاری خطائیں آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو ضرور اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری توبہ قبول فرما لے گا۔" (سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب ذکر التوبۃ، الحدیث ۴۲۴۸، ص ۲۷۳۵)

تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے

اللہ پاک پارہ ۳۰، سورۂ انفطار کی آیت نمبر ٦ میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِۙ(۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔

الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَۙ(۷)

ترجمۂ کنزالایمان: جس نے تجھے پیدا کیا، پھر ٹھیک بنایا، پھر ہموار فرمایا۔

فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَؕ(۸)

ترجمۂ کنزالایمان: جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا۔

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِۙ(۹)

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی نہیں بلکہ تم انصاف ہونے کو جھٹلاتے ہو۔

آیات کا خلاصہ

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے کرم والے رب عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا کہ تونے اس کی نعمت اور کرم کے باوجود اس کا حق نہ پہچانا اور اس کی نافرمانی کی جو تجھے عدم سے وجود میں لے کر آیا، پھر اس نے تمہارے اعضاء کو ٹھیک بنایا اور تجھے پکڑنے کے لئے ہاتھ، چلنے کے لئے پاؤں، بولنے کے لئے زبان، دیکھنے کے لئے آنکھ اور سننے کے لئے کان عطا کئے، پھر ان اعضاء میں مناسبت رکھی کہ ایک ہاتھ یا پاؤں دوسرے ہاتھ یا پاؤں سے چھوٹا یا لمبا نہیں، پھر تمہیں لمبے قد والا یا چھوٹے قد والا، خوب صورت یا بد صورت، گورا یا کالا، مرد یا عورت جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا، اور تمہارا حال یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی ان کرم نوازیوں کو دیکھ کر بھی اس کی

نافرمانی سے نہیں رکے بلکہ تم انصاف کے دن کو جھٹلانے لگے اور اعمال کی جزاء ملنے کے دن کا انکار کرنے لگ گئے۔

(مدارک، الانفطار، تحت الآیۃ: ۶۹، ص۱۳۲۷، روح البیان، الانفطار، تحت الآیۃ: ۹۶، ۱۰ / ۳۶۰۳۵۸)

اللہ اکبر! اللہ اپنے بندوں سے کیسی محبت فرماتا ہے۔لہذا ہمیں بھی اللہ سے محبت کرنی چاہیئے؟ اور کیسی محبت؟ جیسی حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے رب سے کی، صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے رب سے کی، اور جیسے کہ اس واقعہ میں ہے:

(4)۔۔۔اللہ پاک سے محبت ایسی ہونی چاہیے

حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دِینار رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک قافِلے کے ہمراہ حجِ بیتُ اللہ شریف کے لئے جارہا تھا، راستے میں ایک نوجوان حاجی دیکھا، جو بِغیر زادِ راہ (یعنی بغیر سامانِ سفر) پیدل چل رہا تھا۔ میں نے اُس کو سلام کیا، اُس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا: اے نوجوان! کہاں سے آئے ہو؟ اُس نے جواب دیا: اُسی (یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ) کے پاس سے۔ پوچھا: کہاں جارہے ہو؟ کہا: اُسی (یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ) کے پاس۔ پوچھا: زادِ راہ (یعنی سامانِ سفر) کہاں ہے؟ بولا: اُسی (یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ) کے ذِمّہٴ کرم پر ہے۔ میں نے کہا: یہ طوِیل راستہ بِغیر توشے (یعنی کھانے پینے) کے طے نہیں ہو گا، تیرے پاس کچھ ہے بھی؟ بولا: جی ہاں! میں نے گھر سے نکلتے وَقت پانچ حُرُوف زادِ راہ کے طور پر لے لئے تھے۔ پوچھا: وہ پانچ حُروف کون سے ہیں؟ اُس نے کہا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا یہ فرمان: کٓھٰیٰعٓصٓ۔ پوچھا: اِن حُروف سے کیا مُراد ہے؟ کہا: کاف سے ”کافی “یعنی کِفایت کرنے والا، ھا سے ”ھادی “یعنی

ہدایت کرنے والا، یا سے "مُؤْوِی "یعنی پناہ دینے والا، عَین سے "عالِم "یعنی جاننے والا، صاد سے صادِق "یعنی سچّاتو جس کا رفیق کافی وہادی ومُؤْوِی (یعنی پناہ دینے والا) وعالم اور صادِق ہو وہ کیسے ضائع یا پریشان ہو سکتا ہے اور اُسے کیا ضَرورت ہے کہ زادِ راہ اور پانی اُٹھائے پھرے! حضرتِ سیّدُنامالِک بن دینار رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اُس حاجی کا کلام سُن کر میں نے اُس کو اپنی قمیص پیش کی۔ اُس نے قَبول کرنے سے اِنکار کرتے ہوئے کہا:"اے شیخ! دُنیا کی قمیص سے بَرَہْنہ رہنا بہتر ہے کیوں کہ دُنیا کی حلال چیزوں پر حِساب اور حرام چیزوں پر عذاب ہے۔"

جب رات کا اَندھیرا چھا گیا تو اُس حاجی نے مُنہ آسمان کی طرف اُٹھایا اور اس طرح "مُناجات "(یعنی دُعا) کرنے لگا:"اے وہ پاک ذات! جس کو بندوں کی اِطاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کے گناہوں سے کچھ نُقصان نہیں ہوتا، مجھے وہ چیز یعنی عبادت عطا فرما، جس سے تجھے خوشی ہوتی ہے اور وہ چیز یعنی گناہ مُعاف فرمادے، جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں۔ "

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب لوگوں نے اِحرام باندھ کر "لَبَّیْك" کہی تو وہ خاموش تھا، میں نے پوچھا: تم لَبَّیْك کیوں نہیں کہتے ؟اُس نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ میں کہوں: لَبَّیْك اور وہ فرمادے: "لَالَبَّیْكَ وَلَا سَعْدَیْكَ وَلَا اَسْمَعُ کَلَامَكَ وَلَا اَنْظُرُ اِلَیْكَ "یعنی نہ تیری لَبَّیْك قَبول ہے اور نہ سَعْدَیْك اور نہ میں تیرا کلام سُنوں اور نہ تیری طرف دیکھوں ۔ پھر وہ چلا گیا میں نے اُس حاجی کو سارے راستے میں پھر کہیں نہ دیکھا، بِالآخِر مِنٰی شریف میں وہ نظر آگیا، اُس وَقت وہ کچھ عَرَبی اَشعار پڑھ رہا تھا۔ اشعار

پڑھنے کے بعد وہ گڑگڑا کر عرض گزار ہوا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! لوگوں نے قُربانیاں کیں اور تیرا قُرب حاصل کیا اور میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، جس کے ساتھ تیرا قُرب (یعنی نزدیکی) حاصل کر سکوں، سِوائے اپنی جان کے، تو اِسی کو تیری بارگاہ میں نَذر کرتا ہوں تُو اِسے قَبول فرما۔“ یہ کہنے کے بعد اُس حاجی نے ایک چیخ ماری، زمین پر گِرا اور اُس کی رُوح قَفَسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔

حضرتِ سیِّدُنا مالِک بن دِینار رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: پھر یکایک غیب سے ایک آواز گونج اُٹھی: ”یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا پیارا ہے جو عِشقِ الٰہی کی تلوار سے قَتْل ہُوا ہے۔“ پھر میں نے اُس خوش نصیب حاجی کی تَجہیز و تکفین کی۔

(عاشقانِ رسول کی ۱۳۰ حکایات بحوالہ رَوضُ الرَّیاحین ص ۹۹)

محبت میں اپنی گُما یاالٰہی	نہ پاؤں میں اپنا پتا یاالٰہی
رہوں مست و بے خود میں تیری وِلا میں	پِلا جام ایسا پِلا یاالٰہی
میں بے کار باتوں سے بچ کے ہمیشہ	کروں تیری حمد و ثنا یاالٰہی
مِرے اَشک بہتے رہیں کاش ہر دم	ترے خوف سے یاخدا یاالٰہی
ترے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ	میں تھر تھر رہوں کانپتا یاالٰہی
مِرے دل سے دنیا کی چاہت مٹا کر	کر اُلفت میں اپنی فنا یاالٰہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کیسازبردست تَوَکُّل تھا

پیارے اور محترم اسلامی بھائیو! اس واقعے سے معلوم ہوا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں گم ہو جائے تو وہ دوسروں سے بے پرواہو جاتا ہے، غور کیجیے کہ اس نوجوان حاجی کو اللہ تعالیٰ سے کیسی مَحبّت تھی اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اُسے کیسازبردست تَوَکُّل تھا کہ زادِ راہ(یعنی سامانِ سفر) تک ساتھ نہیں لیا تھا اور مَحبّتِ الٰہی میں دوسروں سے بے رغبتی کا عالم یہ تھا کہ جب حضرت مالک بن دینار رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے انہیں اپنی قمیص دینا چاہی تو اسے بھی لینے سے انکار کر دیا۔ یقیناً مَحبّتِ الٰہی جب کسی کو نصیب ہو جائے تو اسے دُنیاومافیہا(یعنی دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بے پرواکر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اس سے کیسی محبت کرتے ہیں؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے!

اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو

حضرت سیدنا سعید بن جُبَیۡر رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں جھوٹے معبودوں کی عبادت کی ہوگی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے فرمائے گا: اپنے جھوٹے معبودوں سمیت جہنم میں چلے جاؤ! تو وہ جہنم میں نہیں جائیں گے کیونکہ جانتے ہیں کہ جہنم کا عذاب دائمی (ہمیشہ کے لیے) ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کافروں کے سامنے مومنوں سے فرمائے گا، اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو جہنم میں چلے جاؤ! اتنا سنتے ہی ایمان والے جہنم میں

چھلانگ لگانے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ ایسے میں عرشِ الٰہی کے نیچے سے کوئی ندا دینے والا یہ آیتِ کریمہ پڑھے گا:

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (پ۲،البقرۃ:۱۶۵)

ترجمۂ کنزالعرفان: اور ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

(تفسیر بغوی،۱/ ۹۴ملخصًا)

(5)۔۔۔ہر شے سے زیادہ مَحبّت

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے نیک بندوں کو ہر شے سے زیادہ مَحبّت اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ہوتی ہے۔ بیان کردہ آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر "صِراطُ الجنان" جلد ا، صفحہ ۲۶۴ پر ہے: اللہ تعالٰی کے مقبول بندے، تمام مخلوقات سے بڑھ کر اللہ تعالٰی سے مَحبَّت کرتے ہیں۔ مَحبتِ الٰہی میں جینا اور مَحبتِ الٰہی میں مرنا، ان کی زِندگی کا مَقصد ہوتا ہے۔ اپنی ہر خوشی پر اپنے رَبّ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کو ترجیح دینا، نرم و گُداز بستروں کو چھوڑ کر بارگاہِ نیاز میں سربَسجود ہونا، یادِ الٰہی میں رونا، رِضائے الٰہی کے حُصُول کیلئے تڑپنا، سردیوں کی طویل راتوں میں قیام اور گرمیوں کے لمبے دنوں میں روزے، اللہ تعالٰی کیلئے مَحبَّت کرنا، اسی کی خاطر دُشمنی رکھنا، اسی کی خاطر کسی کو کچھ دینا اور اسی کی خاطر کسی سے روک لینا، نعمت پر شکر، مُصیبت میں صبر، ہر حال میں خُدا پر توکُّل، اپنے ہر مُعاملے کو اللہ تعالٰی کے سپرد کر دینا، اَحکامِ الٰہی پر عمل کیلئے ہمہ وَقت تیار رہنا، دل کو غیر کی مَحبَّت سے پاک رکھنا، اللہ تعالٰی کے

محبوبوں سے مَحَبَّت اور اللہ تعالیٰ کے دُشمنوں سے نفرت کرنا، اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا نیاز مندر رہنا، اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے رسول و محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دل و جان سے محبوب رکھنا، اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت، اللہ تعالیٰ کے مُقرَّب بندوں کو اپنے دلوں کے قریب رکھنا، اِن سے مَحَبَّت رکھنا، مَحَبَّتِ الٰہی میں اضافے کیلئے ان کی صُحبت اختیار کرنا، اللہ تعالیٰ کی تعظیم سمجھتے ہوئے ان کی تعظیم کرنا، یہ تمام اُمور اور ان کے علاوہ سینکڑوں کام ایسے ہیں، جو مَحَبَّتِ الٰہی کی دلیل بھی ہیں اور اُس کے تقاضے بھی ہیں۔ (تفسیر صراطُ الجنان، ص ۲۶۴)

قلب میں یاد تیری بسی ہو
ذکر لب پہ ترا ہر گھڑی ہو
مستی و بے خودی اور فَنا کی
میرے مولیٰ تو خیرات دیدے

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۱۲۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(6)۔۔۔محبت الٰہی پیدا کرنے کے نو طریقے اور اَسباب

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی اپنے اندر محبتِ الٰہی کو پیدا کرنا چاہیے، لہذا اس حوالے سے چند معروضات عرض کرتا ہوں جن کی وجہ سے محبتِ الٰہی نہ صرف ہمارے

اندر پیدا ہو گا بلکہ روز بروز بڑھتا بھی رہے گا، ان شاء اللہ عزوجل۔

(۱)۔۔۔۔۔وجود عطا فرمانے والی ہستی سے محبت: اِنسان دیکھے کہ اس کا کمال وبقاء محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے۔ وہی ذات اس کو عدم سے وجود میں لانے والی، اس کو باقی رکھنے والی اور اس کے وجود میں صفات کمال، ان کے اسباب اور ان کے استعمال کی ہدایت پیدا کر کے اسے کامل کرنے والی ہے تو ایسی ذات سے ضرور محبت رکھنی چاہئے۔

(۲)۔۔۔۔۔اپنے محسن سے محبت: جس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پہچاننے کا حق ہے اگر بندہ اس طرح اُسے پہچانے تو ضرور جان جائے گا کہ اس پر احسان کرنے والا صرف اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہی ہے اور محسن سے محبت فطری ہوتی ہے لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت رکھنی چاہئے۔

(۳)۔۔۔۔۔جمال والے سے محبت: اللہ عَزَّوَجَلَّ جمیل ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: "اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، ص۶۰، حدیث:۹۱) اور جمال والے سے محبت فطری اور جبلی ہے لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کا یہ بھی ایک سبب ہے۔

(۴)۔۔۔۔۔عیوب سے پاک ذات سے محبت: اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام عیوب ونقائص سے منزہ ہے اور ایسی ذات سے محبت کرنا اسباب محبت میں سے ایک قوی سبب ہے۔

(۵)۔۔۔۔۔محبت الٰہی کے متعلق بزرگانِ دِین کے اَقوال واَحوال کا مطالعہ کیجئے: اس کے لیے امام ابو القاسم قشیری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی کتاب **"رسالہ قشیریہ "** اور امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کی کتاب **"اِحیاء العلوم " جلد پنجم** کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۶)۔۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں غور کیجئے: انسان دیکھے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جو منعم حقیقی ہے تمام نعمتیں اسی کی طرف سے ہیں اور وہ ہر مخلوق کو اپنی نعمتوں سے نواز رہا ہے۔ یہ اِحساس انسان کے اندر منعم حقیقی کی محبت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

(۷)۔۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عدل اور فضل ورحمت میں غور کیجئے: انسان غور کرے تو اسے عدل وانصاف میں سب سے بڑھ کر ذات اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی دکھائی دے گی اور وہ یہ بھی دیکھے گا کہ کافروں اور گناہ گاروں پر بھی اس کی رحمت جاری ہے باجود یہ کہ وہ اس کی نافرمانی اور سرکشی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ غوروفکر انسان کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے محبت پر اُبھارے گا۔

(۸)۔۔۔۔محبت کی علامتوں میں غور کیجئے: علمائے کرام فرماتے ہیں: ''بندے کی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جس سے محبت کرتا ہے بندہ اسے اپنی محبوب ترین چیز پر ترجیح دیتا ہے اور بکثرت اس کا ذکر کرتا ہے، اس میں کوتاہی نہیں کرتا اور کسی دوسرے کام میں مشغول ہونے کے بجائے بندے کو تنہائی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مناجات کرنا زیادہ محبوب ہوتا ہے۔''

(لباب الاحیاء، الباب السادس والثلاثون فی المحبۃ ۔۔۔ الخ، فصل فی الشوق، ص۳۱۹)

(۹)۔۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کی صحبت اور اُن سے محبت: نیک بندوں کی صحبت اور ان سے محبت بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے کا ایک ذریعہ ہے کہ نیک بندے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت کا درس دیتے ہیں اور ان کی صحبت سے دلوں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت

پیدا ہوتی ہے۔

اور نیک لوگوں کی صحبت پانے کے لئے اس دور میں ہمارے لئے دعوتِ اسلامی کا خوش گوار مدنی ماحول ہے، اور دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے لئے سفر کرنے والے مدنی قافلے ہیں، لہذا ہمیں نیک لوگوں کی صحبت پانے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ ہو جانا چاہئے۔

اللہ تبارک و تعالی ہمیں اپنی محبت عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

☆...☆...☆...☆...☆...☆

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ　　　وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

(11) ماں باپ کے حقوق

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی فضیلت

(1)۔۔۔ماں باپ کا بیان بزبانِ قرآن

(2)۔۔۔والدین کے حقوق کی وجوہات

(3)۔۔۔والدین جنت و دوزخ

(4)۔۔۔سرکار ﷺ کا مقام

خطیب

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

(11)ماں باپ کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اے عاشقانِ رسول! جنت وہ مقامِ رحمت ہے جسے رب تعالیٰ نے اپنے اطاعت گزار بندوں کے لئے تخلیق فرمایا ہے۔ جنت کا نام زبان پر آتے ہی ہمارے دل ودماغ پر سُرور کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے، کیونکہ جنت ہے ہی ایسی، راحت والی، آرام والی، رب کی رحمت والی، سعادت والی، برکت والی۔ لیکن اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ جنت کیسی ہے ؟ تو میں آپ کو کہوں گا کہ جنت ایسی ہے جیسے میرے مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کہ "اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ اس کی خوبیوں کو کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کی ماہیت کا خیال گزرا۔"

(مسلم، کتاب الجنۃ، رقم الحدیث ۲۸۲۴، ص ۱۵۱۶)

اللہ اکبر! ذرا تصور تو کیجیے کہ جنت کیسی ہو گی؟ ہم ایک نہیں، دو نہیں، دس اور بیس نہیں بلکہ سیکڑوں ایسی جگہوں میں گئے ہوں گے جو ایک سے بڑھ کر ایک ہو گی، خوبصورت و دلکش ہو گی، جس کے مناظر دیدہ زیب ہوں گے، دیکھنے والوں کو اس کی کشش اپنی جانب کھینچتی ہو گی، دلوں کو لبھاتی ہو گی، اور لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہوں گے کہ یہاں آکر پیسے وصول ہوں گئے، مگر جنت ان تمام سے افضل و اعلی ہے۔ کیونکہ دنیا کی تمام خوبصورت جگہوں کو انسان نے بناوٹی چیزوں سے سجایا ہے اور جنت انسان کے رب نے بنائی اور سجائی ہے، پس جس طرح اللہ پاک کی ذات ارفع و اعلی ہے اسی طرح اس کی جنت بھی دنیا کی تمام خوبصورت جگہوں سے ارفع و اعلی ہے یہاں تک کہ جنت کی ایک معمولی سی چیز کے آگے ساری دنیا کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔ آیئے اس ضمن میں جنت کے متعلق چند احادیث سنتے ہیں چنانچہ:

جنت کی چیزیں

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر جنت کی چیزوں میں سے ناخن برابر کوئی چیز ظاہر ہو جائے تو آسمان وزمین کے اطراف وجوانب اس سے آراستہ ہو جائیں۔"

(ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم الحدیث ۲۵۴۷، ج۴، ص ۲۴۱)

جنت کی تعمیر

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں جنت اور اس کی تعمیر سے متعلق بتایئے؟" تو آپ صلی

اللہ علی وسلم نے ارشاد فرمایا:"اس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی ہے اور اس کا گارا مشک کا ہے اور اس کی کنکریاں موتی اور یاقُوت کی ہیں اور اس کی مٹی زعفران کی ہے۔"

(ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم ۲۵۳۴، ج۴، ص۲۳۶)

جنت کی زمین

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جنت کی زمین سفید ہے، اس کا میدان کافُور کی چٹانوں کا ہے، اس کے گرد ریت کے ٹیلوں کی طرح مشک کی دیواریں ہیں اور اس میں نہریں جاری ہیں۔"

(الترغیب والترہیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم ۳۴، ج۴، ص ۲۸۳)

جنت کی منزلیں

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمتِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جنت میں سو منزلیں ہیں اور ان میں سے ہر دو منزلوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان ہے۔"

(ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ۲۵۳۹، ج۴، ص۲۳۸)

جبکہ حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جنت میں سو منزلیں ہیں، اگر اس کے ایک درجہ میں تمام جہانوں کے لوگ بھی جمع ہو جائیں تو وہ سب کو کافی ہو جائے گا۔"

(ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ۲۵۴۰، ج۴، ص۲۳۹)

جنت کے دروازے

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔"

(بخاری، کتاب بدا ءالخلق، رقم ۳۲۵۷، ج ۲، ص ۳۹۴)

حضرت سیدنا عُتبہ بن غَزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جنت (کے دروازوں) کی چوکھٹوں میں سے ہر دو چوکھٹ کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہے۔"(مسلم، رقم الحدیث ۲۹٦۷، ص ۱۵۸٦)

جنت کے خیمے

حضرت سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:"مؤمن کے لئے جنت میں کھکلی موتی (یعنی وہ موتی جس کے درمیان میں خالی جگہ ہوتی ہے) کا ایک خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہے۔"

(بخاری، کتاب بدا ءالخلق، رقم الحدیث ۳۲۴۳، ج ۲، ص ۳۹۱)

جنت کے کپڑے

حضرتِ سیدنا کَعْبُ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اہلِ جنت کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا آج پہن لیا جائے تو اس کی طرف دیکھنے والے کی نظر اچک لی جائے اور لوگوں کی بینائیاں اسے برداشت نہ کرسکیں۔

(الترغیب والترھیب کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم ۸۴، ج ۴، ص ۲۹۴)

جنت کے خادم

حضرتِ سیدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ "جنتیوں میں سب سے نچلے درجے کا جنتی وہ شخص ہو گا جس کے ساتھ دس ہزار خادم کھڑے ہوں گے اور ہر خادم کے ہاتھ میں دو پیالے ہوں گے، جن میں سے ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہو گا۔ ہر پیالے میں کھانے کی ایک ایسی قسم ہو گی، جو دوسرے میں نہ ہو گی۔ وہ اس کے آخر سے بھی اسی طرح کھائے گا جس طرح اس کے شروع سے کھائے گا اور جو لذت وذائقہ اس کے پہلے حصہ میں پائے گا، دوسرے میں اس کے علاوہ پائے گا۔" (مجمع الزوائد، کتاب اھل الجنۃ، رقم ۱۸۶۷۵، ج ۱۰، ص ۷۴۱)

جنت کا کھانا

ام المومنین حضرتِ سیدتنا مَیْمُونَہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "آدمی جنت میں کسی پرندے کی خواہش کرے گا تو وہ پرندہ بختی اونٹ کی طرح اس کے دستر خوان پر آگرے گا، نہ تو اسے دھواں پہنچا ہو گا اور نہ ہی آگ نے چھوا ہو گا۔ وہ شکم سیر ہونے تک اس پرندے سے کھائے گا پھر وہ پرندہ اُڑ جائے گا۔ (الترغیب الترہیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم ۷۵، ج ۴، ص ۲۹۲)

جنت کی حوریں

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر کوئی جنتی حُور زمین کی طرف جھانکے تو آسمان سے زمین تک

روشنی ہو جائے اور ساری فضا زمین سے آسمان تک خوشبو سے معطر ہو جائے اور اس کے سر کی اوڑھنی (یعنی دوپٹا) دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔"

(الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ۸۴، ج ۴، ص ۲۹۵)

حوروں کے کنگن

حضرتِ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر جنتیوں میں سے کوئی شخص (دنیا کی طرف) جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو مٹا دے جیسا کہ ستاروں کی روشنی کو سورج مٹا دیتا ہے۔" (ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ۲۵۴۷، ج ۴، ص ۲۴۱)

حور کی ہتھیلی اور اوڑھنی

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: "اگر حور اپنی ہتھیلی زمین وآسمان کے درمیان ظاہر کر دے تو اس کے حسن کی وجہ سے مخلوق فتنے میں پڑ جائے اور اگر وہ اپنی اوڑھنی ظاہر کر دے تو سورج اس کے حسن کی وجہ سے دھوپ میں رکھے ہوئے چراغ کی طرح ہو جائے جس کی کوئی روشنی نہیں ہوتی اور اگر وہ اپنا چہرہ ظاہر کر دے تو زمین وآسمان کی ہر چیز کو روشن کر دے۔"

(الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم ۹۷، ج ۴، ص ۲۹۸)

جنتی عورتوں کا لعاب

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں "اگر جنتی عورتوں میں سے کوئی عورت سات سمندروں میں اپنا تھوک ڈال دے تو وہ سارے سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں۔" (الترغیب والترھیب کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم ۹۸، ج ۴، ص ۲۹۷)

اللہ اکبر! اے عاشقانِ رسول! جب جنت کا تذکرہ اتنا مسرت بخش ہے تو خود جنت کیسی ہو گی، یقیناً جنت کا تذکرہ سن کر جنت کو دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے مگر جنت کو جیتے جی کوئی نہیں دیکھ سکتا، چاہے جتنی کوشش کرلے، مگر قربان جایئے اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے امتیوں کو مرنے سے پہلے جنت دیکھنے کا ایک ایسا عمل عطا فرمایا ہے کہ جو اس کو پابندی سے کرے گا ان شاء اللہ مرنے سے پہلے جنت میں ملنے والے اپنے مقام کو دیکھ سکتا ہے۔ آپ کے دل میں بھی یہ بات آرہی ہو گی کہ وہ کون سا عمل ہے جلدی بتایئے تاکہ اس کو کرکے ہم بھی اپنی موت سے پہلے جنتی مقام یعنی ٹھکانے کو دیکھ لیں۔ تو وہ عمل یہ ہے چنانچہ

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: "جو مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار بار دُرودِ پاک پڑھے گا وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔" (الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی اکثار الصلوٰۃ علی النبی، الحدیث ۲۲، ج۲ ص۳۲۸)

اے عاشقانِ رسول! آیئے نیت کیجیئے کہ آج سے ان شاء اللہ روزانہ ایک ہزار درودِ پاک پڑھا کریں گے۔ اور اس میں کوئی خاص درودِ پاک پڑھنے کی قید نہیں ہے بلکہ چھوٹا درودِ پاک بھی پڑھ سکتے ہیں مثلاً "صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد"۔ پڑھ لیجیئے کہ آپ دس منٹ میں ایک ہزار درودِ پاک پڑھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ رسول! آج کے بیان میں ہم ان شاء اللہ الکریم ماں باپ کے حقوق کے عنوان پر کچھ اہم چیزیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔ماں باپ کا بیان بزبانِ قرآن

(2)۔۔۔والدین کے حقوق کی وجوہات

(3)۔۔۔والدین جنت و دوزخ

(4)۔۔۔سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مقام

پیارے اسلامی بھائیو! ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک یعنی بھلائی کے ساتھ پیش آنا واجب ہے، ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا عظیم کارِ ثواب و جنت میں داخلے کا سبب ہے۔(غنیۃ الطالبین ص ۱۰۲)

مگر آہ آج کے اس معاشرے میں ماں باپ کی اہمیت کم ہوتی چلی جارہی ہے، ماں باپ کو ستانا، انہیں تکلیف پہنچانا عام ہوتا چلا جارہا ہے، نہ بڑوں میں شفقت ہے، نہ چھوٹوں میں ادب، اب نہ جانے ہمیں کیا ہوا کہ جس کا حکم ہمیں ہمارا رب عزوجل دے رہا ہے، ہم اسی کو اپنا نہیں رہے۔

(1)۔۔۔ماں باپ کا بیان بزبانِ قرآن

چنانچہ ہمارا پروردگار عزوجل اپنی پیاری کتاب قرآن پاک میں متعدد مقامات پر والدین کے حقوق اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک یعنی بھلائی کرنے کا ذکر فرمایا ہے:

(۱)۔۔۔سورۂ نساء آیت نمبر ۳۶۔ (۲)۔۔۔سورۂ مریم آیت نمبر ۱۲۔۱۳۔۱۴۔

(۳)۔۔۔سورۂ لقمان آیت نمبر ۱۴۔ (۴)۔۔۔سورۂ احقاف آیت نمبر ۱۵۔

(۵)۔۔۔سورۂ ابراہیم آیت نمبر ۴۱۔ (۶)۔۔۔سورۂ عنکبوت آیت نمبر ۸۔

(۷)۔۔۔سورۂ نوح آیت نمبر ۲۸۔ (۸)۔۔۔سورۂ اسرائیل آیت نمبر ۲۳۔۲۴۔

والدین کا مقام قرآن پاک میں

پہلی آیت

چنانچہ اللہ عزوجل پارہ ۲۱ سورۂ لقمان کی آیت نمبر ۱۴، میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِۚ-حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَؕ-اِلَیَّ الْمَصِیْرُ(۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔

خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ: سفیان بن عیینہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جس نے پنج گانہ نمازیں ادا کیں وہ اللہ تعالٰی کا شکر بجالایا اور جس نے پنج گانہ نمازوں کے بعد والدین کے لئے دعائیں کیں اس نے والدین کی شکر گزاری کی۔

دوسری آیت

اللہ عزوجل قرآنِ پاک کے پارہ ۱، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۸۳، میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں تمام مذاہب میں یہ بات متفق علیہ ہے کہ ماں باپ کا ادب کرنا ہے، ماں باپ کا احترام کرنا ہے۔

یہ آیت کریمہ جو آپ نے ابھی سنی سورۂ بقرہ کی ۸۳ ویں آیت پاک ہے، اور اس آیتِ پاک میں ایک بات قابلِ غور ہے، کہ اس میں اللہ تبارک وتعالی نے اپنی عبادت کے ساتھ والدین کے ساتھ بھلائی اور ان کی اطاعت کا ذکر ایک ساتھ فرمایا ہے کہ:[کسی کو نہ پوجو اللہ کے سوا، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو]

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی عبادت کے ساتھ ماں باپ کی اطاعت کو کیوں بیان فرمایا؟ حالانکہ اللہ عزوجل کے بعد نبی کا مرتبہ ہوتا ہے، لہٰذا اللہ تعالی اپنی عبادت کے بعد نبی کی اطاعت کو بیان فرماتا، لیکن نبی کی اطاعت کے بجائے ماں باپ کی اطاعت کو اپنی عبادت کے ساتھ بیان فرمایا، اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں جس کی بناء پر اللہ عزوجل نے اپنی عبادت اور والدین کے ساتھ بھلائی کو جمع فرما ہے یعنی اس کے متعلق ارشاد ایک ساتھ آرہا ہے، اور اللہ فرمارہاہے[میرا حق مانو اور اپنے ماں باپ کا حق مانو]

جب ہم اس ارشاد پر غور کرتے ہیں تو ماں باپ کی اہمیت، ماں باپ کے حقوق، ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ سمجھ میں آتا ہے، اور ماں باپ کی قدر و منزلت بڑی وضاحت کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔

(2)---والدین کے حقوق کی وجوہات

چنانچہ اللہ عزوجل نے جو والدین کے حق کو اپنے حق کے ساتھ بیان فرمایاہے اس کی وجوہات تفسیرِ نعیمی میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمتہ اللہ القوی نے درج فرمایا ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے:

پہلی وجہ

اللہ عزوجل کی جو نعمتیں ہم دیکھ رہے ہیں وہ ہماری پیدائش کے بعد ہیں اور ماں باپ ہماری پیدائش کا سبب ہیں، لہذا رب عزوجل کی نعمتوں کا پہلا واسطہ ہمارے ماں باپ ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالی کے بعد ماں باپ کا احسان ہے۔

دوسری وجہ

اللہ کی شانِ کریمی ہے کہ اس کا اپنے بندوں کو پالنا بلا حرص و طمع ہے، ایسے ہی ماں باپ بھی اللہ عزوجل کی عطا سے بغیر لالچ بغیر طمع کے اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔

یہاں کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ آسکتا ہے کہ: ماں باپ کو اپنی اولاد سے یہ امید ہوتی ہے کہ اولاد کمائے گی، کما کر کھلائے گی، اس لئے ماں باپ اپنی اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔

تو مجھے یہ بتائیں کہ کیا ماں باپ کو نہیں پتا کہ کتنی اولاد کماتی اور کتنی کھلاتی ہے؟ ماں باپ کو سب پتا ہے، اچھا: ماں باپ کو کما کر کون سی اولاد کھلاتی ہے؟ وہ نہ، جو اولاد اچھی ہو، ذہن ان کا تیز ہو، تندرست ہو، معذور نہ ہو۔ لیکن جو اولاد معذور ہے، تو کیا ماں باپ معذور بچے کی پرورش نہیں کرتے؟ کیا معذور بچے کو نہیں پالتے؟ کیا گونگے بچوں کو ماں باپ نہیں پالتے؟ کیا ماں باپ لنگڑے لولے بچوں کو نہیں پالتے؟ بلکہ بعض بچے ایسی ایسی بیماری لیکر پیدا ہوتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی ماں باپ کے اوپر ایسا بوجھ بن جاتے ہیں کہ ماں باپ کو اپنے بچے کی جان بچانے کے لئے لاکھوں روپے کے اخرجات اٹھانے پڑتے ہیں۔

کیا آپ نہیں جانتے؟ کتنے بچے ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی مسلسل خون چڑھتا رہتا ہے، اب وہ بچہ اتنا سا ہی تو ہے، آخر ماں باپ اس بچے کو زندہ رکھنے کے لئے، اس کی حیات کی جستجو کے لئے لاکھوں لاکھ روپے خرچ کر دیتے ہیں۔

آج کل تو بچے شوگر کی بیماری لے کے پیدا ہوتے ہیں، آج کل کے بچوں کو پیدائشی بیماریاں لاحق ہو رہی ہیں، پھر کتنے بچے ایسے ہوتے ہیں کہ پیدا ہو گئے، پیدا ہونے کے بعد ان کے علاج ہوئے، مگر جب ماں باپ کے ہاتھ میں وہ بچہ آتا ہے تو معذور آتا ہے ،ڈاکٹر کہتے ہیں یہ بچہ کبھی بول نہیں سکے گا، ڈاکٹر کہتے ہیں یہ کبھی سوچ نہیں سکے گا، اس کی عقل ختم ہو چکی ہے یعنی وہ پاگل ہو چکا ہے۔

تو کیا ماں باپ ایسے بچے کو نہیں پالتے؟ کیا ان کی پرورش نہیں کرتے؟ کون سی طمع ہے، کون سی لالچ ہے، جڑواں بچے چپکے ہوئے بچے پیدا ہوتے ہیں، بظاہر ماں باپ کے لئے یہ کسی کام کے نہیں ہوتے، اگر لالچ و طمع کی بات ہوتی تو ماں باپ ان بچوں کو نہ پالتے، ان کو زندہ رکھنے کے لئے ہزاروں جتن نہ کرتے۔

لیکن ہم معاشرے میں دیکھتے ہیں کہ ماں باپ ایسی اولاد کی زیادہ خدمت کرتے ہیں، ان کی دیکھ بھال زیادہ کرتے ہیں، ان سے محبت و الفت اور ہمدردی کا برتاؤ زیادہ رکھتے ہیں، کہ ان کو ہماری حاجت ہے، بلکہ جب تک ماں باپ زندہ رہتے ہیں تب تک ان کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں، خود بوڑھے ہو گئے ہیں، ان کو خود خدمت کی حاجت ہے مگر قربان جایئے! ماں کی مامتا پر، اور باپ کی شفقت پر، ایسی حالت میں بھی اپنی اولاد کی فکر، یقیناً یہ انہی کا حصہ ہے، لوگ کہتے ہیں: ایک ماں باپ دس دس بچوں کو تو پال لیتے ہیں مگر دس بچے مل کر دو ماں باپ کو نہیں پال پاتے۔ اللہ اکبر!

تو ان معذور بچوں سے ماں باپ کو کون سی امید لگی رہتی ہے؟کون سی لالچ ہوتی ہے؟ مگر ماں باپ ان کو بھی پالتے ہیں، تو پتا چلا کہ جس طرح اللہ رب العزت عزوجل اپنے بندوں کو بغیر لالچ و طمع کے انعامات عطا کرتا ہے یوں ہی ماں باپ بھی اپنے بچوں کی پرورش بلا لالچ اور بلا طمع کرتے ہیں۔

اور ایک وسوسہ یہ بھی آسکتا ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کی پرورش اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں اللہ عزوجل اس کا ثواب عطا فرمائے گا، لہذا ثواب کی امید اور جنت کی لالچ میں اپنے بچوں کو پالتے ہیں۔

لہذا اس وسوسے کا علاج بھی سن لیجئے: کیا کافر اپنے بچوں کو نہیں پالتے؟ وہ بھی تو اپنے بچوں کو پالتے ہیں، جو نہ جنت پر ایمان لائیں نہ دوزخ پر ایمان لائیں، کیسے کفار ہیں پھر بھی بچوں کو پالتے ہیں۔

سنئے! جانور جو مرتے ہی مٹی ہو جاتے ہیں، وہ بھی اپنے بچوں کو پالتے ہیں، تو بات سمجھ میں آئی کہ ماں باپ اپنے بچوں کو بغیر حرص و طمع و لالچ کے پالتے ہیں، اس لئے اللہ عزوجل نے ماں باپ کے حقوق کا بیان اپنے حق کے ساتھ بیان فرمایا۔

تیسری وجہ

اللہ عزوجل انسان کی پیدائش کا حقیقی موئثر ہے اور ماں باپ ظاہر موئثر ہیں۔

چوتھی وجہ

اللہ عزوجل جس طرح اپنے نافرمان بندوں پر انعام فرماتا ہے اور ان پر انعام فرماتے ہوئے ملول نہیں ہوتا، اللہ ان سے اپنی نعمتیں نہیں روکتا، اسی طرح ماں باپ بھی اپنی نافرمان اولاد پر شفقت و خیر خواہی و مہربانی کا دروازہ کبھی بند نہیں کرتے، بلکہ موت کے آغوش میں جانے تک اپنی اولاد کے حق میں مہربانی کا پہلو بچھائے رہتے ہیں۔

پانچویں وجہ

جس طرح کسی بندے کے دو خالق نہیں ہوسکتے، اسی طرح کسی اولاد کے دو ماں باپ نہیں ہوسکتے۔

چھٹی وجہ

ماں باپ کبھی بھی اپنی اولاد کی ترقی میں کمی نہیں کرتے اور کبھی ماں باپ کو اپنی اولاد سے حسد نہیں ہوتا، یہ ماں باپ کی ہی خصوصیت ہے کوئی ایسے والدین نہیں ہیں جن کو اپنی اولاد سے حسد ہو۔

ساتویں وجہ

ماں باپ کی اطاعت سارے مذہب میں ضروری ہے۔

آٹھویں وجہ

جس طرح اللہ عزوجل اپنے بندوں کے نیک اعمال بڑھاتا ہے، اسی طرح ماں باپ بھی اپنے اولاد کے مال کو بڑھاتے ہیں اور انہیں نقصان سے بچاتے ہیں۔

نویں وجہ

رب عزوجل کی اطاعت جس طرح ہر نبی و امتی شاہ و گدا سب پر فرض ہے، اسی طرح ماں باپ کی خدمت بھی ان سب پر فرض ہے۔

دسویں وجہ

اللہ عزوجل کی عبادت ہر وقت لازم، یوں ہی ماں باپ کی خدمت ہر وقت لازم، خواہ ان کی تندرستی ہو، کمزوری ہو یا ان کا بڑھاپا، ہر حال میں ماں باپ کی خدمت کرنی ضروری ہے۔

گیارہویں وجہ

اللہ عزوجل کی عبادت بدنی، مالی جانی ہر طرح سے کی جاتی ہے، اسی طرح ماں باپ کی خدمت بھی ہر طرح سے لازم قرار دی گئی ہے۔

بارہویں وجہ

جس طرح کوئی شخص یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ میں نے اللہ عزوجل کی عبادت کا حق ادا کر دیا، یوں ہی کوئی یہ دعوی بھی نہیں کر سکتا کہ میں نے اپنے ماں باپ کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔

(3)۔۔۔والدین جنت اور دوزخ

پیارے اسلامی بھائیو! ان چند وجوہات سے ماں باپ کی اہمیت اور ان کی قدر و منزلت کا پتا چلا، کہ ماں باپ اللہ عزوجل کی ایک ایسی نعمت ہیں کہ ان کا جو احترام کرے، ان کے ادب کو بجا لائے تو اللہ کی خوشنودی کے ساتھ ساتھ جنت کا حقدار بھی بن سکتا ہے۔ جیسے کہ **سرکارِ مدینہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: ماں باپ تیری دوزخ اور جنَّت ہیں۔ (اِبن ماجہ ج۴ ص۱۸۶ حدیث ۳۶۶۲)

نیز فرمانِ مُصطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے: اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ یعنی جنّت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (مسند الشّھاب ج ۱ ص ۱۰۲ حدیث ۱۱۹)

یعنی ان سے بھلائی کرنا جنّت میں داخلے کا سبب ہے۔ **دعوتِ اسلامی** کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۳۱۲ صَفحات پر مشتمل کتاب، "**بہارِ شریعت**" حصّہ ۱۶ صَفْحَہ ۸۸ پر ہے: والِدہ کے قدم کو بوسہ بھی دے سکتا ہے، حدیث میں ہے: "جس نے اپنی والِدہ کا پاؤں چوما، تو ایسا ہے جیسے جنّت کی چوکھٹ (یعنی دروازے) کو بوسہ دیا۔" (دُرِّمُختار ج۹ ص۶۰۶ دارالمعرفۃ بیروت)

لہٰذا جن خوش نصیبوں کے ماں باپ زندہ ہیں اُن کو چاہیے کہ روزانہ کم از کم ایک بار ان کے ہاتھ پاؤں ضَرور چوما کریں والِدَین کی تعظیم کا بڑا دَرَجہ ہے اور جو ان کی نافرمانی کرتا ہے اس کے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے چنانچہ:

ایک مقام پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سب گناہوں کی سزا اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے تو قِیامت کیلئے اٹھار کھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کی سزا جیتے جی پہنچاتا ہے۔

(اَلْمُستَدرَک لِلْحاکِم ج۵ ص۲۱۶ حدیث ۷۳۴۵ دار المعرفۃ بیروت)

(4)۔۔۔سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام

پیارے اسلامی بھائیو! ذرا غور کیجیۓ کہ جب ماں باپ کا یہ مقام ہے تو جس کے صدقے یہ ساری کائنات وجود میں آئی، جس کے صدقے دنیا سجی، جس کے صدقے ہمیں ماں باپ ملے، اور جس پر ماں باپ کو قربان کرنے والے صحابہ کرام یوں کہیں [یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ پر ہمارے ماں باپ قربان] تو پیارے اسلامی بھائیو! اس ذاتِ پاک کا مرتبہ کس قدر اعلیٰ وارفع ہو گا۔

اعلیٰ حضرت کے بھائی جان، حضرت حسن رضا خان، یوں عرض گزار ہوتے ہیں کہ:

شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا
دل تم پے فدا جانِ حسن تم پے فدا ہو

میرے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا

وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی

جان ہے تو جہان ہے

اللہ کی سر تا پا قدم شان ہے یہ

ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

اللہ تبارک و تعالی ہم سب کو اپنے ماں باپ سے محبت کرنے ،ان کی اطاعت و فرمانبر داری کرنے، اور ان کے لئے لطف و مہربانی کا بازو بچھائے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

الحمد لله اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

(12) تفسیر سورۂ کوثر

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی فضیلت

(1)۔۔۔قرآن کی مختصر سورت مگر جامع

(2)۔۔۔آمد مصطفی ﷺ کا مقصد

(3)۔۔۔رب نے محمد ﷺ کو کیوں بھیجا؟

(4)۔۔۔قوم کے اعتراضات انبیائے کرام کے جوابات

(5)۔۔۔قوم کے اعتراضات رب کے جوابات

(6)۔۔۔اکلوتے بیٹے کے انتقال پر باپ کی کیفیت

(7)۔۔۔الکوثر کا معنیٰ کیا ہے؟

(8)۔۔۔نعمۃ اللہ سے کون سی نعمتیں مراد ہیں؟

(9)۔۔۔محبوب ﷺ کے ذکر کو بلند خود اللہ پاک کرتا ہے

(10)۔۔۔محبوب ﷺ جیسا رب نے کسی کو بنایا ہی نہیں

(11)۔۔۔رب نے محبوب ﷺ کو سب کچھ دے دیا

خطیب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(12) تفسیر سورۂ کوثر

محبوب ﷺ ہم نے تم کو سب کچھ دے دیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (۱) فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ (۲) اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ (۳)

صَدَقَ اللّٰہُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اے عاشقانِ رسول! ہم درودِ پاک پڑھنے کی بے شمار برکتیں، رحمتیں، سعادتیں، مغفرتیں سنتے رہتے ہیں لہذا جہاں درودِ پاک کے پڑھنے والے کو بہت کچھ ملتا ہے وہیں درودِ پاک نہ پڑھنے والے کو دونوں جہان میں نقصان و خسران کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بے برکتی، نحوست اس کا مقدر بنتی ہے آیئے میں آپ کو بتاتا چلوں کہ نبی پاک ﷺ پر درودِ پاک نہ پڑھنا کتنا نقصان کا باعث ہے۔ چنانچہ

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کے مَطْبُوعہ ۳۹ صفحات پر مشتمل رسالے "**بُرے خاتمے کے اَسْباب** " کے صفحہ نمبر ایک پر سبع سنابل کے حوالے سے منقول ہے ، ایک شخص کو انتِقال کے بعد کسی نے خَواب میں سر پر مجوسیوں (یعنی آتَش پرستوں) کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا تو اِس کا سبب پوچھا، اُس نے جواب دیا: جب کبھی **محمدِ مصطفٰی** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلَّمْ کا نامِ مبارَک آتا میں **دُرُود شریف** نہ پڑھتا تھا اِس گُناہ کی نُحُوست سے مجھ سے مَعْرِفت اور اِیمان سَلب کر لیے گئے یعنی چھین لیے گئے ہیں۔(سبع سنابل، ص ۳۵)

اے عاشقانِ رسول! ہمیں بھی اللہ پاک کی بے نِیازی اور اس کی **خُفْیہ تَدْبِیر** سے ڈرتے رہنا چاہیے اور نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر **دُرُود شریف** پڑھنے میں غَفْلَت نہیں کرنی چاہیے۔آج سے پہلے ہو سکتا ہے بارہا ایسا ہوا ہو کہ ہم نے نامِ اقدس سن کر یا بول کر **دُرُود شریف** نہ پڑھا ہو۔چونکہ یہ رِعایت مَوجُود ہے کہ اگر اس وَقت نہ پڑھے تو بعد میں بھی پڑھ سکتا ہے لہٰذا اب پڑھ لے اور آئندہ کوشش کرکے اُسی وَقت پڑھ لیا کرے ورنہ بعد میں پڑھ لے۔

دُرودِ پاک پڑھنے کا شَرْعی حُکْم

صَدْرُالشَّرِیعہ،بَدْرُ الطَّرِیقہ حضرتِ علّامہ مولانا مُفْتی محمد اَمجد علی اَعْظمی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں : "عُمر میں ایک مرتبہ **دُرُود شریف** پڑھنا فرض ہے اور ہر جلسۂ ذِکر میں **دُرُود شریف** پڑھنا واجِب خواہ خُود نامِ اَقْدس لے یا دوسرے سے سُنے۔اگر ایک مَجْلس میں سو بار ذِکر آئے تو ہر بار **دُرُود شریف** پڑھنا چاہیۓ۔اگر نامِ اقدس لیا یا سُنا اور **دُرُود شریف** اُس وَقت نہ پڑھا تو کسی دوسرے وَقت میں اس کے بدلے کا پڑھ

لے۔" (بہارِ شریعت،۱/۵۳۳)

ہر دَم مِری زباں پہ دُرُود و سلام ہو
میری فُضُول گوئی کی عادَت نِکال دو

اے عاشقانِ اہلبیت! حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر **دُرُود و سلام** پڑھنے کے جہاں بے شُمار فَضائِل وبَرَکات ہیں، وہیں نامِ اَقدس سُن کر سُستی و غَفلَت کے باعث **دُرُود شریف** نہ پڑھنا نہ صِرف عظیم سَعادَت سے مَحرومی کا باعث ہے بلکہ ہَلاکت وبربادی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔چُنانچہ

رَحمتِ الٰہی سے دُور

حضرتِ سَیِّدُنا کَعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ ایک مرتبہ خاتَمُ الْمُرسَلین، رَحمَۃٌ لِّلْعٰلمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "مِنبر کے قریب آجاؤ۔" ہم **مِنبر شریف** کے قریب حاضِر ہوگئے، جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہلے زِینے پر قَدَمِ مُبارک رکھا تو اِرشاد فرمایا: "آمین۔" جب دوسرے زِینے پر قَدَمِ مُبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: "آمین۔" اور جب تیسرے زِینے پر قَدَمِ مُبارک رکھا تو بھی ارشاد فرمایا: "آمین۔" پھر جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **مِنبر شریف** سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: "یا رسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سُنی ہے جو پہلے کبھی نہ سُنی تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جبریلِ امین عَلَیہِ السَّلام میرے پاس حاضِر ہوئے اور عرض کی: جس نے رَمَضان کا مہینہ پایا اور اس کی مَغفِرت نہ ہوئی وہ (اللہ کی رَحمت سے) دُور

ہو۔تو میں نے کہا:آمین۔ فَلَمَّا رَقَّيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بُعْداً لِّمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، قُلْتُ آمِيْن،یعنی جب میں نے دوسرے زِینے پر قَدم رکھا تو جبریلِ امین علیہ السَّلام نے عرض کی: ”جس کے سامنے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذِکر ہوا اور اس نے آپ پر دُرُود نہ پڑھا وہ بھی (اللہ کی رَحمت سے) دُور ہو۔تو میں نے کہا: ”آمین۔ پھر جب میں نے تیسرے زِینے پر قَدم رکھا تو جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا پھر اُنہوں نے اسے جنَّت میں داخل نہ کیا تو وہ بھی (اللہ کی رَحمت سے) دُور ہو۔تو میں نے کہا: ”آمین۔

(مستدرک،کتاب البر والصلۃ،باب لعن اللہ العاق لوالدیہ...الخ،۵/ ۲۱۲،حدیث:۷۳۳۸)

مُفسّرِ شہیر حکیم الاُمّت حضرت مُفتی احمد یار خان نعیمی (عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللہ القوی)اس حدیثِ پاک کے تحت ارشاد فرماتے ہیں :یعنی ایسا مُسلمان ذلیل وخوار ہو جائے جو میرا نام سُن کر دُرُود نہ پڑھے۔عربی میں اس بَددُعا سے مُراد اِظہارِ ناراضی ہوتا ہے حقیقتاً بَددُعا مراد نہیں ہوتی،مطلب یہ ہے کہ جو بِلا محنت دس رَحمتیں دس دَرَجے دس مُعافیاں حاصل نہ کرے بڑا بے وقُوف ہے۔“(مراٰۃ،۲/ ۱۰۲)

اللہ اکبر! اے عاشقانِ رسول!سنا آپ نے کہ درودِ پاک نہ پڑھنے والا کتنا بڑا بے وقوف ہے کہ بلا محنت ملنے والے ثواب کو ضائع کر کے نقصان و خسران کا حقدار ہوتا ہے۔ آیئے اب میں آپ کو چند ایسی احادیث سناتا ہوں جن میں درودِ پاک نہ پڑھنے کے نقصانات بیان کیے گیے ہیں چنانچہ:اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

{۱} جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ کے ذِکر اور نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) پر دُرُود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبودار مردار سے اُٹھے۔

(شُعَبُ الْاِیمان ج۲ ص۲۱۵ حدیث ۱۵۷۰)

{۲} جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا اُس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔ (مُعْجَم کبیر ج۳ ص۱۲۸ حدیث ۲۸۸۷)

{۳} اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرودِ پاک نہ پڑھے۔ (تِرمِذی ج۵ ص۳۲۰ حدیث ۳۵۵۶)

{٤} جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔ (مُسندِ امام احمد بن حنبل ج۱ ص۴۲۹ حدیث ۱۷۳۶)

{۵} جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے، اللہ کا ذِکر اور نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) پر دُرُود شریف نہ پڑھے وہ قِیامت کے دِن جب اُس کی جزا دیکھیں گے تو اُن پر حسرت طاری ہو گی، اگرچہ جنت میں داخل ہو جائیں۔ (ایضاً ج۳ ص۴۸۹ حدیث ۹۹۷۲)

{٦} جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔ (مُصَنَّفعَبد الرَّزّاق ج۲ ص۱۴۲ حدیث ۳۱۲۶)

{۷} جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔ (عَمَلُ الْیَوم وَاللَّیلَۃِلابن السُّنِّیس ۳۳۶ حدیث ۳۸۱)

{۸} جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اُس میں نہ اللہ کا ذِکر کرتے ہیں اور نہ ہی اُس کے نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) پر دُرُود پاک پڑھتے ہیں قیامت کے دن

وہ مجلس اِن کے لیے باعث حسرت ہوگی۔اللہ چاہے تو اِن کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔(ترمذی ج۵ ص۲۴۷ حدیث ۳۳۹۱)

ہم اہلِ فرش نہ کیوں کر پڑھیں درود ان پر
فرشتے عرش سے آ کر درود پڑھتے ہیں

درود بھیجتا ہے ان پہ خود خدا ان کا
فرشتے اور پیمبر درود پڑھتے ہیں

جو پڑھ رہے ہیں پرندے تو اس میں حیرت کیا
نوید ان پہ تو کنکر درود پڑھتے ہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ رسول! آج کے بیان میں ہم ان شاء اللہ الکریم سورۂ کوثر کی تفسیر کے عنوان پر کچھ اہم چیزیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔قرآن کی مختصر سورت مگر جامع

(2)۔۔۔آمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مقصد

(3)۔۔۔رب نے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کیوں بھیجا؟

(4)۔۔۔قوم کے اعتراضات انبیائے کرام کے جوابات

(5)۔۔۔قوم کے اعتراضات رب کے جوابات

(6)۔۔۔ اکلوتے بیٹے کے انتقال پر باپ کی کیفیت

(7)۔۔۔ الکوثر کا معنی کیا ہے؟

(8)۔۔۔ نعمۃ اللہ سے کون سی نعمتیں مراد ہیں؟

(9)۔۔۔ محبوب ﷺ کے ذکر کو بلند خود اللہ پاک کرتا ہے

(10)۔۔۔ محبوب ﷺ جیسا رب نے کسی کو بنایا ہی نہیں

(11)۔۔۔ رب نے محبوب ﷺ کو سب کچھ دے دیا

اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ؕ﴿۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

(1)۔۔۔قرآن کی مختصر سورت مگر جامع

قرآن پاک کے دامن میں اللہ پاک نے سورۂ کوثر بھی رکھا ہے، اور یہ قرآن پاک کی مختصر صورتوں میں سے ایک ہے، لیکن بہت جامع ہے، اور آج میں آپ کے سامنے اس کوثر کی تفسیر پر کچھ بنیادی باتوں کو بیان کروں گا، چونکہ میلاد کا موقع ہے۔

آمد مصطفی ﷺ کے بیان کے ساتھ مقصد آمد کا بیان

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالی نے جہاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد کو بیان کیا ہے وہاں ان کی آمد کا مقصد بھی بیان کیا ہے، جشن منانا، نعرے لگانا، چراغاں کرنا، جلوس میں جانا، جھنڈے لگانا، محفلیں کرنا، یہ سب اظہار محبت کی چیزیں تو ہیں، مگر اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے حق محبت ادا کر دیا ہے، یہ اظہار محبت تو ہے مگر محبت کا حق نہیں ہے، کہ ہم یہ کہیں کہ ہم پورا سال اب فری ہو گئے کیوں؟ کیونکہ ہم نے محفل کر لی ہے۔

اس محفل کے انعقاد کے بعد ہمیں اپنے اندر پورے سال جو عشق رسول ﷺ کے کام اور جو مقصد میلاد اور مقصد عشق رسول ہے اس کو اجاگر کرنا ہو گا۔

(2)۔۔۔آمد مصطفی ﷺ کا مقصد یہ ہے

اللہ پاک کے نبی حضرت ابراہیم نے جو دعا مانگی تھی اس میں اس رسول کی آمد کے مقصد کو بھی بیان کیا تھا: چنانچہ دعائے ابراہیمی کے کلمات کو قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے:

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۠ (۱۲۹) (پ۱، البقرہ ۱۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

اور پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۶۴ میں ارشاد ہوا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۱۶۴)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اور اللہ پاک نے پارہ ۲۸ سورۂ جمعہ کی آیت نمبر ۲ میں جہاں آمدِ رسول ﷺ کو بیان کیا، اس میں مقصدِ میلاد کو بھی بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری کس لیے ہوئی ہے؟ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۲)

ترجمۂ کنز الایمان: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کُھلی گمراہی میں تھے۔

تمہیں حقائق و معارف سیکھائیں

اب آپ دیکھیں کہ ان تینوں مقامات میں آمدِ مصطفیٰ ﷺ کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مقصدِ آمدِ مصطفیٰ ﷺ کو بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نبی کو کیوں بھیجا گیا

؟ تاکہ یہ تمہیں اللہ عزوجل کی کتاب قرآن پاک کی تعلیم دیں اوراس کے حقائق و معانی سکھائیں۔

تمہیں ستھرا کریں

اور اس لئے رسول کو بھیجا تاکہ وہ تمہیں ستھرا کریں، اور ستھرا کرنے کے یہ معنی ہیں کہ لوح نفوس وارواح کو کدورات سے پاک کرکے حجاب اٹھائیں اور آئینہ استعداد کی جلا فرما کر انہیں اس قابل کردیں کہ ان میں حقائق کی جلوہ گری ہوسکے۔

(3)۔۔۔رب نے محمد ﷺ کو کیوں بھیجا؟

اور آج کے دور میں اس طرح کے سوالات کئے بھی جاتے ہیں، کہ رب نے محمد ﷺ کو کیوں بھیجا؟ کیا ضرورت تھی؟ کن مقاصد کے لئے بھیجا ؟ اور ان سوالات کے جوابات ایک مسلمان کو معلوم ہونے چاہئے، پتہ ہونے چاہئے، تبھی تو وہ محمد عربی ﷺ کی سنتوں پر عمل کرے گا، اپنے نبی ﷺ کو اپنا آئڈیل بنائے گا، اور رب نے ان کو بنایا ہی ایسا ہے کہ ان کی فرمانبرداری کی جائے، اللہ نے ان کی صورت، ان کی سیرت، ان کا اخلاق، ان کا کردار، ہر چیز بے مثل و بے مثال بنائی ہے۔

کیا ہم نے سورۂ کوثر پر کبھی غور کیا؟

کیا ہم نے سورۂ کوثر پر کبھی غور کیا؟ کہ اس میں کیا بیان کیا گیا ہے؟ سنئے: اللہ پاک نے سورۂ کوثر میں حضور علیہ سلام کی تعریف بیان فرمائی ہے، حضور ﷺ کے دشمن کا رد بھی بیان کیا ہے، کافروں نے حضور علیہ سلام کے بیٹے کے انتقال پر معاذ اللہ! ابتر کہا تھا۔

(4)۔۔۔قوم کا اعتراض انبیائے کرام کا جواب

اور یہ بھی حضور علیہ سلام کی عظمت کے باب میں سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے، شفاء شریف میں بھی لکھا ہے، سیرت رسول عربی کے صفحہ نمبر ۵۸۰ میں بھی لکھا ہے، نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ وصف ہے کہ حضور ﷺ کے دشمن کو خود اللہ عزوجل جواب دیتا ہے، حالانکہ عادتِ باری تعالی یہ تھی کہ اگر پہلے کی قومیں اپنے نبی پر اعتراض کرتی تھیں، تو رب تعالی پیغمبر سے جواب دلواتا تھا، رب خود جواب نہیں دیتا تھا چنانچہ:

قوم کا اعتراض حضرت نوح کا جواب

(ا)۔۔۔قومِ نوح نے جب حضرتِ نوح علیہ السلام سے کہا:

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۶۰)

ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔(پ۸، الاعراف:۶۰)

ان کی نفی خود حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام نے کی، اور فرمایا:

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۶۱)(پ۸، الاعراف:۶۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو رب العالمین کا رسول ہوں۔

قوم کا اعتراض حضرت ہود کا جواب

(۲)۔۔۔ قوم ہود نے ہود عَلَیْہِ السَّلام سے کہا:

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ (۶۶) (پ۸، الاعراف:۶۶)

ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور بیشک ہم تمہیں جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں۔

اس پر ہود عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا:

یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۶۷) (پ۸، الاعراف:۶۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اے میری قوم مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ میں تو پروردگار عالم کا رسول ہوں۔

فرعون کا اعتراض حضرت موسیٰ کا جواب

(۳)۔۔۔ فرعون نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام سے کہا تھا:

اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا (۱۰۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے موسیٰ میرے خیال میں تو تم پر جادو ہوا۔ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۱۰۱)

اس پر حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا:

وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا (۱۰۲) (پ۱۵، بنی اسرائیل:۱۰۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔

قوم کا اعتراض حضرت شعیب کا جواب

(۴)۔۔۔قوم شعیب نے شعیب عَلَیْہِ السَّلام سے کہا:

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْنَا ضَعِیْفًا ۚ وَ لَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْنَا بِعَزِیْزٍ (۹۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا تو ہم نے تمہیں پتھراؤ کر دیا ہوتا اور کچھ ہماری نگاہ میں تمہیں عزت نہیں۔(پ۱۲،ہود:۹۱)

حضرت شعیب عَلَیْہِ السَّلام اس کا جواب یوں دیتے ہیں:

یٰقَوْمِ اَرَهْطِیْۤ اَعَزُّ عَلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِیًّا ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ (۹۲)(پ۱۲،ہود:۹۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اے میری قوم کیا تم پر میرے کنبہ کا دباؤ اللّٰہ سے زیادہ ہے اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا بیشک جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے بس میں ہے۔

قوم کا اعتراض حضرت عیسیٰ کا جواب

(۵)۔۔۔قوم نے حضرتِ مریم سے کہا:

یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا (۲۸)(پ۱۶مریم۲۸)

اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار۔

حضرت مریم کا قوم کو جواب:

فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا (۲۹)(پ۱۶مریم۲۹)

اس پر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے۔

اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب:

قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ ۟ؕ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ﴿ۙ۳۰﴾ (پ۱۶ مریم ۳۰)

بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔

وَّ جَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ ۪ وَ اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّا ﴿۪ۖ۳۱﴾ (پ۱۶ مریم ۳۱)

اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں۔

وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیۡ ۫ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ (پ۱۶ مریم ۳۲)

اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا۔

وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَ یَوۡمَ اَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾ (پ۱۶ مریم ۳۳)

اور سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

(5)۔۔۔قوم کا اعتراض رب کا جواب

تو آپ نے دیکھا ! کہ قوم کا اعتراض حضرت شعیب کا جواب۔ قوم کا اعتراض حضرت موسی کا جواب۔ قوم کا اعتراض حضرت عیسی کا جواب۔ قرآن نے دونوں کو بیان کیا۔

یہ انداز تھا دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق، مگر جب باری آتی ہے سید الانبیاء کی، سید المرسلین کی، سراج السالکین کی، شفیع المذنبین کی، رحمۃ للعالمین کی، تو انداز بدل گیا، کفار نے ہمارے آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت جو طعن و تنقیص کی، اللہ سبحانہ و تعالی نے بذات خود اس کی تردید فرمادی جس سے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شان محبوبیت عیاں ہوتی ہے۔ چنانچہ:

پہلا اعتراض: تم رسول نہیں

ایک موقع پر کافروں نے کہا: "لَسۡتَ مُرۡسَلًا" ترجمۂ کنز الایمان: تم رسول نہیں ۔(پ۱۳، الرعد: ۴۳) اے محمد ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تم رسول نہیں ہو، حضور علیہ سلام کی رسالت کا انکار کیا۔

رب تعالی کی جانب سے جواب

تو اللہ نے فرمایا: یٰسٓ ۚ﴿۱﴾ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۙ﴿۳﴾ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ؕ﴿۴﴾ مجھے حکمت والے قرآن کی قسم! بے شک ضرور تو رسولوں میں سے ہے، سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔

رب قسموں کا محتاج نہیں ہے لیکن آج بات آئی ہے محبوب ﷺ کی، انگلی اٹھی ہے محبوب ﷺ پر، دل دکھایا گیا ہے محبوب ﷺ کا، جھٹلایا گیا ہے محبوب ﷺ کو، تو رب نے بھی اپنے محبوب ﷺ کی دل جوئی کے لئے، طعنے کی وجہ سے جو محبوب ﷺ کو رنج ہوا تھا، اس رنج کو غلط کرنے کے لئے، محبوب ﷺ کو ڈھارس دینے کے لئے، کفار کو ضربِ شدید لگانے کے لئے رب نرم گوشہ تھوڑے ہی اختیار فرمائے گا، بلکہ بڑی شد و مد کے ساتھ اور قسم کے ساتھ فرماتا ہے: پیارے مجھے قسم ہے اس قرآن کی! جو لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ کی صفت سے متصف ہے، محبوب! ﷺ تم ضرور رسولوں میں سے ہو۔

یہ شان ہے میرے مصطفی ﷺ کی

یہ شان ہے میرے اور آپ کے نبی، آخری نبی، مکی مدنی ﷺ کی، کہ اعتراض کفار کریں جواب ربِّ کائنات دے، میرے امام لکھتے ہیں:

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزّت کا
نظر آتا ہے اِس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
یہی ہے اصل عالم مادّہ ایجادِ خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

دوسرا اعتراض: تم مجنون ہو

ایک مرتبہ کفار مکہ نے محبوب ﷺ کو مجنون کہا، اور ان کا یہ قول تمسخر اور استہزاء کے طور پر تھا چنانچہ قرآن بیان کرتا ہے کہ ان بد بختوں نے کہا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِىۡ نُزِّلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ اِنَّكَ لَمَجۡنُوۡنٌ ؕ‏ ﴿۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے وہ جن پر قرآن اترا بیشک تم مجنون ہو۔(پ۱۴، الحجر:۶)

رب تعالی کی جانب سے جواب

رب تعالی نے محبوب ﷺ کی جانب سے ان بدبختوں کو اس اعتراض پر قرآن کی آیات نازل فرمادیا:

نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا يَسۡطُرُوۡنَۙ‏ ﴿۱﴾ مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ‌ۚ‏ ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجۡرًا غَيۡرَ مَمۡنُوۡنٍ‌ۚ‏ ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ‏ ﴿۴﴾ (پ۲۹، القلم:۲)

نون اور قلم اور اس کے لکھے کی قسم! ذرا غور کرو رب کے کلام کے لفظوں میں، اللہ نے فرمایا: مجھے قلم کی بھی قسم ہے، اور قلم نے جو کچھ لکھا اس کی بھی قسم ہے، تم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہو، مجھے قسم ہے قلم اور اس کے لکھے ہوئے کی، تم پر تو اللہ کا فضل ہے، تم مجنون نہیں ہو، بلکہ تمہارے لیے بے حد و بے حساب اجر ہے، اور بے شک تمہارا اخلاق بڑا اعلی ہے۔

رب تعالی نے محبوب ﷺ کی صفات عالیہ بیان کی

پیارے اسلامی بھائیو! یہاں پر ذرا غور کرو! کفار نے محبوب ﷺ کو مجنون کہا، اور مجنون کے اندر عقل نہیں ہوتی اس کے اندر کوئی فضیلت والی بات، کمال والے اوصاف نہیں ہوتے، اس کا ہر کام بے ترتیب و بے ڈھنگ ہوتا ہے، اس کے اندر کوئی حکمت و دانائی نہیں ہوتی، رب نے محبوب ﷺ کی ذات سے جنون کی نفی " مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ

بِمَجۡنُوۡنٍ" سے کر کے، محبوب ﷺ کی صفاتِ عالیہ بھی بیان فرمائی، اور فرمایا: " اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ "محبوب ﷺ تیرے رب کا لطف و کرم تیرے شاملِ حال ہے، اس نے تم پر انعام و احسان فرمائے، نبوّت اور حکمت عطا کی، فصاحتِ تامّہ، عقلِ کامل، پاکیزہ خصائل، پسندیدہ اخلاق عطا کئے مخلوق کے لئے جس قدر کمالات امکان میں ہیں سب علٰی وجہِ الکمال عطا فرمائے، ہر عیب سے ذاتِ عالی صفات کو پاک رکھا۔

اللہ اکبر! محبوب ﷺ کا اخلاق کیسا؟ ایسا کہ کافروں بد بختوں کی گالیوں کے جواب میں مسکرا کے گزر جانا یہ تیری ہی ادا ہے، یہ تیری ہی شان ہے:

کہ آئے بیمار تو ہر دکھ کی دوا دیتے ہیں
گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں
دشمن آجائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں

تیسرا اعتراض: تم کو تمہارے رب نے چھوڑ دیا

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز وحی نہ آئی تو کفّار نے بطریقِ طعن کہا کہ محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور تمہارے رب نے تمہیں مکروہ جان کر چھوڑ دیا ہے، تم اس کو اچھے نہیں لگے اس لیے چھوڑ دیا، تم ہمارے معبودوں کو برا کہتے تھے اس لیے اس نے تمہیں چھوڑ دیا۔

رب تعالی کی جانب سے جواب

جب یہ اعتراض ہوا تو رب تعالی کی جانب سے جواب آیا:

وَ الضُّحٰىۙ(۱) وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰىۙ(۲) مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰىؕ(۳)

ترجمہ کنزالایمان: چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔(پ۳۰،الضحی:۱۔۳)

اللہ تعالی نے قسم کے ساتھ فرمایا: ” وَ الضُّحٰى “پیارے تمہارے رخ روشن کی قسم ” وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰى “تمہاری زلفوں کی قسم!” مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى “نہیں چھوڑا تمہارے رب نے اور نہ ہی مکروہ جانا، ان آیات میں کفار کی تردید فرمائی اور ساتھ میں محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعریف و توصیف بھی بیان فرمائی ” وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى “پیارے تمہاری تو ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے،” وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى “اور عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا عطا کرے گا کہ پیارے حبیب تم راضی ہو جاؤ گے، اللہ اکبر! پوری نعت مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیان فرمادیا۔

چوتھا اعتراض: تمہارا ہاتھ ٹوٹ جائے

ایک موقع پر ابولہب نے کہا کہ اے محمد! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمہارا ہاتھ ٹوٹے۔

رب تعالی کی جانب سے جواب

اس کے جواب میں اللہ نے فرمایا:

تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّؕ(۱)

ترجمہ کنزالایمان: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔

اے ابو لہب میرے حبیب ﷺ کے ایک ہاتھ کی بات کرتا ہے، تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں، "وَّ تَبَّ" اور ٹوٹ بھی گئے۔ اللہ اکبر!

تم سمجھتے کیا ہو اپنے آپ کو؟ میرے محبوب ﷺ پر چلے انگلی اٹھانے، میرا محبوب ﷺ خاموش ہے، تو یہ نہ سمجھو کہ وہ اکیلے ہیں، بلکہ ان کے لئے تو میری ساری خدائی ہے۔

پانچواں اعتراض: تم شاعر ہو

کفار سے جب ایمان لانے کی بات کی گئی تو انہوں نے کہا کہ: کیا ہم ایک دیوانے شاعر کے کہنے سے اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں:

اَىِٕنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے۔ (پ۲۳، الصّٰفّٰت:۳۶)

رب تعالی کی جانب سے جواب

کفار نے اس بار محبوب ﷺ کو دیوانہ شاعر کہا تو رب تعالی کی جانب سے جواب آیا:

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ (۳۷) (پ۲۳، الصّٰفّٰت:۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق فرمائی۔

وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے۔ (پ۲۳، یٰس:۶۹)

چھٹا اعتراض: تم ابتر ہو

ایک روز حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد حرام سے نکل رہے تھے کہ باب بنی سہم میں عاص بن وائل سہمی آپ سے ملا اور کلام کیا۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوا تو اَشقیائے قریش نے پوچھا کہ تم کس سے باتیں کر رہے تھے عاص بولا کہ ابتر (بے نسل) سے، حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صاحبزادے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بطن مبارک سے تھے انتقال کر چکے تھے اس لئے عاص بن وائل نے حضور کو یہ طعنہ دیا کہ محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نسل کٹ گئی، منقطع ہو گئی، اب ان کا ذکر مٹ جائے گا۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب اول، ذکر اولاد کرام انحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ج۲، ص۵۱۵)

رب تعالی کی جانب سے جواب

رب تعالی کی جانب سے جواب آیا:

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ(۱) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْؕ(۲) اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۠(۳)

(6)۔۔۔اکلوتے بیٹے کے انتقال پر باپ کی کیفیت

پیارے اور محترم اسلامی بھائیو! ذرا آپ اندازہ لگایئے! کہ ایک تو بیٹے کی وفات کا غم ابھی پرانا ہوا نہیں، اور اوپر سے ابتر کا طعنہ، اس باپ سے پوچھو! جس کی اکلوتی اولاد کا انتقال ہو جائے، ایسے عالم میں اس پر کیا بیت رہی ہوتی ہے، بھوک و پیاس سب ختم ہو چکی

ہوتی ہے، ایسا لگتا ہے جیسے دنیا اپنی تمام تر زیب و زیبائش کے باوجود ویران ہو گئی ہے، اپنی تمام وسعتوں کے باوجود تنگ ہے، اور اس باپ کو ایسا کیوں لگتا ہے؟ اس لئے کہ اس کے دل کے چمن کی اکلوتی کلی مرجھا گئی ہے، تو ابھی بیٹے کی جدائی کا غم ختم بھی نہ ہوا تھا کہ بد بخت عاص بن وائل نے جب حضور ﷺ کو ابتر کہا ہو گا، تو کیا حضور کو تکلیف نہ ہوئی ہو گی؟ دل نہ دکھا ہو گا، کہ بد بخت مجھے ابتر کہہ رہا ہے، مجھے دم بریدہ کہہ رہا ہے، جس کے لئے زمین کا بچھونا بچھایا گیا، آسمان کا شامیانہ تانا گیا، جس کے دم قدم سے دنیا کی باغ و بہار ہے۔

ہے اُنھیں کے دم قدم کی باغِ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالَم نہیں

پہلے محبوب ﷺ کی دل جوئی پھر دشمن کو جواب

اس کو کہہ رہا ہے کہ تمہاری نسل ختم ہو گئی، تکلیف تو قلبِ اطہر و اقدس میں ہوئی ہو گی، مگر محبوب ﷺ تو سید الصابرین ہیں، مگر ان کا رب تو احکم الحاکمین ہے وہ جواب دے گا۔

اور رب نے بھی براہِ راست اس دشمن کو جواب نہ دیا، بلکہ پہلے محبوب ﷺ کی دل جوئی فرمائی، محبوب کی تعریف و توصیف بیان فرمائی، اپنی عطاؤں کا تذکرہ کیا، تاکہ جو قلبِ اطہر پر رنج و دکھ کا اثر ہے پہلے وہ جاتا رہے، اسی لئے فرمایا: اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾ اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں، پھر فرمایا: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ

الْاَبْتَرُ﴿۳﴾ بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ابتر ہے۔

ہر خیر سے محروم تیرا دشمن

میں قربان اعلی حضرت کے عشقِ رسول پر، آپ نے ابتر کا معنی وہ نہ کیا جس معنی کا قصد عاص بن وائل نے کیا تھا، یعنی منقطع النسل، بلکہ اعلی حضرت نے ابتر کا ترجمہ کیا ''بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے'' یعنی اعلی حضرت نے اس کو کہیں کا چھوڑا ہی نہیں، ہر خیر سے محروم قرار دیا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عاص بن وائل کا نام مٹ گیا مگر حضور انور ﷺ کا نام قیامت تک روشن ہے اور رہے گا اور آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی ذریت قیامت تک رہے گی۔

(7)۔۔۔الکوثر کا معنی کیا ہے؟

تو رب کائنات نے فرمایا: اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴿۱﴾ اے محبوب ہم نے آپ کو کوثر کا مالک بنایا، اور آپ لفظ کوثر کی تشریح تفسیر کی کتابوں میں دیکھیں کہ لفظِ کوثر کا معنی کیا ہے؟

حضرت عبداللہ ابن عباس کی تفسیر ، تفسیر ابنِ عباس ، تفسیر خازن، تفسیر مدارک، تفسیر بیضاوی ، تفسیر مظہری، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان ، تفسیر صراط الجنان، تفسیر خزائن العرفان، تفسیر نور العرفان، ساری تفاسیر میں لفظِ کوثر کے مختلف معانی آپ کو ملیں گئے، کسی نے پانچ معانی بیان کئے، کسی نے دس، کسی نے پندرہ، تو کسی نے بیس،

مگر حد کر دی امام رازی نے کہ انہوں نے اپنی تفسیر ''تفسیر کبیر''میں الکوثر کے چالیس معانی بیان کئے ہیں، اور لکھا:

کوثر سے مراد (۱)۔۔۔ نور قلب مصطفی ﷺ ہے،(۲)۔۔۔ کوثر سے مراد اولاد رسول ﷺ ہے،(۳)۔۔۔ کوثر سے مراد امت کی کثرت بھی ہے،(۴)۔۔۔ کوثر سے مراد جنت بھی ہے،(۵)۔۔۔ کوثر سے مراد مقام محمود بھی ہے،(۶)۔۔۔ کوثر سے مراد حوض کوثر بھی ہے، (۷)۔۔۔ کوثر سے مراد شفاعت بھی ہے، (۸)۔۔۔ کوثر سے مراد معجزات بھی ہیں،(۹)۔۔۔ کوثر سے مراد کتاب بھی ہے،(۱۰)۔۔۔ کوثر سے مراد علم بھی ہے،(۱۱)۔۔۔ کوثر سے مراد مصطفی علیہ الصلاۃ والسلام کی فتوحات بھی ہیں۔

صاحب خزائن العرفان کا قول

اور تفسیر خزائن العرفان کے اندر اس لفظ کوثر کے بارے میں صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے لکھا:

(۱۲)۔۔۔ کہ کوثر کا معنی یہ ہے کہ محبوب ﷺ ہم نے آپ کو فضائلِ کثیرہ عنایت کرکے تمام خَلق پر افضل کیا، حسنِ ظاہر بھی دیا، حسنِ باطن بھی، نسبِ عالی بھی، نبوّت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوضِ کوثر بھی، مقامِ محمود بھی، کثرتِ امّت بھی، اعدائے دِین پر غلبہ بھی، کثرتِ فتوحات بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔ محبوب ﷺ یہ عاص بن وائل تجھے ابتر کہہ رہاہے، یہ جانتا نہیں کہ تیری شان کیا:

فرش والے تِری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خُسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھَریرا تیرا
آسماں خوان زمیں خوان زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

ایسی فضیلتیں عطا کی جن کی حد ہی نہیں

"اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ" "پیارے اتنی نعمتیں اور فضیلتیں ہم نے عطا کی ہیں کہ جن کی حد ہی کوئی نہیں، جس کی انتہاء ہی کوئی نہیں، اللہ نے تمہیں ایسی پیاری نعمتوں کا مالک بنادیا ہے کہ

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرم راز ہے رُوحِ امیں
تُو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا تِرا مِثل نہیں ہے خدا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کِسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

جہاں گنتیاں ختم ہو جائیں، جہاں انسان کے شمار کا اندازہ ختم ہو جائے، اس سے بھی ماورا نعمتیں عطا کی ہیں اور رب فرماتا ہے: "وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا" "تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو اللہ کی نعمتوں کو گن نہیں سکتے۔ (پ۱۳ ابراہیم ۳۴)

(8)۔۔۔نِعْمَۃُ اللّٰہِ سے کون سی نعمتیں مراد ہیں؟

قاضی عیاز مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت لکھا ہے: کہ یہ کون سی نعمتیں ہیں جن کا اللہ نے ذکر کیا، کہ تم شمار نہیں کر سکتے؟ پھر خود ہی فرماتے ہیں: ''نِعْمَتَ اللّٰہِ'' سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو رب نے کوثر کی صورت میں اپنے محبوب کو عطا فرمائی ہیں۔ اللہ اکبر! امام اہلِ سنت کی سنوئ:

تیرے تو وَصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہُوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ اُن کے ثناخواں کی خامُشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالِق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

ابتر تو نہیں بلکہ تیرا دشمن

تو عاص بن وائل نے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ابتر کہا، اللہ نے فرمایا: '' اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ'' محبوب! ابتر تم نہیں ہو، تمہارا دشمن ابتر ہے، جڑ کٹا تیرا دشمن، منقطع النسل تیرا دشمن، چرچا مٹے گا تیرے دشمن کا، ذکر مٹے گا تیرے دشمن کا، نام ختم ہو گا تیرے دشمن کا، نسل ختم ہو گی تیرے دشمن کی، پیارے تیرا نام مٹنے کے لیے نہیں بنایا، تیرا ذکر ختم ہونے کے لیے نہیں بنایا، یہ دنیاداری میں ہوتا ہو گا کہ بیٹے نہ رہیں تو نسل ختم ہو جاتی ہے،

اور وہ کفار سمجھتے تھے، بیٹا نہیں رہا اولاد نہیں رہی، تو نسل نہیں چلے گی، لیکن رب نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اولاد بیٹی سے چلا کے دنیا بھر میں سیدوں کا فیضان جاری فرما دیا۔

(9)۔۔۔محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند خود اللہ کرتا ہے

یہ دنیاداری میں ہوتا ہو گا کہ کسی کا چرچا اس کے باپ کی وجہ سے، کسی کا چرچا اس کے بیٹے کی وجہ سے، کسی کا چرچا اس کا پیر کرے، کسی کا چرچا مرید کرے، کسی کا چرچا اس کے استاد کی وجہ سے، کسی کا چرچا اس کے شاگرد کی وجہ سے، کسی کا چرچا اس کا لیڈر کرے، کسی کا چرچا اس کا نوکر کرے، کسی کا چرچا اس کا ملازم کرے، کسی کا چرچا اس کا وزیر و مشیر کرے۔

لیکن رب کائنات نے اپنے حبیب کے ذکر کو نہ استادوں کا محتاج رکھا، نہ شاگردوں کا محتاج رکھا، نہ پیروں کا محتاج رکھا، نہ مریدوں کا محتاج رکھا، نہ عالموں کا محتاج رکھا، نہ واعظوں کا محتاج رکھا، نہ ادیبوں کا محتاج رکھا، نہ خطیبوں کا محتاج رکھا، نہ شاعروں کا محتاج رکھا، نہ وزیروں کا محتاج رکھا، نہ امیروں کا محتاج رکھا، نہ سیاست دانوں کا محتاج رکھا، نہ لیڈروں کا محتاج رکھا، نہ نوکروں کا محتاج رکھا، نہ کسی ملازموں کا محتاج رکھا۔

پیارے کوئی تیرا ذکر کرے، یا نہ کرے، اللہ نے تیرے چرچے کو بلند کر دیا ہے، ارشاد ہوا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ **ترجمۂ کنزالایمان:** اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پ۳۰ الشرح ۴)

تُو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تِرا ذِکر ہے اُونچا تیرا
مِٹ گئے مِٹتے ہیں مِٹ جائیں گے اَعدا تیرے
نہ مِٹا ہے نہ مِٹے گا کبھی چرچا تیرا

اور ایسا کیوں؟ ایسا اس لئے کہ ربِّ کائنات نے اپنے محبوب ﷺ کو الکوثر عطا کیا ہے۔

کثیر، اکثر، یا کثار نہیں بلکہ الکوثر فرمایا

یہاں پر ایک نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ: رب نے یہاں کثیر نہیں، اکثر نہیں کثار نہیں بلکہ کوثر فرمایا ہے، اور کوثر نکرہ کے ساتھ نہیں بلکہ الکوثر معرفہ کے ساتھ فرمایاہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو زیادہ نہیں، بہت زیادہ بھی نہیں، بہت ہی زیادہ بھی نہیں، بلکہ بے حد زیادہ، بے حد و بے شمار عطا فرمایا۔

جب رب کا قلیل اتنا کثیر ہے تو کوثر عالم کیا ہو گا؟

قرآن پاک میں آپ نے پڑھا ہو گا۔ اللہ پاک فرماتا ہے: ’’ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ‘‘ اے محبوب ﷺ آپ فرما دیجئے! کہ یہ دنیا کی متاع کیا ہے؟ قلیل ہے، یہ سب کچھ، سب بڑے بڑے شہر، بڑے بڑے ملک، یہ کروڑوں، اربوں، کھربوں چیزیں، تمام

علوم و فنون، سرمایہ، سونا، چاندی، ہیرے جواہرات، پیسہ، ہر چیز جو بھی دنیا میں ہے، ان کے متعلق اللہ فرماتا ہے: دنیا قلیل ہے، حالانکہ یہ دنیا کتنی بڑی ہے، اس میں کتنی بڑی بڑی چیزیں ہیں، اس کی کروڑوں اربوں کھربوں چیزوں کو قرآن کہتا ہے: یہ قلیل ہے۔

لہٰذا جس بارگاہ میں قلیل کا پیمانہ اتنا بڑا ہے، تو پیارو! بتاؤ! وہاں کثیر کا پیمانہ کتنا بڑا ہو گا، وہاں اکثر کا کتنا بڑا پیمانہ ہو گا، پھر وہاں کثار کا پیمانہ کتنا بڑا ہو گا، اور جب کثیر اور اکثر اور کثار کے پیمانے کا اندازہ، میں اور آپ نہیں کر سکتے تو بتاؤ! رب کے دئے ہوئے الکوثر کا اندازہ کیسے لگا سکتے ہیں؟

(10)۔۔۔محبوب ﷺ جیسے رب نے کسی کو بنایا ہی نہیں

یہ وہ وجوہات ہیں جس کی وجہ سے ہم کہتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رب نے بنایا ہی ایسا ہے کہ ان جیسا کوئی ہے ہی نہیں، کوثر کا مالک، کوئی ہے ہی نہیں، خیر کثیر کا مالک، ہے ہی کوئی نہیں، محبوبِ خدا ہے ہی کوئی نہیں، معراج کا دولھا کوئی نہیں، کونین میں ان سا کوئی نہیں، حسن سراپا کوئی نہیں۔

اے ختمِ رسل مکی مدنی کونین میں تم سا کوئی نہیں
اے نور مجسم تیرے سوا محبوب خدا کا کوئی نہیں
اوصاف تو سب نے پائے ہیں پر حسن سراپا کوئی نہیں
آدم سے جنابِ عیسیٰ تک سرکار کے جیسا کوئی نہیں

یہ شان تمہاری ہے آقا تم عرشِ بریں پر پہنچے ہو
ذیشان نبی ہیں سب لیکن معراج کا دولھا کوئی نہیں

محبوب ﷺ کی ذات عیب دار کیسے ہو سکتی ہے؟

محبوب ﷺ کی ذات عیب دار ہو بھی کیسے سکتی ہے کہ رب نے محبوب ﷺ کو اپنی دلیل جو بنایا ہے، چنانچہ پارہ ٦ سورۂ نساء کی آیت نمبر ١٧٤ میں ارشادِ باری تعالی ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (١٧٤)

ترجمہ کنزالایمان: اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اُتارا۔

تو ربِّ کائنات نے اپنی ذات پر محبوب ﷺ کو دلیل بنایا، اور دلیل جتنی مضبوط ہوتی ہے دعوی بھی اتنا نکھر کے سامنے آتا ہے، کمزور دلیل دعوی کو کمزور کر دیتی ہے، میں دعویٰ کروں کہ اس وقت رات ہے، اور یہ کہہ کر میں کمرے کے سارے بلب بند کر دوں اور کہوں کہ دیکھو چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے، اور اندھیرا ہونا رات ہونے کی دلیل ہوتی ہے، لہذا میرا دعوی رات ہونے کا سچا ہے، آپ میرا ہاتھ پکڑیں اور مجھے باہر لے جاکر کہیں دیکھو دن ہے، کیونکہ چاروں طرف اجالا ہی اجالا ہے، سورج نکلا ہوا ہے۔

محبوب ﷺ کو دلیل نہیں بلکہ برہان فرمایا

تو میری دلیل کا آپ نے دلیل سے رد کر دیا، اور میرے دعوی کو غلط ثابت کر دیا، اب اگر محبوب ﷺ کی ذات میں نقص ہوتا، کوئی کمی ہوتی دلیل کمزور ہوتی، تو وجودِ

باری تعالی کا دعوی کمزور ہوتا، اور اللہ نے محبوب ﷺ کے لئے دلیل کا لفظ بھی استعمال نہیں کیا، بلکہ حضور ﷺ کے لیے فرمایا: برہان بنا کے بھیجا ہے، اور برہان ایسی دلیل ہوتی ہے جس کو کسی دلیل سے رد کیا ہی نہیں جاسکتا۔

حسینہ جمیلہ دا منہ موڑ دیتا
محمد بنا کے قلم توڑ دیتا

اور اللہ نے اپنے ربوبیت کی دلیل ان کو بنایا ہے، ضروری تھا حضور ﷺ کی ذات پہ کوئی عیب نہ ہو، کوئی نقص نہ ہو، کوئی خامی نہ ہو، کیونکہ اگر دلیل کمزور ہوتی تو ربوبیت کا دعوی کمزور ہو جاتا، توحید کا دعوی مضبوط ہے کیونکہ رسالت کی دلیل مضبوط ہے۔

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نَقُص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دُھواں نہیں

محبوب ﷺ کی ذاتِ گرامی وجودِ باری تعالی کی مضبوط و روشن دلیل ہے، اس لیے اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنی ذات کا مظہر بنایا۔

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
گفتگو سرکار کی قرآن کی تفسیر ہے
سوچتی تو ہو گی دنیا مصطفی کو دیکھ کر
وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

اور میرے امام لکھتے ہیں:

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرم راز ہے رُوحِ امیں
تُو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا تِرا مِثل نہیں ہے خدا کی قسم

اس کو تول رہا ہے جس کو تولا نہیں جا سکتا

یہ تو آج مولوی کا دماغ خراب ہو گیا ہے، جو محمد عربی ﷺ کو تولنے چلا ہے، اگر اتنا شوق ہے تو آپ مجھ کو تول لیں، اور میں آپ کو تول لوں، یہ بتاؤ سونار کے چھوٹے سے ترازو میں رتی تولے کا حساب تو ہو جائے گا، کیا منوں ٹنوں کا بھی حساب ہو سکتا ہے؟ سونار کا ترازو ٹوٹ جائے گا۔ اس کو تول رہا ہے جس کو تولا نہیں جا سکتا۔ اللہ اکبر!

سنو حدیث رسول ﷺ سنو اور خود رسول ﷺ کی زبانی سنو:

یہ سب پر بھاری ہوں گے

روایت ہے حضرت ابو ذر غفاری سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کیسے جانا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں حتی کہ آپ نے یقین کر لیا، تو فرمایا: اے ابو ذر! میرے پاس دو فرشتے آئے جب کہ میں مکہ کے بعض پتھریلے علاقہ میں تھا تو ان میں سے ایک تو زمین کی طرف آ گیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان رہا تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کیا یہ وہ ہی ہیں؟ اس نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ انہیں ایک شخص سے تولو میں اس سے تولا گیا تو میں وزنی ہوا پھر اس نے کہا کہ انہیں دس سے تولو تو میں ان سے تولا گیا میں ان پر وزنی ہوا، پھر اس نے کہا کہ انہیں سو سے تولو میں ان سے تولا گیا میں ان پر بھاری ہو اوہ بولا انہیں ہزار سے تولو میں ان سے تولا گیا تو میں ان پر بھاری ہو گیا

گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلہ ہلکا ہونے کی وجہ سے مجھ پر گرے پڑتے ہیں تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر تم انہیں ان کی پوری امت سے تولو تو بھی یہ سب پر بھاری ہوں گے۔

(مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، فصل ثالث ص ۵۱۵ مطبوعہ مجلس برکات)

وہ رب اپنی شان میں کیسا ہو گا؟

اللہ اکبر! پیارو! ذرا غور تو کرو! کہ رب نے ایسا پیارا حبیب بنایا جس کا کوئی مقابل نہیں، جس کا کوئی مماثل نہیں، جس کا کوئی ثانی نہیں، تو وہ رب اپنی شان میں کیسا ہو گا؟ خود کیسی شان کا مالک ہو گا؟ وہ خود کتنی عظمتوں، رفعتوں برکتوں کا مالک ہو گا؟

ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے
ایک اللہ ہی ان سے بڑا ہے

اس بیان سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا

اور آخر میں، میں آپ سے ایک بات کہہ کر اجازت چاہوں گا، کہ آج آپ کو اس بیان سے اندازہ ہوا ہو گا کہ:

سب سے اَولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و وَالا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی — دونوں عالَم کا دُولہا ہمارا نبی
خلق سے اَولیا اَولیا سے رُسل — اور رَسولوں سے اَعلیٰ ہمارا نبی
ذِکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو — نمکین حسن والا ہمارا نبی

جس کی دو بُوند ہیں کوثر و سلسبیل ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی
کیا خبر کتنے تارے کِھلے چھپ گئے پر نہ ڈُوبے نہ ڈُوبا ہمارا نبی
سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کیے اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی

یعنی رب نے اپنے محبوب ﷺ کو صرف خدا ہونا نہ دیا ورنہ تو اپنی ساری خدائی دے دی، اور سب دے دیا فرمایا: ''اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰكَ'' کہ محبوب ﷺ ہم نے تمھیں سب کچھ دے دیا۔ ماضی کے صیغے سے بیان فرمایا، کہ دے دیا۔

جو رب آئندہ دے گا اس کا شمار کیسے ہو گا؟

اور پیارو! جو رب نے اپنے محبوب ﷺ کو دے دیا اس کا کوئی حساب و شمار نہیں ،تو اس کا کیسے حساب و شمار ہو سکتا ہے جو رب آئندہ دے گا۔ سورۂ والضحیٰ میں فرمایا:

وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰی ؕ

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمھیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اور کتنا دے گا دینے والا جانے، کتنا ملے گا لینے والا جانے، محبوب ﷺ آپ کے اوصاف و کمال، حسن و جمال، بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔

کیا کیا کہوں تجھے

اسی وجہ سے میرے امام نے تو محبوب ﷺ کو سرور کہا، مالک کہا، مَولیٰ کہا، باغِ خلیل کا گلِ زَیبا کہا، حرماں نصیب کی امید گاہ کہا، جانِ مراد اور کانِ تمنّا کہا، گلزارِ قدس کا گلِ رنگیں اَدا کہا، دَرمانِ دَرْدِ بُلبُلِ شیدا کہا، بیکس نواز گیسوں والا کہا، اور کہا:

اللہ رے تیرے جسمِ منوّر کی تابِشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلّا کہوں تجھے

اور آگے چل کر بے داغ لالہ اور قمر بے کلف کہا، بے خار گلبنِ چمن آرا کہا، آقا ﷺ اب کیا کہوں؟ الفاظ ختم ہوگئے، بندہ عاجز ہوں، آقا ﷺ میں حادث ہوں:

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

حرفِ آخر کہہ کر معذرت کرلی، محبوب ﷺ:

تیرے تو وَصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہُوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ اُن کے ثناخواں کی خامُشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

(11)---رب نے محبوب ﷺ کو سب کچھ دے دیا

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ(۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

فضائلِ کثیرہ عنایت کرکے تمام خَلق پر افضل کیا، حسنِ ظاہر بھی دیا، حسنِ باطن بھی، نسبِ عالی بھی، نبوّت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوضِ کوثر بھی، مقامِ محمود بھی، کثرتِ امّت بھی، اعدائے دِین پر غلبہ بھی، کثرتِ فتوحات بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی کوئی انتہاء نہیں۔

اللہ الرحمٰن، کی بارگاہِ عالیشان، میں بندۂ ناقص وناتمام، بعجز واحترام، بواسطۂ سرورِ ذیشان، عرض گزار ہے کہ ربِّ کریم ہمیں نارِ جحیم، سے نجات عطا کرے، اور رحمۃ للعالمین کی غلامیٔ دلنشین میں استقامت عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خطیب

ابوشفیع محمد شفیق خان عطاری

مدنی فتحپوری

10/OCT/2021

بروز: اتوار

☆...☆...☆...☆...☆...☆

خطیب کی کتب کا تعارف

(1)۔۔۔قصور کس کا ہے؟

کئی لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد لوگ کہتے ہیں "اس عورت کو طلاق دے دو" آخر لڑکیوں کی پیدائش میں قصور کس کا ہے؟ مرد کا، یا عورت کا، اس کتاب میں اور اسلام اور سائنس کی روشنی میں بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے مزید دلچسپ سوالات وجوابات بھی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...زمانۂ جاہلیت کی کچھ یادیں
☆...پانچ لرزہ خیز واردات
☆...بیٹیوں کے فضائل
☆...سائنس کیا کہتی ہے؟
☆...دلچسپ سوالات وجوابات
☆...عِلْمُ الْجَنِيْن کیا ہے؟
☆...بچے کی پیدائش کا سبب کیا ہے؟
☆...بچے کی پیدائش کا مرحلہ
☆...بے اولادی کے 4روحانی علاج
☆...اولادِ نرینہ کے روحانی علاج

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(2)۔۔۔نصاب مسائلِ نماز

امامت ٹیسٹ کی تیاری کرنے کے لئے بہترین کتاب جس میں نماز کے بنیادی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اپنی ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے!☆...حصولِ علم کے ذرائع ☆...چندے کے مسائل
☆...شرائطِ نماز
☆...فرائضِ نماز
☆...واجباتِ نماز
☆...مفسداتِ نماز
☆...مکروہاتِ نماز
☆...مسائلِ سجدۂ سہو
☆...امامت کی شرائط
☆...اقتداء کی شرائط
☆...مسائلِ نمازِ جمعہ

☆...مسائلِ نمازِ عیدین ☆...مسائلِ معذورِ شرعی ☆...جماعت کا ایک اہم مسئلہ

☆...مسائلِ شرعی مسافر ☆...مسائلِ نمازِ جنازہ ☆...مسائلِ سجدۂ تلاوت

☆...مسائلِ اذان واقامت ☆...مسائلِ لقمہ ☆...چاند کب نکلے گا؟

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(3)---خطباتِ مصطفائی وخطباتِ شفیقی حصہ اوّل

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطاب ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
1	عظمتِ رسالتِ مآب ﷺ	1	محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں
2	ذکر کی فضیلت اور اس کے اثرات	2	جمیع عالم برائے مصطفیٰ ﷺ
3	ولی کی پہچان	3	امت کا معنی اور اس کا مفہوم
4	سنّت اور بدعت	4	امت محمدیہ کی عمر کم کیوں رکھی گئی
5	نورِ حِسّی اور نورِ معنوی	5	اعلیٰ حضرت کا عشقِ رسول ﷺ
6	تفسیر سورۂ تکاثر	6	تفسیر سورۂ کوثر: محبوب ہم نے تم کو سب کچھ دیا

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی ومرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(4)---تدریس کے 26 طریقے

جدید دور میں جدید وقدیم تدریس کے طریقوں کا مجموعہ بنام "تدریس کے 26 طریقے" اس کتاب میں تدریس کے طریقوں کے ساتھ ساتھ اپنی تدریس کو بہتر اور مقبولِ عام بنانے کے فارمولے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... تدریس کے نکات　　☆... تدریس کے ۲۶ طریقے

☆... درجے کی ترقی کے فارمولے　　☆... طلبا کے درمیان کئے جانے والے بیان

☆... انوکھی باتیں　　☆... انوکھے سوالات

☆... انوکھی حکایات　　☆... انوکھی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(5)---رفیق التدریس

استاد کو تدریس کے اعلی منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆... **پہلا باب:** 63 انوکھی معلومات　　☆... **دوسرا باب:** 63 انوکھے سوالات

☆... **تیسرا باب:** 63 انوکھے چٹکلے　　☆... **چوتھا باب:** 63 انوکھی پہیلیاں

☆... **پانچواں باب:** 63 انوکھی حکمتیں　　☆... **چھٹا باب:** 63 انوکھی حکایات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(6)---آسان فرض علوم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب جس میں عقائدِ اہلسنت کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور مسائل کو نہایت آسان کر کے عوام کے پڑھنے کے قابل بنایا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... کتاب العقائد　　☆... تہتر فرقوں کا بیان　　☆... کتاب الطہارۃ

☆... کتاب الصلوۃ　☆... کتاب الجنائز　☆... کتاب الصوم
☆... کتاب الزکوۃ　☆... کتاب الحج　☆... کتاب النکاح
☆... کتاب الطلاق　☆... کتاب الاضحیہ　☆... کتاب القسم
☆... کتاب الحدود　☆... حلال طریقے سے کمانے کا بیان

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(7)---آسان خطباتِ محرم

ماہِ محرم میں کی جانے والی تقریروں کا آسان اور دلچسپ معلوماتی گلدستہ بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

1☆... دین اسلام کی خوبیاں
2☆... سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم
3☆... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
4☆... حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
5☆... حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
6☆... حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ
7☆... حضرتِ مولی علی رضی اللہ عنہ
8☆... حضرتِ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
9☆... حضرتِ امامِ حسن رضی اللہ عنہ
10☆... حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ
11☆... شہادتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ
12☆... یزید اور یزیدیوں کا انجام
13☆... دسویں محرم الحرام کے فضائل

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(8)---تنظیمی نصاب و بیانات

مجلس امامت کورس میں داخلِ نصاب کتاب بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...12 دینی کاموں کی تفصیل　☆... سنتیں اور آداب

☆...انفرادی کوشش کی ترغیبات ☆...اجتماعِ پاک کی دعائیں

☆...فیضانِ تجوید کے اسباق ☆...امام کے ۳۰ مدنی پھول

☆...اذکارِ نماز ☆...درودِ تاج

☆...بیاناتِ عصر ☆...بیاناتِ مغرب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(9)---اعلی حضرت کا چرچا رہے گا

اعلی حضرت کا تذکرۂ دل نواز قرآن، حدیث اور میٹھ کی روشنی میں خطباتِ شفیقی جلد دوم کا

ایک منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی انوکھی فضیلت ☆...اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟

☆...بادشاہوں کے مقبروں کا حال ☆...اولیاء کے مزاروں کا حال

☆...تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب ☆...اولیائے کرام کے تذکرے زمین و آسمان میں

☆...فنا ہو کر 9 کا عدد بن جاتا ہے ☆...اس لیے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے

☆...اولیاء پر رب نوازشات ☆...9 کے عدد کی چار عجیب باتیں

☆...اعلی حضرت کے پاس سب کچھ ہے ☆...بارگاہِ مصطفی ﷺ سے مشین عطا ہوئی

☆...اعلی حضرت کے سونے کا منفرد انداز ☆...اعلی حضرت کے فنافی الرسول ہونے کی دلیل

☆...ہر وقت نبی ﷺ کی ثنا ☆...دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز

☆...تعارفِ اعلی حضرت ☆...منقبتِ اعلی حضرت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)---شارق الفلاح شرح نور الایضاح

درسِ نظامی کے کورس میں داخلِ نصاب کتاب "نور الایضاح" کی آسان اردو شرح ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف ☆... شارح کا تعارف ☆... فقہی اصطلاحات

☆... بنیادی باتیں ☆... صاحبِ نور الایضاح کے غیر مفتی بہ اقوال

☆... عبارت مع اعراب ☆... سلیس اردو ترجمہ ☆... سوالاً جواباً عبارت کی شرح

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(11)---آسان حنفی نماز

आम मुसलमान के लिये नमाज़ और उस के ज़रूरी अहकाम सीखने के लिये बेहतिरीन किताब बनाम

आसान हनफ़ी नमाज़

नमाज़ पढ़ने का आसान तरीक़ा

सवालन जवाबन

आप इस किताब में पढ़ सकेगें

दीनी इल्म सीखने की फ़ज़ीलत
मस्जिद के मसाइल
वुज़ू के मसाइल
गुस्ल के मसाइल
तयम्मुम के मसाइल
नजासतों के मसाइल
कपड़े पाक करने के तरीक़े
नमाज़ के मसाइल
सज्दए सहव के मसाइल
इमामत के मसाइल

जुमा के मसाइल
इक़्तिदा के मसाइल
नमाज़े जनाज़ा के मसाइल
सज्दए तिलावत के मसाइल

माज़ूरे शरई के मसाइल
ईद के मसाइल
मुसाफ़िर के मसाइल
अज़ानो इक़ामत के मसाइल
नमाज़ में लुक़मा के मसाइल

मुरत्तिब

मौलाना अबू शफ़ीअ मुहम्मद शफ़ीक़ ख़ान अत्तारी मदनी फ़तेहपुरी

मकतबा दारुस्सुन्ना दिल्ली

عنقریب آنے والی کتب

(1)۔۔۔عنایۃ الحکمت لحل بدایۃ الحکمت

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(2)۔۔۔عطایۃ الحکمت شرح ھدایۃ الحکمت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(3)۔۔۔خلیلیہ شرح مناظرۃ الرشیدیہ

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(4)۔۔۔کلام الوقایہ شرح شرح الوقایہ

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(5)۔۔۔رحمۃ الباری شرح تفسیر البیضاوی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(6)۔۔۔مختار التاویل شرح مدارک التنزیل

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(7)۔۔۔الدلالۃ الشاھدۃ شرح البلاغۃ الواضحۃ

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(8)۔۔۔المعتبر المعترف لحل المعتقد المنتقد

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(9)۔۔۔سلیم النظر شرح نزھۃ النظر

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)۔۔۔شفیق النعمانی لحل شرح الجامی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(11)۔۔۔نحو کے دلچسپ سوالات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(12)۔۔۔درسِ تصوف

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(13)۔۔۔علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(14)۔۔۔کامیابی کے 10 اصول

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(15)۔۔۔نور المغیث شرح تیسیر مصطلح الحدیث

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(16)۔۔۔عرفان الاثار شرح معانی الاثار

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(17)۔۔۔تسلیم التوقیت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(18)۔۔۔عقائد کی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(19)۔۔۔پانچ نمازوں کی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(20)۔۔۔درود کی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(21)۔۔۔چندہ کرنے کے ۱۹ فارمولے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(22)۔۔۔موت کے وقت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(23)۔۔۔کیا حال ہے؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(24)۔۔۔قرآنی سورتوں کے مضامین

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(25)۔۔۔امتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

یادداشت

ش	عنوان	صفحہ

یادداشت

ش	عنوان	صفحہ

یادداشت

ش	عنوان	صفحہ